بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیر سرپرستی

مجاہد ملت قائد اہلسنت حضرت مولینا الحاج شاہ حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ

رئیس اڑیسہ بانی دار العلوم جامعہ حبیبیہ و صدر

آل انڈیا تبلیغ سیرت الہ آباد

زیر نگرانی

شمس العلماء حضرت مولینا حکیم محمد نظام الدین صاحب قبلہ

مفتی پاسباں و ناظم جامعہ نظامیہ و معتمد آل انڈیا

تبلیغ سیرت الہ آباد

ہندوستان و پاکستان کا شہرۂ آفاق تاریخی مذہبی ادبی اصلاحی مجلّہ

ماہنامہ پاسبان

الٰہ آباد

تھا مجاہد مسلمان [illegible] ہر کارزار کا
نشان تھا زمانہ [illegible]

[illegible] سے علی حق ہے نگاہ مرد [illegible]
یا رب تو یا پاسبان رہ [illegible] پاسبان کا

قیمت سالانہ
پانچ روپیہ صہ ر

فی پرچہ
آٹھ آنے ۸ ر

رفقائے ادارہ

سید عبد الحق قادری — سید اکبر حسینی آرزو — سید ابو الفرج رجہتی — محمد عثمان اعظمی

عبد المنان مبارکپوری — عبد الوحید بنارسی — سلطان حسن مرادآبادی

دفتر ماہنامہ پاسبان دائرہ شاہ اجمل الٰہ آباد - ۳

J.N.R.

ماہنامہ

پاسبان

الہ آباد

ایڈیٹر
مشتاق احمد نظامی

شمارہ ۶ | مارچ سنہ ۱۹۵۵ء | جلد ۲

اس شمارہ کے اصحاب قلم

(نوٹ:- یہ اگرچہ الہ آباد کا دوسرا شمارہ ہے مگر ناظرین کرام کے متعدد خطوط کی بنا پر پاسبان کا اجرا گیا سے ہوا یعنی اور الہ آباد کا شمارہ جلد نمبر ۲ اور شمارہ نمبر ۶ لکھ دیا ہے تاکہ ناظرین پاسبان کو فائل درست کرنے میں ایک گونہ سہولت ہو۔
(جنرل منیجر))

مدرسہ عین العلوم گیا
تاج العلماء حضرت مولانا سراج الہدیٰ کے زیر اہتمام مدرسہ عین العلوم ایک مدت سے علم کی خدمات انجام دے رہا ہے۔
اہل خیر حضرات کو مدرسہ کی طرف خصوصی توجہ کرنا چاہیے۔
مدرسہ عین العلوم گیا بہار

انوار احمد نظامی۔ پرنٹر اینڈ پبلشر نے اسرار کریمی پریس میں چھپوا کر دفتر پاسبان [illegible] سے شائع کیا۔

سلام

مجبوبِ کبریا سے میرا سلام کہنا

تجھ پہ خدا کی رحمت اے عازمِ مدینہ ۔۔۔ نورِ محمدیؐ سے روشن ہو تیرا سینہ
جب ساحلِ عرب پر پہنچے ترا سفینہ ۔۔۔ اُس وقت سر جھکا کر بِلّٰہ با قرینہ

سلطانِ انبیا سے میرا سلام کہنا

ساحل پہ آتے آتے موجوں کو چوم لینا ۔۔۔ موجوں کے بعد دلکش ذرّوں کو چوم لینا
اُس پاک سرزمیں کی راہوں کو چوم لینا ۔۔۔ پھولوں کو چوم لینا کانٹوں کو چوم لینا

پھر نورِ والضحیٰ سے میرا سلام کہنا

راہِ طلب کا عالم جب قلب کو مزہ دے ۔۔۔ عشقِ نبیٔ مرسل جب روح کو جلا دے
جب سوزِ عاشقانہ جذبات کو جگا دے ۔۔۔ ہستی کا ذرّہ ذرّہ جب آہ کی صدا دے

عالم کے دلربا سے میرا سلام کہنا

ہو جانبِ مدینہ جب کاروان روانہ ۔۔۔ صلِّ علیٰ محمدؐ کا لب پہ ہو ترانہ
وردِ زباں ہوں جسدم اشعارِ عاشقانہ ۔۔۔ جب رحمتِ خدا کا لٹنے لگے خزانہ

سرچشمۂ عطا سے میرا سلام کہنا

دربارِ مصطفےٰ کی حاصل ہو جب حضوری ۔۔۔ پیشِ نظر ہو جسدم وہ بارگاہِ نوری
جب روح کو سکوں ہو مٹ جائے فکر دوری ۔۔۔ دیدارِ مصطفےٰ کی جب آرزو ہو پوری

والشمس کی ضیا سے میرا سلام کہنا

روضے کی جالیوں کے جسدم قریب جانا ۔۔۔ رو رو کے حالِ مسلم سرکار کو سنانا
بے ساختہ لپٹنا جوشِ جنوں دکھانا ۔۔۔ سینے سے بھی لگانا آنکھوں سے بھی لگانا

پھر نورِ حق نما سے میرا سلام کہنا

با صد ادب یہ کہنا اے ہادیٔ مکرّم ۔۔۔ اے شفقتِ مکمل اے رحمتِ مجسّم
تیری نظر نظر پہ قربان ہر دو عالم ۔۔۔ شارقؔ غریب شارق یہ کہہ رہا تھا پیہم

سردارِ دوسرا سے میرا سلام کہنا

حضرت شارق ایرایانی

غزل

اب تو دیر و حرم میں بازی ہے || تو کہاں آہ پاکبازی ہے

ارے ہوش و خرد کے دیوانو || اُن کا ہر مست فخر رازی ہے

سر اٹھاتے نہ سنگ در سے کبھی || بس وہی بس وہی نمازی ہے

نفس کو جس نے قتل کر ڈالا || لقب اوس کا شہید غازی ہے

ہے حقیقت وہی حقیقت میں || جس کی ہر ہر ادا مجازی ہے

بُت کریں بندۂ خدا پر ظلم || میرے مولیٰ کی بے نیازی ہے

ہائے اندھیر کا ٹھکانہ کیا || جس میں دیکھو زمانہ سازی ہے

بود کثرت کا دعویٰ بے بود || آپ کی بس زباں درازی ہے

آپ کی ہر غزل میں اے بیدؔ
ساز ہندی ہے لے حجازی ہے

محدث اعظم ہند

انوار احمد نظامی

شذرات

مشتاق احمد نظامی

پاسبان کا مستقبل

پاسبان ایک برس کی کٹھن منزل سے گذر گیا اب اس کی عمر کا دوسرا سال ہے جسکے چند شمارہ بھی شائع ہو چکے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ میں اس کی سالگرہ منا تا جیسا کہ دنیا صحافت میں ہوتا چلا آیا ہے مگر حالات کی ناسازگاری نے دماغ کو تفکرات کا آماجگاہ بنا رکھا ہر چند کوشش کی گئی کہ سالنامہ جلد سے جلد شائقین پاسبان کی خدمت میں حاضر کیا جائے۔ مگر اس کو کیا کہیئے کہ حالات قابو سے باہر ہوتے گئے اور بتاریخ اشاعت معرض التواء میں پڑتی گئی اب میرا ضمیر اجازت نہیں دیتا کہ وقت سے پہلے سالنامے کی تاریخ اشاعت کا اعلان کیا جائے تا وقتیکہ ادارہ پورے طور پر حالات پر قابو یافتہ نہ ہو جائے خریداروں کے مسلسل فرمائشی خطوط چلے آرہے ہیں کہ سالنامہ دیکھنے کے لئے ہمیں مشتاق اور دل بے چین ہے لہذا دفتر کیطرف سے کسی آخری تاریخ کا اعلان کیا جائے مگر میں آج کی تقریب میں پاسبان نواز بھائیوں سے اس سے زیادہ کچھ نہیں عرض کر سکتا کہ سالنامے کے لئے میں آپ سے زیادہ مضطرب و فکر مند ہوں اور مجھ سے زیادہ عزیزی الوالی احمد نظامی مدیر ادارہ کا پورا عملہ انشاء اللہ سالنامے کی اشاعت بہت جلد ہو گی اور بہت ہی اہتمام سے ہو گی۔ اس وقت تک ہم ملک کے مایۂ ناز شعراء اور ارباب قلم کے انمول جواہر پارے حاصل کر چکے ہیں اور بعض حضرات کے ایفاء وعدہ کا ہمیں انتظار ہے۔ پاسبان کی ہر اشاعت میں تقریبا ہمیں دینے سے زائد مصارف برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اب آپ خیال فرمایئے جو ادارہ ابتدائی منزلوں میں اتنی کثیر رقم خرچ کر رہا ہو اس کے لئے کسی خصوصی شمارہ کے اہتمام میں کیا کچھ کرنا ہوگا۔

صحیح ہے کہ ہر قدم پر دشواریوں کا سامنا ہے مگر ہم حالات سے مایوس نہیں اگر ہم طوفان کا رخ نہیں موڑ سکتے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ خس و خاشاک کی مانند نذر طوفان ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں ویلر بک اسٹال سے میں اپنا معاملہ طے کر رہا ہوں خدا نے چاہا تو مستقبل قریب میں پاسبان ہر ریلوے بک اسٹال پر آپ کو مل سکے گا۔

اور پاکستانی احباب سے گذارش ہے کہ اوائل اپریل میں پاسبان ایجنسی کا مستقل معاملہ طے کرنے کے لئے میں کراچی آرہا ہوں اس سفر کے بعد پاکستانی احباب کو بھی پاسبان نہ ملنے کی شکایت نہ رہ جائیگی۔

پاسبان کے اسٹاف میں بھی میں نے کافی تبدیلی کر دی ہے جس سے ہمیں بھروسہ ہے کہ پاسبان بہت جلد اپنا معیاری مقام حاصل کریگا۔ پاسبان سے جسقدر ہماری بلند آرزوئیں وابستہ ہیں اس حیثیت سے اس کا ٹائیٹل پیج ابھی تک اسقدر دیدہ زیب نہ ہو سکا جیسا کہ اپنی دلی خواہش ہے مگر اس بات سے ہمیں مسرت ہے کہ مذہبی اصلاحی ادبی رسائل میں مضامین کے اعتبار سے پاسبان اپنا خصوصی امتیاز رکھتا ہے۔ اگر رسالہ کی روح اس کا ٹائیٹل پیج ہے تو ہمیں اعتراف شکست میں کوئی تامل نہیں لیکن مضامین کی حیثیت سے پاسبان نثر و نظم کا ایک حسین گلدستہ کہا جا سکتا ہے۔

اس وقت کئی ہزار مسلمان پاسبان کے دامن سے وابستہ ہیں اور اللہ کا شکر ہے کہ یہ تعداد یوماً فیوماً بڑھتی ہی جا رہی ہے۔

بمبئی مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۵۲ء

محلہ مصطفیٰ بازار

تبلیغ سیرت کا اعزازی اجتماع

مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت کے اعزاز میں ایک اجلاس طلب کیا گیا جس کی صدارت حضرت مفتی اعظم بدایوں مولانا عبد القدیر صاحب بدایونی نے فرمائی۔ شرکت کرنے والوں میں مولانا آل حسن صاحب سنبھلی۔ مولانا قاری عبد الرب صاحب مرادآبادی۔ حکیم سید قمر الاسلام صاحب دہلوی۔ جناب صبا صاحب متھرا افغانی۔ جناب شفق صاحب لکھنوی۔ جناب عاصم صاحب اشرفی کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ اجلاس کے کامیاب بنانے میں عزیز مخلص جناب شمس الحق صاحب نائب سکریٹری تبلیغ سیرت کی جد و جہد کو بہت دخل ہے۔

تعلیمی کنونشن

اخبارات کی حالیہ اطلاع ہے کہ اوائل جنوری میں جمیعۃ علماء ہند ایک تعلیمی کنونشن طلب کر رہی ہے جس میں ہر مکتبہ خیال کو دعوت فکر دیجائیگی تاکہ ملک کی ہر مسلم جماعت اپنا مجوزہ نصاب تعلیم پیش کر سکے۔ درس نظامیہ کے علاوہ مکاتب۔ مدارس اسکول و کالج کے دینیاتی شعبہ پر خصوصیت سے غور و فکر کرتی ہے۔

تاکہ مذکورہ تعلیمی ادارہ میں مسلم بچوں کو اسلامی احساس سے روشناس کرایا جا سکے (غالباً جمیعۃ کا یہ وقتی اقدام جبریہ تعلیم کے پیش نظر ہے)

اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ پیشکش وقت کے صحیح تقاضے پر ہے اور جمیعۃ علماء ہند آہستہ آہستہ ایسے لٹریچر بھی فراہم کر چکی ہے جس کو آسانی سے کورس میں لیا جا سکے۔ بعض ارباب فکر کا کہنا ہے کہ اس کنونشن میں اگر مسلم بچوں کی اصلاح مد نظر ہے تو اس سے کہیں زائد اپنی کتابوں کا مارکیٹ بھی گرم کرنا مقصود ہے اور بعض حلقہ فکر کی یہ رائے ہے کہ کنونشن کا پس منظر عقائد باطلہ کی ترویج و اشاعت کے سوا کچھ نہیں۔ بہر کیف ہمیں ان مباحث میں الجھنا نہیں بلکہ ٹھنڈے دل سے یہ سوچنا ہے کہ اس کنونشن میں تبلیغ سیرت کا نمائندہ بھیجا جائے یا نہیں اگر نہ بھیجا جائے تو اس کے کیا دلائل ہیں اور اگر اپنا کوئی نمائندہ شریک [illegible]

انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تعلیمی کنونشن کا طلب کرنا وقت کی صحیح پکار ہے۔ اسکول و کالج میں کم از کم ایک گھنٹہ ایسا بھی ہونا چاہیئے جس میں مسلم طلباء کو دینیات کی تعلیم دیجائے ورنہ مستقبل کی بھیانک تاریکی آپ کے سامنے ہے۔ مگر اسی کے ساتھ کورس کا انتخاب بھی اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ آسانی سے اس دفعہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا طریق کار کیا ہوگا۔

کیا ہم اعلان کر دیں کہ جمیعۃ علماء ہند ہماری نمائندہ جماعت نہیں اس لئے ملک کی بھاری اکثریت کے لئے اس کا مجوزہ نصاب تعلیم نا قابل قبول ہوگا۔ یا بھارت گورنمنٹ سے یہ اپیل کیجائے کہ وہ مسئلہ تعلیم میں اتنی عجلت سے کام نہ لیتے ہوئے ملک کی دوسری جماعتوں کو غور و فکر کا موقع دے یا ہونے والی کنونشن کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ صرف معیار تعلیم متعین کر دے مگر کتابیں نامزد نہ کرے مثلاً شعبہ دینیات میں فقہی مسائل بھی آتے ہیں طہارت۔ وضو۔ نماز روزہ وغیرہ۔ ہر کلاس کے طلباء کی ششماہی اور سال کا معیار تعلیم متعین ہو مگر کتابوں کے انتخاب میں طلباء کو پورا اجاز ہو خواہ وہ فقہی مسائل بہار شریعت سے اخذ کئے جائیں یا بہشتی زیور سے اور سہل العمل یہ ہوگا کہ یہ فیصلہ طلباء کی اکثریت پر چھوڑ دیا جائے۔ رہ گیا سوال کنونشن میں شرکت و عدم شرکت کا عدم شرکت میں اظہار بیزارگی ہے اور شرکت میں آپ کی باتوں پر دھیان نہ دیا جائیگا البتہ آپکی شمولیت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کیجائیگی یعنی یہ کہنے ہو جائیگا کہ ہر مکتبہ خیال کے نمائندوں نے شرکت کی اور ان کی موجودگی میں یہ نصاب تعلیم منظور کیا گیا۔

بقیہ شذرات ۔ بچے نوجوان سب ہی نے لبیک کہا نوجوانوں میں ایک نیا جوش پیدا ہوا ہر طرف تبلیغ سیرت زندہ باد کے نعرے لگنے لگے اس خبر سے آپ کو مسرت ہوگی کہ عنقریب مالیگاؤں کی تبلیغ سیرت ایک عظیم الشان کانفرنس طلب کریگی۔ مولانا قاری محمد حسین صاحب مولوی محمد صاحب حافظ محمد صدیق [illegible]

ہمارا طریقہ تبلیغ

انسان فطری طور پر مختلف المزاج واقع ہے بعض طبائع نرم و اعتدال پسند اور بعض طبیعتیں متشدد و سخت گیر ہوتی ہیں اگر ایسا نہ ہو تو نظام عالم میں برہمی پیدا ہو جائے یا یوں کہیئے کہ کائنات کی رنگینیاں اُداس و مضمحل ہو جائیں کیا اس حقیقت پر ایمان لانے کے لئے چمن کی گوناگوں رعنائیاں و نوع بنوع دلفریبیاں کافی نہیں ہیں فرض کیجئے اگر چمن کی ہر روش پر سفید چنبیلی کی چادر یا باغیچہ کی ہر کیاری میں سرخ گلاب کا حسین فرش بچھا دیا جائے تو اس میں وہی جاذبیت وہ دلکشی ہوگی جیسا کہ اس باغیچہ میں جس میں نرگس و یاسمن۔ گلاب و چمپا۔ مونگرا و موتیا غرضکہ انواع و اقسام کے گل بوٹے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دعوت نظارہ دیرہے ہوں ایسے ہی اگر صفحہ گیتی پر ایک ہی مزاج و طبیعت کے انسانوں کی آبادی ہو تو کائنات کی چہل پہل ختم ہو جائے اور جذبات کی باہمی سرد پڑ جائے۔ یا گالی گلوچ مار پیٹ دھینگا مشتی لوٹ و کھسوٹ وحشت و بربریت کے دیوتا کی حکمرانی ہو یا صدق و عدل۔ زہد و ورع۔ اخلاص و ایثار صلح و آشتی۔ امن و راستی کی حسین ملکہ تخت و تاج کی مالک ہو۔ بالفاظ دیگر مادر گیتی پر یا تو شیطانی حکومت کی قہرمانیاں ہوں گی یا فرشتہ صفت انسانوں کی جلوہ پاشیاں کائنات انھیں دو حصوں میں تقسیم ہو کر رہ جائیگی فریادی و فریادرس وکیل و موکل۔ صلح و جنگ عداوت و محبت۔ نفرت و التفات کے دروازے بند ہو جائیں گے محفل صوفیا کی محفل سماع ہوگی یا رندانِ بادہ نوش کی بزم رقص و سرور۔ مجھے کہنا یہ ہے کہ انسان خلقی طور پر مختلف خصلت و عادات اور جدا گانہ فکر و نظر کا مالک بنایا گیا ہے۔ اب آیئے اس حقیقت کی روشنی میں اپنے فکر و نظر سے کام لیں اور اپنی فہم و فراست کا فیصلہ طلب کریں کہ مذہب اسلام یعنی دنیا کیا انسانیت کا آئینی دستور العمل لیکر آیا ہے تو اس کے قانون میں اس امر کی رعایت ضروری نہیں کہ تمام انسانوں کی نباضی کر کے اخیر میں ایسا نسخہ مرتب کیا گیا ہو جس کا استعمال ہر ایک کے لئے یکساں و مساوی ہو تو دوائیں محض سرد ہی ہوں اور نہ گرم اور نہ صرف کڑوی ہوں میٹھی اب آیئے اس دستور کی روشنی میں ہم اور آپ ٹھنڈے دل سے سوچ و بچار کریں کہ ہمارا طریق تبلیغ کیا ہونا چاہیئے کیا ہماری

دعوت (اشداء علی الکفار) ہی کی آئینہ دار ہو یا (ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ) کی مثالی تصویر و عملی تفسیر ہو۔

ہاں اس مقام پر اس امر کا لحاظ بھی ضروری ہے کہ جس طرح داعی مزاج و طبیعت میں مختلف ہوتا ہے ایسے ہی دعوت کے مخاطب بھی مختلف المزاج ہوتے ہیں۔ بعض کو ڈانٹ ڈپٹ کر راہ راست پر لایا جاتا ہے اور بعض کو سمجھا بجھا کر۔

آج کے دور میں بھی مبلغین کے مختلف گروپ ہیں اور ہونا بھی چاہیئے جیسا کہ عرض کر چکا۔

مگر حیرت و تعجب اس بات پر ہے کہ ایک ہی جماعت کے افراد ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس حقیقت مسلّمہ کو بھول کر پوری دنیا کو اپنے ہی رنگ و روپ میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں یا بالفاظ دیگر فطرت کو دعوت مذاق دیتے ہیں کوئی کسی کو متشدد و سخت گیر کہتا ہے کوئی صلح کلی اور گلابی یہ الفاظ کہ وہ تیر و نشتر ہیں جسکی بنیاد پر نئی نئی پارٹیاں اور نئے نئے گروپ جنم لیتے ہیں اور جسکی بدولت آپس کا باہمی اتحاد و اتفاق انتشار و افتراق میں تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔

حالانکہ جب ہم یہ جانتے ہیں کہ انسان اپنے طریق فکر میں مختلف حیثیت رکھتا ہے تو اس اختلاف کا نتیجہ بھی ناگزیر ہے انصاف و دیانت کا تقاضا تو یہ ہے کہ اسٹیج کے واعظ کا انداز تخاطب ہی نہ دیکھا جائے بلکہ اس کی روح دعوت پر کڑی نگاہ رکھی جائے اگر وہ بھی وہی کہہ رہا ہے جس کی دعوت آپ بھی دیتے ہیں تو محض انداز بیان و طرز تخاطب کی تبدیلی سے اس کو متہم و مطعون نہ کیجئے اور اپنی پرائیویٹ سوسائٹی میں بیٹھکر اس کا مذاق اڑانے کی جگہ اپنوں کے دل میں اسکا وقار اور اس کی جگہ بنایئے چونکہ وہ بھی اسی مشینری کا کل و پرزہ ہے جس کے آنجناب ہیں یہ اسلامی مشینری ہماری اور آپ کی خود ساختہ نہیں اس لئے کسی کل و پرزہ کی نشست و برخاست ہمارے اور آپ کے ہاتھ نہیں یا تو مشینری کا وہ پرزہ خود فٹ ہو جائیگا یا مشینری اس کو اپنے اندر کھینچ لے گی۔ البتہ اپنی مخصوص ٹولی میں اسی کو شامل کیجئے جو آپ کے خود ساختہ معیار پر اتر سکے اور آپ کی کسوٹی پر کھرا

ثابت ہو لیکن چیرہ دستی و دست درازی کا یہ حق اسلام کے عمومی پلیٹ فارم پر کسی کو نہیں ملتا یہاں پردہ عینک اتار دینی پڑےگی جو اپنی مخصوص نشستگاہ کے لئے تیار کی گئی ہے ایک جماعت کی مثال ٹھیک گھر کی طرح ہے جس کو آگ و پانی دونوں کی ضرورت پڑتی ہے اگر گھر میں آگ نہ ہو تو چولھے کی ہانڈی میں ابال نہ آئے اور اگر پانی سے خالی ہے تو ہر سکندر اندیشہ ہے کہیں جل کر خاکستر نہ ہو جائے۔ ایسے ہی جماعت کو نرم و گرم دونوں افراد کی ضرورت پڑتی ہے۔ جماعت کے جمہوری نظام میں ڈکٹیٹر شپ سے کام نہیں چلتا کہیں اشداء علی الکفار پر عمل کیا جاتا ہے اور کہیں حکمت و موعظت کو بروئے کار لایا جاتا ہے یہ اپنے اپنے طریق فکر اور حالات کے تقاضے پر مبنی ہے کسی کے انداز تکلم اور لب و لہجہ پر وحی الہٰی نہیں نازل ہوئی جو ایک دوسرے کو لب و لہجہ بدل جانے پر تیر ملامت کا نشانہ بنائے اس گروپ سازی میں للہیت نہیں بلکہ اقتدار پسندی و خود نمائی کی روح کارفرما نظر آتی ہے یہ واضح رہے کہ مقابل کو کبھی مناظرے سے شکست دیجاتی ہے اور کبھی مناظرانہ روش سے گریز کر کے مثال کے طور پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور نمرود کا وہ واقعہ سامنے رکھ لیجئے جبکہ حضرت خلیل سے نمرود نے یہ استفسار کیا تھا کہ آپ کے رب میں وہ کون سی قدرت ہے جو مجھ میں نہیں آپ نے فرمایا کہ میرا رب مردے کو زندہ کرتا ہے اور زندہ کو مردہ اس جواب پر نمرود دل ہی دل میں مسکرایا اور انتہائی تمکنت و غرور سے بولا کہ یہ کونسی تعجب خیز بات ہے ایسا تو میں بھی کر سکتا ہوں اگر چاہوں تو فلاں کو قتل کر دوں اور قتل کی سزا پانے والے کو رہا کر دوں انسان کی موت و زندگی تو میرے بھی اختیار میں ہے۔ حالانکہ جواب کی کمزوری آفتاب سے زیادہ روشن ہے پھر بھی حضرت ابراہیم نے مناظرانہ طریق کار سے گریز فرماتے ہوئے فوراً دوسری دلیل پیش فرمائی کہ میرا رب وہ ہے جو آفتاب کو مشرق میں طلوع کرتا ہے اور مغرب میں غروب تو مشرق میں غروب کر دے اور مغرب میں طلوع اس سوال پر نمرود ہکا بکا ہو کر بغلیں جھانکنے لگا۔ طریق مناظرہ تو یہ چاہتا ہے کہ نمرود کو حضرت خلیل موت و حیات کا اصل مفہوم سمجھا کے گرائیں۔ ہاں یہ سمجھنا ہے کہ مقابل کا دماغ کسقدر کج فہم ہے موت و حیات کے معنی سمجھانے میں بات بڑھ جاتی مگر حصول مقصد میں دشواری پیدا ہوتی۔ اب اگر کوئی مناظر یہ کہے کہ حضرت خلیل کو مناظرہ کرنا نقصان سے چونکہ ہو گئی تو اس کو اپنی عقل پر ماتم کرنا چاہیئے۔ ایسے ہی اسیران بدر کے متعلق سرور کائنات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر و فاروق اعظم سے تعلیم امت کی خاطر مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت صدیق نے عرض کیا کہ ان سے روپیہ لیکر ان کو آزاد کر دیا جائے اور حضرت فاروق نے یہ عرض کیا کہ ہم لوگ اپنی ننگی تلوار سے اپنے عزیزوں کو قتل کر دیں۔ کیا یہاں پر بھی کوئی دریدہ دہن یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت صدیق کو صلح کلی تھے اور حضرت فاروق ضدی تھے العیاذ باللہ بالخصوص جبکہ صورت حال یہ ہو کہ سید عالم کا فرمان...... ہمارے سامنے ہے کہ (اختلاف امتی رحمتہ) کاش ہم ٹھنڈے دل سے غور کرتے اور شخصی مفاد پر جمہوری مفاد کو ترجیح دیتے۔

صوبہ گجرات میں پاسباں کا خیر مقدم

باوجودیکہ مسلمانان گجرات اردو زبان سے کوئی خاص دلچسپی نہیں رکھتے مگر وہاں کے برادران اہلسنت قابل مبارکباد و لائق تحسین ہیں کہ صرف یہ سمجھکر کہ پاسبان اہلسنت کا ترجمان و تبلیغ سیرت کا آرگن ہے پاسباں کی پاسبانی پر اتر آئے اور دل کھولکر پاسباں کی خریداری میں حصہ لیا۔ مخدومی و محترمی جناب الحاج شاہ بابو دفتر علی صاحب (پانچ) و عزیز گرامی مولوی محمد صابر صاحب نسیم قادری جناب متولی صاحب مسجد ٹنکاریہ و جناب سیٹھ احمد صاحب کھانڈیا کا شکر گذار ہوں کہ ان حضرات نے پاسبان کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور توسیع اشاعت میں سعی فرمائی بالخصوص بابو دفتر علی صاحب قبلہ نے پاسباں کو اپنی پاسبانی میں لے لیا۔

مالیگاؤں میں تبلیغ سیرت کا پرتپاک خیر مقدم

یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ بمبئی کے قریبی حلقے میں مالیگاؤں اہلسنت کا ایک مرکزی مقام ہے نومبر کے درمیانی حصہ میں بسلسلہ تقریر مالیگاؤں حاضر ہوا اہلسنت کا دینی جوش و خروش دیکھکر بڑی مسرت ہوئی چنانچہ دوران تقریر میں تبلیغ سیرت کے اصول و ضوابط و تنظیم اہلسنت کی ضرورت وہاں کے حلقہ عوام و خواص میں پیش کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اپنی آواز پر بوڑھے

اخبار و آرا اور ان پر مختصر تبصرے

نوٹ: ۔ اس عنوان کے تحت ملکی اور غیر ملکی مختصر مگر اہم خبریں درج کیجاتی ہیں جن سے ناظرین پاسبان ان حالات کا اندازہ لگا سکیں گے جن کے درمیان آج ہم اپنی زندگی گذار رہے ہیں ۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے ناظرین کرام اسکو دلچسپی سے پڑھیں گے۔

دہلی ۔ پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے فرمایا کہ میں امریکہ جاؤں یا عوامی چین کا دورہ کروں ہندوستان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ تمام ملکوں سے قریبی تعلقات پیدا کرے ۔ کسی کے ساتھ گروہ بندی پیدا کرنا ہمارا مقصد نہیں۔

(صحیح تو ہے مگر پہلے پڑوسی سے قریبی نہ سہی دور کے ہی تعلقات استوار کئے جائیں ؟

بنکاک ۔ حکومت سیام نے اپنے دار الحکومت میں چار صوبائی مسلم کمیٹیوں کے ممبروں کو طلب کر لیا ہے تاکہ حکومت اور سیامی مسلمانوں کے درمیان اچھے تعلقات قائم ہو سکیں ۔ سیام کے چار جنوبی صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے ۔ ۱۱ مسلم نمائندے دار الحکومت آکر سرکاری محکموں کے کاموں کا معائنہ کریں گے ۔

(بلا تبصرہ ۔ اپنی حکومت کی خدمت میں)

یو۔پی ۔ شاہ گنج ضلع جونپور میں مسٹر راج نرائن لیڈر حزب مخالف اتر پردیش نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ ظلم اور ظالم سے مقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں ۔ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ متھرا میں جو کچھ ہوا وہ ایک کانگریسی وزیر کی موجودگی میں ہوا ۔

(جی ہاں ۔ اگر حزب مخالف کی حکومت ہوتی تو جناب بھی یہی کرتے جو کانگریسی کرتے ہیں ۔ آج مسلمانوں کو ظالم (کانگریس) سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار کیجئے اور کل یہ بکرے تو ہیں ہی قربانی کرا دیجئے ۔ یاد رکھئے مسلمانوں کی آنکھیں کھل چکی ہیں اور وہ اب آپ کے دھوکے میں نہیں آنے کے ۔ آپ خواہ کانگریسی بنکر آئیں خواہ حزب مخالف کی صورت میں ہم آپ کو خوب سمجھتے ہیں ۔)

کانپور کے بڑے ڈاکخانہ میں صرف ۵۰ ڈاکیوں کے انتخاب میں ۵۰۶ امیدواروں کا انٹرویو ہوا جن میں بڑی تعداد ایم ۔ اے پاس امیدواروں کی تھی۔

(ہمارے خیال میں وزیر تعلیم اتر پردیش کا مشورہ مان کر اب یونیورسٹیوں اور کالجوں کو یک لخت بند کر دینا چاہیئے ۔ موجودہ تعلیم انسان تو پیدا کرتی ہی نہیں ہے دے کے کلرک ہی پیدا ہوتے ہیں اور یہ ہندوستان میں حشرات ارض کی طرح سے موجود ہیں لہٰذا تعلیم کی ضرورت ختم ۔ ایجوکیشن منسٹر اتر پردیش زندہ باد ۔ بے روزگاری پائندہ باد)

سندھ کا بوڑھا اونٹ آرام کریگا

آپ سمجھے کہ یہ کون ہے جسکے کلیجوں پر زخم لگ چکے ہیں اس اونٹ کو نہ بھولے ہونگے ۔ ناگپور میں پرجا سوشلسٹ کنونشن میں تقریر کرتے ہوئے آچاریہ کرپلانی نے کہا کہ میں بوڑھا اونٹ ہوں جسکو اب آرام کرنیکی ضرورت ہے لہٰذا مجھے اب پارٹی کی پریسیڈنٹ شپ سے رٹائر کیا جائے ۔ کرپلانی جی وہی ہیں جنھوں نے اپنی صدارت کانگریس کے دور میں نواکھالی جاکر آگ لگائی تھی جسکے نتیجہ میں نواکھالی کا آسنا ہوناک فساد ہوا جو مسلمانوں کی تباہی کا باعث بنا)

پارلیمنٹ میں جواب دیتے ہوئے مسٹر اے سی گرما نے مسٹر ایم ۔ ڈی اپادھیا کو بتایا کہ پاکستان نے تقسیم کے قرضہ کی کوئی قسط ادا نہیں کی ۲ $\frac{1}{2}$ ارب روپیہ ہندوستان کو ملنا چاہیئے ۔

لزبن ۔ وزیر اعظم پرتگال مسٹر سالازار نے ہندوستان میں پرتگالی مقبوضات اور گوا پر ہندوستان کے دعوے کو قطعی مسترد کر دیا ۔ پرتگال مقبوضات میں پرتگال اپنے اقتدار اعلیٰ سے دستبردار نہ ہوگا ۔

(دیکھنا یہ ہے کہ مسٹر نہرو اب کیا پالیسی اختیار کرتے ہیں آیا گاندھی جی کی اہنسا یا سردار پٹیل کی اہنسا۔

ہندوستان نے فلسطین کے پناہ گزینوں کیلئے ۲ ہزار اسٹرلنگ پونڈ اقوام متحدہ کے ادارہ کو دیا ہے۔ مفتی فلسطین اور عربوں کی اعلیٰ کمیٹی کے صدر الحاج امین الحسینی نے یہ تحفہ قبول کرتے ہوئے قاہرہ میں مقیم بھارتی سفیر کو لکھا ہے کہ میں آپکے ذریعہ مسٹر نہرو وزیر اعظم ہند اور انڈیا گورنمنٹ کو اپنا صدقدلانہ شکریہ پیش کرتا ہوں۔

(ہماری درخواست ہے کہ گورنمنٹ ہند سب سے پہلے ہندی مسلمانوں کی جانب توجہ کرے جن کو امداد دی گئی ہے وہ بھی ہمارے ہی بھائی ہیں مگر پہلے گھر میں چراغ جلانا چاہئے۔ ہندی مسلمان قابل رحم حالت میں ہے)

ڈھاکہ کی اطلاع ہے کہ وہاں امریکن امداد کے تحت کپڑے کی پانچ ہزار گانٹھیں مفت تقسیم کیجائینگی۔

(پروپیگنڈا تو خوب ہو رہا ہے مگر خدا کرے پاکستانی مسلمان امریکہ کے دھوکہ میں نہ آئیں۔ یہ بڑا ہی زود اثر زہر ثابت ہوگا۔

امریکن سفیر متعین ہند مسٹر جارج ایلن کی وداعی پریس کانفرنس
اگر نزاع کشمیر کا تصفیہ ہو جائے تو دنیا بھر میں سنسنی پھیل جائیگی۔ پنڈت نہرو کی قیادت کے باعث کمیونزم ہندوستان میں ترقی نہیں کر سکتا۔

جودھپور کے ایک ہوٹل میں ہریجنوں نے دھرنا دیدیا انکا مطالبہ تھا ہوٹل میں وہ چائے پئیں گے۔ مسلسل ۲ گھنٹے تک وہ ہوٹل سے باہر نہیں آئے۔ ریسٹوران کے سامنے مجمع لگ گیا تھا جس پر قابو پانے کے لئے پولیس کے لوگ تعینات کر دئے گئے تھے۔

(آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا)

ایک خبر کے مطابق مسٹر عبد القیوم خاں سابق وزیر صنعت و حرفت پاکستان پر حکومت سرحد نے داخلۂ سرحد پر پابندی لگا دی ہے۔

(آنجناب نے خاں برادران کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اب اسکے لئے یہ مثل صادق آتی ہے:-

(ہم کو تم۔ تم کو خدا نے بنایا ہر فرعونے را موسیٰ)

امریلی اور سوراشٹر کے مواضعات میں اونچی ذات کے ہندوؤں نے مجبور و بیکس اچھوتوں کو گرم لوہے کی سلاخ سے داغنا شروع کر دیا ہے کیونکہ انھیں یہ وہم ہو گیا ہے کہ انکے مویشی گاؤں میں ہریجنوں کی موجودگی کی وجہ سے بیمار پڑ جاتے ہیں حکومت نے چھوت چھات کو ختم کرنے کیلئے بہت سی اسکیمیں تیار کی ہیں اور ان پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے۔ (چھوت چھات زبردستی اور طاقت سے ختم نہیں کیجا سکتی یہ وہ بیماری ہے جسکے دور کرنے کیلئے تخیل میں بلند پروازی پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور یہ صرف اسلام ہی کا طرۂ امتیاز ہے جس نے صرف تبدیلیٔ تخیلات سے اتنا بڑا عظیم الشان انقلاب برپا کر دیا ہے۔

کیا مسٹر پرشوتم داس ٹنڈن اسی کلچر اور تہذیب میں گم ہو جانے کیلئے کہتے ہیں؟ اور کیا یہی ایک قومی نظریہ کی مثالی صورت ہے؟ جب اپنوں کو نہیں برداشت کر سکتے تو پھر ہم کو کیا برداشت کرینگے۔ صورت حال یہیں و حالات زار ہیں پس کیا ہم مسٹر ٹنڈن اور ان کے ہم خیال حضرات کو اسلامی قوانین و مساوات اسلامیہ کی جانب متوجہ کر سکتے ہیں؟

ہمارے قوانین فطری ہیں۔ ہمارے یہاں عزت مال و دولت پر منحصر نہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔

زندہ باد اے پاسبانِ دین ملت زندہ باد

پاسبان ملت کا زرین کارنامہ: ایڈیٹر پاسبان مولانا اشتاق احمد صاحب نقامی بمبئی کی روانگی سے قبل ردوتہان ضلع بنارس میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ کی بنیاد ڈال گئے تھے مگر آپکی عدم موجودگی کے باعث مدرسہ کا کام معطل ہو گیا تھا بحمدہ تعالیٰ پاسبان ملت ابتدائے دسمبر میں تشریف لائے اور اپنی ولولہ انگیز تقریر سے مسلمانوں میں نیا جذبہ پیدا کیا اور درمیان تقریر ہی مدرسہ کیلئے دو ہزار روپیہ کا چندہ بھی فراہم کر لیا اور مدرسہ کی عمارت کیلئے اینٹ پتھر زمین کا بھی انتظام کر لیا ہے آپنے وعدہ فرمایا ہے کہ کلکتہ کے اجلاس سے واپس آ کر مدرسہ کی سنگ بنیاد ڈالنے کا اہتمام کرونگا اس سلسلہ میں قرب جوار کے مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ ہونیوالے اجلاس میں کثیر تعداد میں شریک ہوں اور اپنے دینی مدرسہ کی ہر ممکن خدمت سے سعادت دارین حاصل کریں۔

(قاری محمد ذکریا مدرس مدرسہ اسلامیہ)

(عذر معقول) انوار احمد نظامی

"ادھر متوجہ ہوں"

ہمیں بار بار آپ کی خدمت میں عذر و معذرت کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے مگر حالات کو آشکارا کئے بغیر کام بھی نہیں بنتا۔ ابتدا نومبر میں بمبئی سے الہ آباد دفتر منتقل کیا گیا پوری جد و جہد کے ساتھ ڈکلیریشن فارم حاصل کر کے رسالہ پریس کے سپرد کر دیا گیا۔ اور خلاف امید وقت سے پہلے رسالہ ہمیں دستیاب بھی ہو گیا۔

مگر آپ جانتے ہیں۔ اپنی آزاد حکومت سے اور آزاد طریقہ کار ڈیڑھ ماہ سے زائد پاسبان ٹکٹ اور پتہ کے ساتھ پیکنگ کر کے دفتر میں رکھا رہا اور یو پی گورنمنٹ رجسٹر نمبر کے دینے میں لیت و لعل کرتی رہی باوجودیکہ انکوائری ہو چکی متعدد بار اسسٹنٹ منیجر اور دوسرے با اثر حضرات کو لکھنؤ بھیجا گیا رجسٹری خطوط اور تار بھی دئے گئے لیکن ہر ایک کا جواب خاموشی اگر رسالہ بیرنگ بھیجا جائے تو خریداروں پر بار خاطر ہوتا اور رجسٹریشن حاصل کئے بغیر بھیجنا یہ ادارہ کی نوت سے باہر۔

آپ ہی بتلایئے اس کشمکش میں ہم کیا کر سکتے تھے۔ آپ کو پاسبان کا انتظار ہمیں رجسٹر نمبر کا انتظار ہم دونوں منتظر و پریشان اور ہر ایک اپنے انتظار میں حق بجانب۔ رسالہ وقت پر نہ شائع ہونے سے علاوہ بدنامی کے ہمیں مالی نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ اور گزشتہ شمارہ میں ہمیں کافی خسارہ برداشت کرنا پڑا۔ ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ رسالہ وقت پر شائع ہو جائے مگر ڈاکخانہ پر ہمارا اختیار نہیں۔ ہمیں اللہ کی توفیق اور اپنی نیک نیتی پر بھروسہ ہے کہ آئندہ آپ کو شکایت نہ ہوگی۔ آپ ادارہ پر پورا پورا اعتماد و بھروسہ رکھیں۔ اور پاسبان سے اپنی قلبی محبت کو باقی رکھتے ہوئے ترقی کی دعا فرمائیں پاسبان آپ کا ہے اور آپ پاسبان کے۔ منیجر

"معاونین پاسبان"

ملک کے اکناف و اطراف میں معاونین پاسبان کی ایک بھاری تعداد ہے آج ہم اپنے ان بزرگوں اور دوستوں کا نام بصد شکریہ شائع کرتے ہیں جنھوں نے درمیانی چند ماہ میں پاسبان کی توسیع اشاعت میں سعی فرمائی اور اپنے ہر مخلص خریدار سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے شہر و محلہ و دیہات سے کم از کم ایک خریدار تیار کر کے معاونین کی فہرست میں اپنا نام درج کرائیں۔

(۱) مولانا شاہ قمر الہدیٰ صاحب، مونگیر
(۲) مولانا شاہ عبد الوحید صاحب، بنارس
(۳) مولانا شاہ عبد الغفار صاحب، گیا
(۴) حاجی محمد سلیمان صاحب، لہتہ
(۵) مولانا باقر علی خاں صاحب، بنارس
(۶) حاجی محمد صدیق اللہ صاحب، بنارس
(۷) حافظ محمد عمر علی صاحب، بھدرک
(۸) الحاج سید شاہ بابو دفتر علی صاحب، پاپیج
(۹) مولانا الحاج ملا مجیب الرحمٰن صاحب، دھام نگر
(۱۰) حافظ بدر الدین صاحب، بکر ڈیہہ
(۱۱) منشی محمد اسحاق صاحب، کلکتہ
(۱۲) سیٹھ غلام قاسم صاحب اشرفی، بھیٹری

بقیہ صفحہ ۶۴

غزلیات

جناب شکیل بدایونی

جناب خمار بارہ بنکوی

نوٹ:- بمبئی کے چراغ انجمن ہندوستان کے شہرۂ آفاق دنیاءِ ادب کے مایہ ناز شاعر جناب شکیل و جناب خمار کی غزل ملاحظہ فرمایئے

پنہاں دلِ بیتاب میں ارمان بہت ہیں
گھر اپنا سلامت رہے مہمان بہت ہیں

بتخانے میں گر کفر کے سامان بہت ہیں
کعبے میں بھی غارت گرِ ایمان بہت ہیں

خود کو نہ فرشتہ سمجھ لے واعظ ناداں
دنیا میں تیرے جیسے بھی انسان بہت ہیں

ہنستا ہوا کوہسارِ حوادث سے گذر جا
پھر دیکھ کہ تیرے لئے میدان بہت ہیں

منکرِ لبِ ساحل سے ابھی کچھ نہیں حاصل
کشتی کی خبر لیجئے طوفان بہت ہیں

تنظیم جہاں چاہے نئی ہو کہ پرانی
تیرے لئے قرآن کے فرمان بہت ہیں

ہوگا نہ شکیل آپ سے اظہار تمنا
مشکل ہے وہی کام جو آسان بہت ہیں

کبھی شعر و نغمہ بن کے کبھی آنسوؤں میں ڈھل کے
وہ ملے تو مجھ سے لیکن ملے صورتیں بدل کے

یہ وفا کی سخت راہیں یہ تمہارے پائے نازک
نہ لو انتقام مجھ سے مرے ساتھ ساتھ چل کے

یہ چراغ انجمن تو ہیں بس ایک شب کے مہماں
تو جلا وہ شمع اے دل جو بجھے کبھی نہ جل کے

وہی آنکھ بے بہا ہے جو غم جہاں میں روئے
وہی جام جامِ جم ہے جو بغیر فرق چھلکے

نہ تو ہوش سے تعارف نہ جنوں سے آشنائی
یہ کہاں پہنچ گئے ہم تیری بزم سے نکل کے

کوئی اے خمار ان کو مرے شعر نذر کر دے
جو مخالفین مخلص نہیں معترف غزل کے

غوث پاک کے وعظ کی مجلس

(از رفیق ادارہ مولٰنا عبدالمنان صاحب اعظمی)
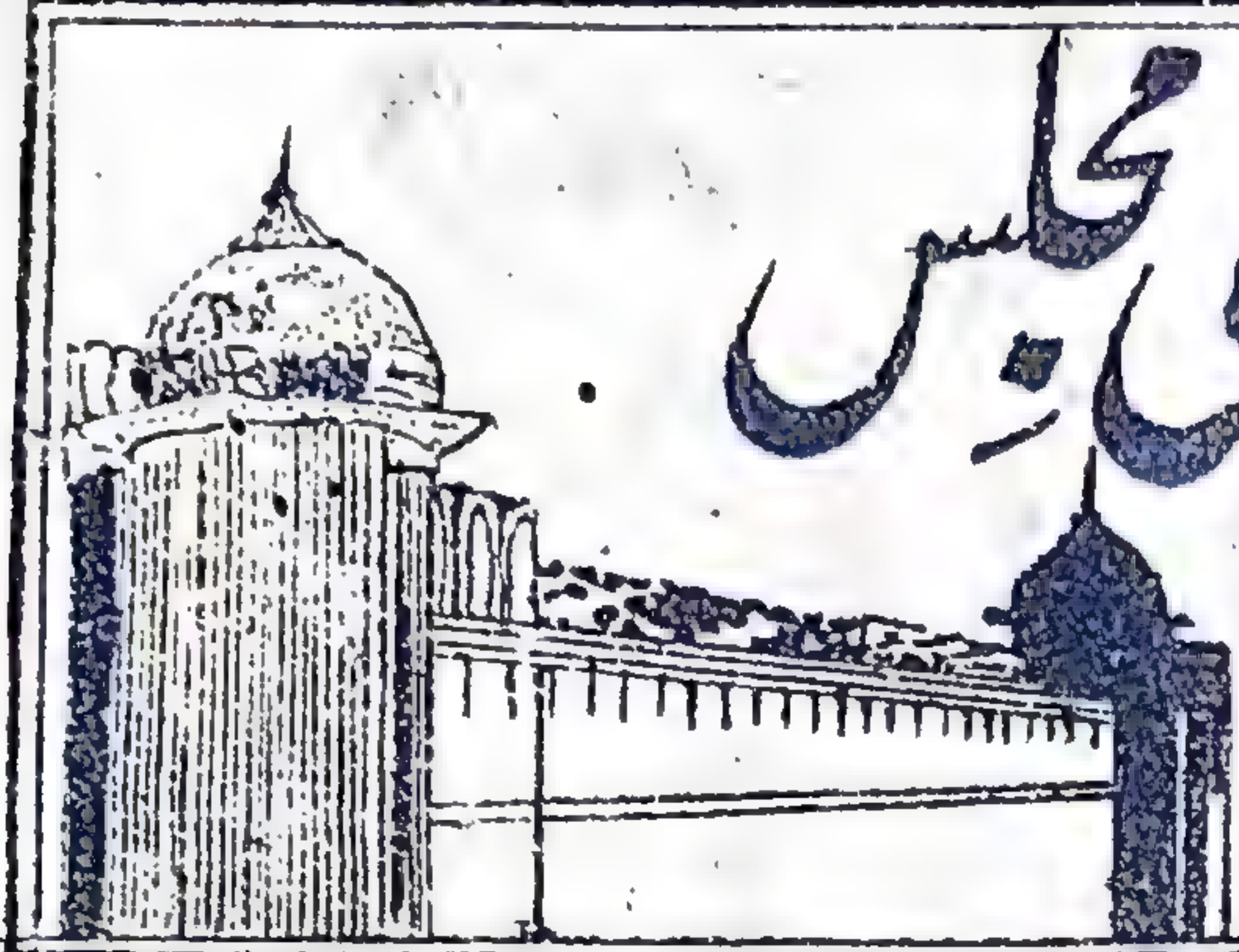
۵۲۱ھ مطابق ۱۱۲۷ء کسی اتوار کی خوشگوار صبح کو انسانوں کا ایک سمندر شہر بغداد کے باہر موجیں لے رہا تھا اور تقریباً ستر ہزار انسان زمین کے فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔ علما بھی، مشائخ بھی، امرا بھی، رؤسا بھی، وزرا بھی، اور حکامان عالی بھی، غرضیکہ ہر طبقہ اور ہر گروہ کے لوگ بیٹھے ہوئے اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے! اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نگاہیں اٹھا اٹھا کر شہر سے آنے والے راستے کی طرف دیکھ لیا کرتے تھے۔

مجمع کے ایک سرے پر بہت بلند منبر رکھا ہوا تھا جسکی ہر ایک سیڑھی پر دو دو آدمی بیٹھے تھے اور اوپری حصہ خالی تھا۔

لوگوں کو انتظار کرتے ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ایک باوقار انسان خچر پر سوار مجمع کی طرف آتے نظر پڑے۔ اور وہ جیسے جیسے قریب آتے گئے لوگوں میں سکون و اطمینان کی لہر دوڑتی گئی۔ جسم میں علما کا شاندار جبہ اور دوش پر قیمتی چادر تھی جیسے ہی وہ مجمع کے اندر آئے پورا مجمع سرو قد کھڑا ہو گیا اور جب وہ منبر کے اوپری حصے پر اطمینان سے بیٹھ گئے لوگوں کو ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور فرمایا "خاموش ہو جاؤ" یہ سنتے ہی سارے مجمع پر سکوت مرگ طاری ہو گیا جسکی تہ سے صرف سانسوں کی آمد و رفت صاف سنائی دے رہی تھی۔

اسی عالم میں تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ سارے مجمع میں خود بخود ایک شور محشر بپا ہو گیا اور وجد و اضطراب کی شدت سے فضا تار تار ہونے لگی۔ صاحب منبر بزرگ نے ایک حیرت زدہ چہرہ کو دیکھکر فرمایا۔ شیخ صدقہ تم اپنے دل میں یہی تو سوچ رہے ہو کہ قاری نے کچھ پڑھا نہیں، اور نہ میں نے ہی کچھ کہا پھر ساری محفل آپے سے باہر کیوں ہوتی جا رہی ہے ——— ابھی ابھی میرا ایک مرید بیت المقدس سے یہاں صرف ایک قدم آیا ہے۔ یہ ساری محفل اس کے فیض باطنی سے جھوم رہی ہے ——— وہ میرے ہاتھ پر توبہ کرنے آیا ہے ———

اب تم یہ حیرت کر رہے ہو کہ جو بیت المقدس سے یہاں ایک قدم میں آئیگا وہ توبہ کس چیز سے کریگا۔ ہاں جو ہوا میں اڑتا ہے وہ اسلئے توبہ کرنے آتا ہے کہ پھر کبھی یہ نہ کرے اور میں اسے خدا سے محبت کرنیکا طریقہ سکھاؤں۔

شیخ صدقہ کا چہرہ ندامت سے عرق عرق تھا اور اہل مجلس کا جوش حد سے بڑھ گیا تھا۔ آپ نے اشارے سے سب کو ٹھنڈا کیا۔ اور ساری محفل پر تو ایک طائرانہ نگاہ ڈالی لیکن طبقہ علما کو ذرا تیز تیز دیکھا اور اپنا سر جھکا لیا۔ تو لوگوں نے یہ سحر انگیز نظارہ دیکھا کہ آپکے سینہ سے نور کی ایک لپٹ نکلی، اور ایک ساتھ سو عالموں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بس نہ پوچھیئے انکے اضطراب کا عالم تھوڑی دیر تو سب مبہوت رہے، اور پھر سر پیٹ لیا۔ کپڑے پھاڑ ڈالے اور شدت کرب سے ایک ساتھ چیخنے لگے۔ کسی نے ان میں سے ایک سے پوچھا۔ یہ کیا حال ہے کہنے لگا ہم سب آج شیخ کی علمیت کا امتحان لینے کی غرض سے آئے تھے۔ کہ دوران واعظ میں اعتراض کرینگے۔ مگر انکی ایک ہی تابش جمال نے ہمارے خرمن علم و دانش کو جلا ڈالا اور ہم سارا پڑھا لکھا بھول گئے۔ پھر سب کے سب بیقرارانہ منبر کی طرف دوڑے اور شیخ کے قدموں پر سر رکھدیا۔ آپ نے سب کو اٹھا کر سینہ سے لگایا تو یکے بعد دیگرے سب کو قرار آ گیا (شاید چھنی ہوئی دولت واپس مل گئی تھی)

یہ دیکھکر ساری محفل جھوم اٹھی اور ایک شور پیہم سے محفل کا سکوت درہم برہم ہو گیا۔ پھر جب محفل اعتدال پر آئی تو آپ نے ہر ایک کے سوال کو بیان فرمایا اور پھر خود ہی سب کا جواب بھی عنایت فرمایا۔

اتنے میں مجلس کے ایک گوشہ سے ایک عیسائی راہب اٹھ کھڑا ہوا جسکے سج دھج سے حضرت مریم کا تقدس اور جناب مسیح علیہ السلام کی پارسائی جلوہ گر تھی کھڑے

ہو کر اُس نے کہا میں یمن کا راہب ہوں۔ میرے دل میں اسلام کی خواہش تو مدتوں سے کروٹ لے رہی تھی مگر یہ سوچتا تھا کہ میں کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر ایمان لاؤں گا جو سارے یمن میں مقدس اور برگزیدہ ہو۔ اسی ادھیڑبن میں ایک روز مجھے نیند آگئی تو میں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں سنان! تم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں جاؤ۔ آج یمن اور بغداد تو کیا پورے روئے زمین پر ان سے اچھا کوئی نہیں ہے۔ یہ سنکر میں آپکی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں آپ مجھے اسلام سے بہرہ مند فرمائیں۔

ساری محفل میں ایک دفعہ پھر وجد و طرب کی لہر دوڑ گئی۔ اور ویسی ہی آوازوں سے فضا آہستہ آہستہ کانپنے لگی۔

آپ نے بلند آواز سے فرمایا۔

ایک راہب یمن! میرا کلام سننے کوہ قاف کے پرے
سے ایسے لوگ آتے ہیں جو خود تو فضا میں اڑتے ہیں لیکن
ان بارگاہ قدس کی تجلیوں میں محو محو رہتے ہیں اور قریب
ہے کہ ان کے دل کی آگ ان کے کپڑوں سے شعلہ دینے لگے۔

یہ سنکر آپکے صاحبزادے عبدالرزاق نے جو منبر کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ نگاہیں اوپر اُٹھا دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں بیہوش ہو کر گر پڑے اور ان کا لباس خود بخود بھبک اٹھا۔ شیخ نے خود منبر پر سے اتر کر آگ بجھائی اور فرمایا عبدالرزاق تم بھی انھیں لوگوں میں سے ہو۔

حضرت عبدالرزاق کو جب ہوش آیا تو کہنے لگے یہ کون لوگ تھے جن سے فضا کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ کوئی کانپ رہا تھا کوئی سسک رہا تھا۔ کوئی زمین کیطرف گر رہا تھا۔ کتنے کے منہ سے چیخ بلند ہو رہی تھی اور بہتوں کے لباس دھڑا دھڑ جل رہے تھے۔

آپ نے ابوالفتح عمر ہاشمی کو آواز دی وہ آئے اور قرآن عظیم کی چند آیتیں تلاوت کیں۔ شیخ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور فرمایا، ابوالفتح تم کو ہم خدائے کریم سے مانگ لیں گے۔

گویا اب جلسہ کی کارروائی باقاعدہ شروع ہو گئی اور آپ نے خطبہ وعظ شروع کیا۔ الحمد للہ رب العالمین کہہ کر خاموش ہو گئے، پھر دوبارہ یہی کلمہ دھرایا اور خاموش ہو گئے۔ پھر تیسری بار بھی یہی ہوا۔ اور اب آپ نے روانگی کے ساتھ پڑھنا شروع کیا۔

حمد رب العالمین کے لئے جتنی مخلوقات ہیں انکے برابر، عرش الٰہی کے وزن کے برابر، ایسی حمد جس سے وہ خود راضی ہو، اسکے کلمات کی مقدار، اسکے علم کے موافق، اور اسکی مشیت کے مناسب، اس خدا کی حمد جو عالم الغیب والشہادہ ہے رحمٰن و رحیم ہے۔ پاک ہے۔ غالب اور حکمت والا ہے۔ میں اس خدا کے وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں جو یکتا و بے ہمتا ہے، جس کے لئے حمد ہے جسکے قبضہ قدرت میں بھلائی ہے، اور جو سب کچھ کر سکتا ہے اور اس نبی برحق کی رسالت کا اقرار کرتا ہوں جنکو خدائے ذوالجلال نے اسلئے بھیجا کہ دین حنیف کو تمام مذاہب پر غالب کردے۔

پھر آپ داہنی طرف پھر گئے اور آپ نے ماشاءاللہ لا قوۃ الا باللہ پڑھا، پھر سامنے یہی کلمات دہرائے اور پھر بائیں بھی۔ اور اب جو آپ نے کلام شروع کیا تو عجیب انداز! ابھی آپ زہد پر وعظ فرما رہے تھے کہ ابھی معرفت کے وسیع میدان میں اشہب کلام دوڑنے لگا۔ اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد رخ بدلکر ازدیاد شوق کی گتھیاں سلجھائی جانے لگیں۔ اور تھوڑی ہی دیر میں فنا و بقا کے چہروں سے نقاب اٹھنے لگی۔ پھر جب آپ نے غیبت و حضور کے رموز اسرار بیان فرمائے تو کہنے لگے۔ ابوالحسن تمہارے لئے بس اتنا ہی کافی ہے (قصہ یہ تھا کہ کرانہ مجلس پر بیٹھے ایک صاحب اپنے دل میں یہ سوچ رہے تھے کہ آپ اس موضوع پر بولیں پھر اس معنی کی تشریح کریں اور اب اسکی پھر آپ نے ایک خاص انداز میں کہنا شروع کیا۔

میری تلوار مشہور ہے، میری کمان کھنچی ہوئی ہے
میرا تیر خطا نہیں کرتا، اور میرا گھوڑا بے زین ہے، میں
عشق الٰہی کی بھڑکتی ہوئی بھٹی ہوں میں حالتوں کو سلب
کرنے والا ہوں، میں اتھاہ ساگر ہوں، اور میں اپنے وقت
کا رہنما ہوں۔

سب لوگ فرط دہشت اور ازدیاد خشوع سے آئینہ حیرت بنے ہوئے تھے کہ ایک نہایت حسین پرندہ اڑتا ہوا مجمع سے گذرنے لگا۔ کچھ لوگوں نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔ آپکو اتنی بے توجہی بھی گراں گذری فرمایا! عزت الٰہی کی قسم اگر میں اس پرند کو کہدوں کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑ تو ایسا ہی ہوگا۔ اور فی الحقیقت وہ پرندہ پارہ پارہ ہو کر گر پڑا۔

آپ نے سلسلہ کلام اسی طرح جاری رکھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

اے روزہ دارو! اے شب بیدارو! اے پہاڑوں میں رہنے والو تمہارے پہاڑ ڈھ جائیں، اے گرجا میں بسنے والو! تمہاری عمارتیں پست ہو جائیں۔ آؤ آؤ، امر الٰہی کے آگے آؤ، میرا حکم بھی خدا ہی کی طرف سے ہے اے ابدالو! اے اوتارو! اے پہلوانو! نیز اے بچو! آؤ ولایت بہیں ہے۔ درجات یہیں ہیں! اے توبہ کرنے والو بسم اللہ آ! اے معافی چاہنے والے بسم اللہ آ! اے اخلاص کے خواستگار بسم اللہ آ! ہفتہ میں ایک بار آ، نہ ہو سکے تو ایک ماہ میں آ، اور یہ بھی بس سے باہر ہے تو ایک سال میں آ، آ تو سہی عمر میں ایک بار ہی آ۔ اور آتے ہوئے اپنے کو نہ دیکھ! تاکہ تجھے تیری قسمت کا حصہ ملے۔

یک بیک آپ دو تین قدم آپ ہوا میں چلے اور فرمایا تم یا اسرائیل واسمع کلام محمدی، اے اسرائیل ٹھہرو اور محمد کا ہی کلام سنو۔ پھر واپس کرسی پر آ کر مجمع میں فرمایا۔ ابوالعباس حضرت خضر بڑی تیز رفتاری سے گذرنا چاہتے تھے میں نے ان کا دامن تھام لیا۔ مجلس کا جوش دمبدم بڑھتا جا رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے۔

عزیزو! قلب سلیم چاہئے تاکہ فاعتبروا یا اولی الابصار کے بھید پر اطلاع ملے۔ اور کامل عقل تاکہ سنریھم ایاتنا فی الافاق و فی انفسھم کا راز آشکارا ہو۔ اور سچا یقین تاکہ دل کی نگاہ سے وان من شئ الا یسبح بحمدہ کی تجلی دیکھے۔ اور اس بارگاہ بلند کی طرف مسلک عبادی عنی فانی قریب کے اسباب سے متوجہ ہو، اور افحسبتم انما خلقناکم عبثاً سے تنبیہ کرنے والے نگہبان سے سبق لے کر یلھیھم الامل کے خواب گراں سے بیدار ہو، اور ما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر کے بلند کنگرہ کو مضبوطی سے تھام کر ففروا الی اللہ کی کشتی پر سوار ہو۔ اور ما خلقت الجن والانس کے دریائے معرفت میں مردانہ وار غوطہ زن ہو، اگر گوہر مقصود ملا تو سبحان اللہ فقد فاز فوزاً عظیما اور اگر اسی راہ طلب میں جان گئی تو فقد وقع اجرہ علی اللہ ؏

دامنم نیست کہ خالی ز گل تر باشد

آخیر میں آپ نے فرمایا بات ختم ہوئی اور حال کے طرف ہم لوٹے۔ اتنا سنا تھا کہ محفل میں دہائی مچ گئی کسی نے روتے روتے برا حال کر لیا کوئی گریبان پھاڑ کر جنگل کی طرف نکل گیا۔ اور کوئی بے ہوش ہو کر جان بحق ہو گیا۔ ادھر فضا میں ایک شور محشر برپا تھا۔ آہ وزاری شور میں مردان غیب کے اوپر سے زمین پر گرنے کی آواز ہر کان محسوس کر رہا تھا۔

جب آپ ممبر پر سے اترے اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹے تو کئی جنازے بھی آپ کی مجلس وعظ سے اٹھائے گئے۔ اسی شان کے ساتھ آپ نے چالیس سال تک وعظ فرمایا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا۔

بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلوا علیہ وآلہ

مدنی تاجدار کے لیل و نہار

از سید العلماء سراج الملة سید حضرت مولانا سید غلام جیلانی صاحب قبلہ مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

نبوی آنکھوں کی خصوصیت

آنکھوں سے کسی چیز کو دیکھنے کے لئے دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ روشنی ہو۔ تاریکی میں آنکھوں سے کوئی چیز نظر نہ آئیگی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ آنکھوں کے سامنے ہو۔ اگر سامنے نہیں پس پشت ہے ہرگز نظر نہ آئے گی۔ مگر محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کے واسطے ان میں سے کوئی شرط نہ تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کو جس طرح روشنی میں نظر آتا تھا اسی طرح تاریکی میں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ استووا استووا استووا والذی نفسی بیدہ انی لاراکم من خلفی کما اراکم من بین یدی یعنی نماز کے وقت صفوں کو درست کرو درست کرو درست کرو اس لئے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک میں تم کو پیچھے سے دیکھتا ہوں جیسے کہ سامنے سے (ابو داؤد شریف) بلکہ حضور پر نور ان چیزوں کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں جو لاکھوں میل کی مسافت پر آسمانی حجابات میں پوشیدہ ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور پر نور نے فرمایا واللہ انی لانظر الی حوضی الآن یعنی خدا کی قسم بیشک میں اس وقت اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ اور ان خدا دادہ آنکھوں کی اعلیٰ درجہ کی خصوصیت یہ ہے جو کسی آنکھ کو نصیب نہیں اور نہ تا قیامت نصیب ہو کہ انھوں نے شب معراج میں ذات الٰہی کو دیکھا جس کے دیکھنے کی تاب وطاقت آخرت سے پہلے کسی دوسری آنکھ کو نہیں۔ شعر

نی نرہوش رفت بیک پرتو صفات تو عین ذات می نگری در تبسمی

(۲) اس واقعہ سے یہ تعلیم بھی حاصل ہوئی کہ سبز و شاداب چیزوں کے قبر پر رکھ دینے سے عذاب میں تخفیف ہوجاتی ہے علمائے ربانی نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی ہے کہ نباتات جب تک خشک نہ ہوں زندہ رہتے ہیں اور اپنی مخصوص زبان سے اپنے پیدا کرنے والے کی تسبیح کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی سمجھ میں آتی ہے۔ تسبیح ذکر الٰہی ہے اور ذکر الٰہی کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہوجاتی ہے اور کبھی عذاب بالکل موقوف کردیا جاتا ہے جیساکہ عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے ظاہر ہوا۔ سوال سبز و شاداب نباتات کے قبر پر رکھنے سے جب عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو انھیں لوگوں کی قبر پر رکھنا چاہئے جن کے متعلق ظن غالب ہو کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوں گے تاکہ ان کے رکھنے سے عذاب میں کمی ہو جائے۔ اور جن بندوں کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جاسکتا جیسے اولیاء و شہداء ان کے مزارات پر پھول وغیرہ نباتات رکھنے سے کیا فائدہ جواب فائدہ یہ ہے کہ نباتات جب تک خشک نہیں ہوتے ذکر الٰہی کرتے رہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے یہ محبوب بندے سنتے ہیں اور ذکر الٰہی سے ان کے قلوب کو خاص فرحت اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیساکہ ہم اپنے کسی بزرگ کی خدمت میں عطر پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں تو جس طرح عطر سے قلب میں فرحت محسوس ہوتی ہے اسی طرح اولیاء کرام کو نباتات کی تسبیح سے روحانی لذت و سرور حاصل ہوتا ہے۔ اسی واسطے نبوی عمل کو پیش نظر رکھتے ہوئے جلیل القدر صحابی بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر پر کھجور کی دو شاخیں رکھدی جائیں (فتح الباری) نبوی بال دیدار ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن امینہ بنت

رقیقتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس ایک کھجور کی لکڑی کا پیالہ تھا جس تخت پر آپ شب میں آرام فرماتے تھے اس کے نیچے رکھا رہتا تھا شب میں ضرورت ہوتی تو اس میں پیشاب فرمالیا کرتے تھے۔ مورخین بیان فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے نادانستہ طور پر پیاس کی شدت میں اس پیالے کے پیشاب کو پانی خیال کرکے پی لیا۔ جب تک زندہ رہے اُن کے بدن سے خوشبو آتی رہی بلکہ چند پشتوں تک ان کی اولاد کے بدن میں بھی خوشبو باقی رہی۔ ایک مرتبہ اپنی خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا پیالے میں پیشاب ہے اس کو پھینک آؤ۔ وہ پیالے کو وہاں سے اٹھا لے گئیں اور پھینکنے کے بجائے پیشاب کو پی لیا۔ واپس آنے پر دریافت فرمایا پیشاب کیا ہوا۔ عرض کیا پیاس لگی تھی اس لئے پی لیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہمارا پیشاب ناپاک ہوتا ہے ناپاک چیز کو کیوں پیا جاؤ منہ کو پاک کرو آئندہ ایسا نہ کرنا بلکہ مسکرا لئے اور فرمایا کہ تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تا زیست انھیں پیٹ کے درد کی شکایت نہ ہوئی۔ ام یوسف نامی ایک اور خادمہ تھیں انھوں نے بھی آپ کا مبارک پیشاب پی لیا فرمایا کبھی بیمار نہ پڑو گی۔ عمر بھر تندرست رہیں۔ آخری وقت میں علالت پیش آئی جو موت کے لئے بہانہ تھی اور اسی میں انتقال فرمایا۔ نظر برایں علما نے فرمایا کہ آپ کا بول و براز پاک اور طیب و طاہر ہے اس کا کھانا پینا نہیں نہ صرف حلال بلکہ موجب برکت ہے بدن مبارک سے بول و براز خارج ہوتے وقت خوشبو مہکتی تھی۔ زمین بول و براز کو نگل جاتی تھی زمین کی ظاہری سطح پر مطلقاً اثر نہ رہتا تھا

(اشعۃ اللمعات وغیرہ)

کاظم [illegible]

[illegible] اس کی کیا جائے

[illegible] وہ تو بندہ ہے حقیقت میں خدا کا

[illegible] دونوں جہاں کا فخر و عزت ہے

[illegible] ذات وحدت کی

محبوب سبحانی

زائرِ حرمین شریفین
حضرت ریاست علی صاحب عاجز
مرادآبادی

سر اپنا تیرے سایہ کی سپر محبوب سبحانی ۔ اٹھائیں سر جو فتنے کیا خطر محبوب سبحانی

طویل افسانۂ قلب و جگر محبوب سبحانی ۔ بیاں کر دیں گی آنکھیں مختصر محبوب سبحانی

بلا میں گھر گئے خدامِ در محبوب سبحانی ۔ پئے شبیر و شبر لو خبر محبوب سبحانی

کیا تھا ازسرِ نو دیں جس انداز سے زندہ ۔ مسیحائی وہی بارِ دگر محبوب سبحانی

درِ عالی پہ جلد اے والیٔ جیلاں بلا لیجئے ۔ پھروں کب تک پریشاں دربدر محبوب سبحانی

ذرا سا مرہمِ دیدار آنکھوں ہی پہ رکھ دیجئے ۔ لگایا ہے جو نشتر قلب پر محبوب سبحانی

شبِ غم دور کر دیجئے۔ رخِ روشن دکھا دیجئے ۔ سنانی ہے مناجاتِ سحر محبوب سبحانی

منازل خود بخود طے ہوتی جاتی ہیں رہ میں ۔ زہے قسمت ہوا آساں سفر محبوب سبحانی

اخوت کی ذرا سی چاشنی ملت کی تلخی میں ۔ مسلماں ہوں بہم شیر و شکر محبوب سبحانی

مرا بگڑا ہوا چشمِ زدن میں کام بن جائے ۔ مریدی لاتخف کہہ دیں اگر محبوب سبحانی

تمہاری جستجو میں کاش کھو یا جاؤں کچھ ایسا ۔ خبر کو بھی نہ ہو میری خبر محبوب سبحانی

سرِ بالیں دمِ آخر بھی ہو جائے کرم مولا ۔ نوازا ہے جو تم نے عمر بھر محبوب سبحانی

سنا دو من رآنی فقد رأی الحق بزمِ دنیا کو ۔ کہ نظمِ دنیا ہو زیر و زبر محبوب سبحانی

محمد مصطفےٰ صلِّ علیٰ قرآنِ ناطق ہیں ۔ مرا ایمان ہے تم ہو خبر محبوب سبحانی

بھلا کیوں دور جائے پاس ہو عاجز کا جب اتنا
کہ ہیں نزدیک سے نزدیک تر محبوب سبحانی

معارف الحدیث

صراط مستقیم

از استاذ العلماء جلالۃ العلم حضرت مولانا حافظ عبد العزیز صاحب قبلہ صدر مدرس مدرسہ اشرفیہ مبارکپور

نمونہ علم حدیث عن طارق بن شہاب قال سمعت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلہم واہل النار منازلہم واہل النار منازلہم حفظ ذٰلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۵۳)

ترجمہ طارق بن شہاب سے مروی ہے انھوں نے کہا سنا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ کھڑے ہوئے ہمارے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار منبر پر پس خبر دی ہم کو ابتدا آفرنیش سے آخر روز قیامت تک کی یہاں تک کہ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں یاد رکھا اسکو جس نے کہ یاد رکھا اور بھول گیا اس کو جو بھولا۔

یعنی حضور اکرم نور مجسم سید عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ایسا عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا جس میں سارے مخلوق کے عام حالات بیان فرمادئے مخلوق کی ابتدا سے انتہا تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا سب بیان فرمادیا مبدء اور معاش اور معاد یعنی کائنات کی ابتدا کے احوال اور ساری مخلوقات کی زندگی کے حالات اور مرنے اور مرنے کے بعد اٹھنے کے حالات جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کے تمام واقعات بیان فرمادئے اور یہ سب کچھ ایک ہی خطبہ میں ایک ہی دن میں بیان فرمادیا جیسا کہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں ہے وفیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا الی انتھائھا وفی ایراد ذٰلک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادۃ وکیف وقد اعطی جوامع الکلم مع ذٰلک،،

یعنی یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں ساری مخلوقات کے کل حالات ابتدا سے انتہا تک سب بیان فرمادئے اور ایک مجلس میں ان سب حالات کا بیان کرنا بڑا ہی امر عظیم ہے یہ حضور کے معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے کیونکر نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود صاحب اعجاز ہونے کے جوامع الکلم ہیں۔

اللہ اکبر اٹھارہ ہزار عالم کے تمام حالات ابتدائے آفرنیش سے ختم دنیا تک ہی نہیں بلکہ قبر وحشر ونشر وحساب وکتاب حتی کہ جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کے کل حالات سارے واقعات ایک خطبہ میں ایک مجلس میں ایک ہی دن میں بیان فرمادئے یقیناً بڑا ہی عظیم الشان معجزہ ہے اسی لئے امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری میں فرمایا امر عظیم من خوارق العادۃ معجزات میں یہ عظیم الشان معجزہ ہے۔

حدیث مذکور سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت معلوم ہوئی کہ ابتدار آفرنیش سے انتہا تک ساری مخلوقات کے تمام حالات اور کل واقعات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں پہونچنے تک ہر ہر چیز کا علم ہے اور یہ علم تفصیلی ہے چنانچہ ملا قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔ مجملاً ومفصلاً یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اجمال وتفصیل دونوں طور پر بیان فرمادیا جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوقات کی ابتداء سے انتہا تک ساری کائنات تمام موجودات کے کل حالات تمام واقعات کا علم تفصیلی ہے کیونکہ اگر صرف علم اجمالی ہو تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت ہے علم اجمالی تو سب مومنین

کو حاصل ہے اس لئے کہ اللہ خالق کل شی کی تصدیق کے لئے ہر ہر شے کا علم اجمالی ضروری ہوا نیز قیامت حشر و نشر وغیرہ سب پر ایمان ہے لہٰذا قیامت وغیرہ کا علم اجمالی بھی ہر مومن کے لئے ضروری ہوا پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کہاں رہی نیز اجمالی بیان معجزہ کیسے ہوگا اجمالی بیان تو دو لفظوں میں ہو سکتا ہے لہٰذا لازمی طور پر علم تفصیلی ہی مراد ہوا اسی لئے مرقات میں مجملاً و مفصلاً فرمایا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام حالات و واقعات اجمال و تفصیل دونوں طور پر بیان فرمائے۔ خلاصہ یہ کہ حدیث مذکور کی روشنی میں ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ [illegible] یہ ہے کہ حضور کو ساری کائنات و تمام موجودات کے کل حالات کا تفصیلی علم [illegible] ہے اسی لئے اہل سنت و جماعت کا بھی یہی عقیدہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] ساری کائنات کے کل حالات کا تفصیلی علم ہے مگر وہابیوں کے نزدیک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہیں اس لئے [illegible] وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا، ”جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر [illegible] خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو اپنا حال نہ دوسرے کا“ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۲ مطبع صدیقی دہلی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت قبر و حشر و نشر کا کوئی حال بھی معلوم نہیں دوسرے کا تو کیا اپنا بھی حال معلوم نہیں۔

مسلمانو! ذرا غور کرو اور انصاف سے کام لو حدیث میں تو ساری [کائ]نات کے کل حالات کا تفصیلی علم حضور کے لئے ثابت اور تقویۃ الایمان میں اس کا سلب کلی ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کا بھی حال [معل]وم نہیں نہ دنیا کا نہ آخرت کا نہ قبر کا نہ حشر و نشر کا کسی دوسرے کا تو معلوم ہوتا خود اپنا حال بھی معلوم نہیں یہ اسماعیلی حکم حدیث سے جنگ ہے [ر]سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے لڑائی ہے۔ (باقی آئندہ)

جامعہ عربیہ ناگپور

[ص]وبہ سی پی و برار کا مستند قدیم دار العلوم جامعہ عربیہ ہے جو ایک [م]دت سے علوم عربیہ کی شاندار خدمات انجام دے رہا ہے اس ادارہ [کی امداد] آپ کا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے۔ پتہ (ناظم جامعہ عربیہ ناگپور سی پی)

زائرین حرم متوجہ ہوں

سہولت آرام عافیت

اس خبر سے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ جانے والوں کو مسرت ہوگی کہ بمبئی میں ان کی سہولت و آرام پہنچانے کے لئے عالیجناب حاجی محمد ابراہیم صاحب نے معقول انتظام فرمایا ہے۔

بمبئی میں پہونچکر پاسپورٹ وغیرہ کے لئے طرح طرح کی زحمتیں اٹھانی پڑتی ہیں اس لئے اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ بمبئی میں آپ کو کسی قسم کی دشواری نہ ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر سیٹھ حاجی محمد ابراہیم صاحب سے ملاقات کرکے اپنے سفر کو آسان کرلیں۔ اور حاجی صاحب کے مشورہ پر عمل کریں۔

پتہ۔ حاجی محمد ابراہیم۔ مراد کی چال پہلا مالا
گھیلا بائی اسٹریٹ تیسری گلی بمبئی نمبر ۸

اہل قلم حضرات سے گذارش

یہ حقیقت آپ پر روشن ہے کہ پاسبان کا افادی پہلو ملک کے ہر طبقہ کے لئے عام ہے پاسبان ایک گریجویٹ سے لیکر ایک مزدور تک کے مطالعہ میں آتا ہے اس لئے بصد ادب و احترام گذارش ہے کہ زبان میں سلاست و روانی کا خیال رکھا جائے۔ و نیز مضامین مختصر و معنوی حیثیت سے بلند مقاصد رکھتے ہوں اگر ہو سکے تو درج ذیل عنوانات پر مضامین قلمبند فرمائیں۔ اسلام اور کمیونزم، اسلام اور سائنس۔ اسلام کا اقتصادی نظام۔ اسلام کا نظریہ حکومت سیرت نبوی کی جامعیت و ہمہ گیریت اسلام کا دیگر ادیان سے موازنہ۔ و دیگر اصلاحی و معاشرتی و اقتصادی مضامین۔

(انوار احمد نظامی)

اسلام اور سائنس

از رفیق ادارہ مولانا سید اکبر حسینی صاحب آرزو

نحمدہٗ ونصلی علیٰ نبیہٖ وحبیبہٖ ورسولہٖ المصطفیٰ والمجتبیٰ

اما بعد فقولہٗ تعالیٰ، اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

یعنی بے شک اللہ کا پسندیدہ دین صرف اسلام ہے۔

شخصیت، اور صلاحیت و حیثیت کے اعتبار سے معیار قبولیت بھی مختلف ہوتا ہے۔ غریب کم قیمت والی چیزوں کو پسند کریگا۔ تو امیر قیمتی اشیاء کو پسندیدہ نظروں سے دیکھیگا اور بادشاہ اپنی شان و شوکت کے لحاظ سے بیش بہا سامان منتخب کریگا اسی طرح اختلاف طبایع کو آب و ہوا کا اثر بھی ظاہر ہے۔ لیکن شہنشاہ کون و مکاں خالق زمین و آسمان جس چیز کو مقبول بنائے ظاہر ہے کہ اس کی حیثیت امتیازی نوعیت اعلیٰ۔ وسعت بے پایاں اور وہ ہر اعتبار سے ممتاز ترین ہوگی۔ چنانچہ اسلام ہی ایسا دین ہے جس میں ہر ملک اور ہر عمر کے انسان اس کے آئین و قوانین کی بلا دقت تعمیل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ادنیٰ و اعلیٰ کی تخصیص نہیں۔ مشرق و مغرب یا شمال و جنوب کے باشندوں کے لئے کوئی امتیاز نہیں۔ دنیاداری اور دینداری علیحدہ نہیں جو ہر شخص جو اسلام کے دائرہ سعادت میں داخل ہو غریب ہو یا امیر بادشاہ ہو یا فقیر دنیادار بھی ہے دیندار بھی۔ عالم بھی ہے سپاہی بھی۔ زاہد و متقی بھی ہے تاجر و کاسب بھی عبادت میں شب بیدار۔ تبلیغ میں واعظ خوش بیان۔ کسب معاش میں ریاضت کیش میدان جنگ میں شجیع و عالی حوصلہ۔

عدل و انصاف کے موقعہ پر بہرصورت حق کا طرفدار۔ غریبوں کا حامی۔ یتیموں کا مربی۔ اور بیکسوں کا دستگیر ثابت ہوا۔

اس دین مبین کی عظمت و مقبولیت کی وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

یعنی آج اللہ نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا۔ اور تم کو تمام نعمتوں سے سرفراز کیا۔ اور تمہارے لئے اسلام ہی کو خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ط

یعنی اسلام کے سوائے جو شخص کوئی اور دین اختیار کرے گا اس کے عمل قابل قبول نہ ہو سکینگے۔

صدیوں پہلے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے صراط مستقیم کی وضاحت میں جس حقیقت کا انکشاف فرمایا تھا علم ریاضی کے ماہر کی حیثیت سے "اقلیدس" نے اپنے الفاظ میں اس طرح پیش کیا۔ دو نقطوں کے درمیان بے گنتی خط کھینچے جا سکتے ہیں لیکن سب میں سیدھا اور مختصر ایک ہی ہوگا ہر ملکے و ہر رسمے کے مطابق۔ سیکڑوں مذاہب رونما ہوئے مگر ایسا مذہب جس کے ذریعہ انسانیت کی تکمیل ہو اور عروج و ارتقا کی منزلیں بآسانی طے کی جا سکیں صرف اسلام ہے اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ تہذیب و تمدن اور حسن معاشرت سے ناآشنا انتہائی پستی میں پڑے ہوئے اہل عرب معدودے چند سال میں ترقی کر کے تقریباً نصف دنیا کے فرمانروا بن گئے اور مفتوحہ علاقوں پر صرف اسلامی پرچم لہرانے پر اکتفا نہ کرتے ہوئے ان ملکوں کو علم و فن اور تہذیب معاشرت سے آراستہ کیا۔

اور متمدن ممالک کے سامنے وہ شائستہ اصول پیش کئے کہ وہ بھی

مجسمہ پیشانی کے ساتھ سرِ تسلیم خم کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ تاریخ عالم میں یہ واضح حقیقت زریں حروف میں ثبت ہے کہ "مسلمانوں نے علم وفن کی ترقی میں ایسی سعی بلیغ کی کہ اسلام کی اشاعت کے ساتھ جملہ علوم انتہائی کمال کو پہونچ گئے"۔

جس زمانہ میں اقوام یورپ علوم وفنون سے ناواقف۔ خواب غفلت کے متوالے اور نفس پرستی میں سرشار تھے۔ ہندوستان میں بھی برہمیت اور بودھ مت کے تصادم کی وجہ علمی ترقیاں مسدود ہو گئی تھیں۔ مگر اسلام کے زیر نگیں جتنے ملک تھے وہاں علم وکمال کے دریا بہہ رہے تھے۔ خصوصاً خلفائے عباسیہ اور بنی امیہ کے مبارک دور میں ایشیا۔ شمالی افریقہ۔ اندلس علم وفن کے مرکز بنے ہوئے تھے۔ سمرقند سے قرطبہ تک بے شمار طالب علم نجوم۔ ریاضی۔ کیمیا۔ علم الابدان۔ فلسفہ اور دینیات کی تعلیم وتعلم میں مصروف تھے۔

مسلمان جب تک اس بحر العلوم یعنی قرآن مجید سے مستفیض ہوتے رہے نہ صرف اخلاق ومعاشرت میں ممتاز رہے بلکہ علم وکمال میں بھی ذرہ سے خورشید بن کر چمکے اور اپنے فیوض وبرکات سے ہزاروں کو منور کیا۔

(۱) علامہ ابوریحان بیرونی ماہر ریاضی ونجوم تھے۔ (۲) حکیم بوعلی سینا بخارا کے باشندے تھے سارے یورپ میں طبی سائنس کے موجد مانے جاتے ہیں۔

(۳) محمد ابن الجاعہ فلسفہ منطق۔ نجوم ہیئت۔ طب۔ کیمیا۔ اور ... میں ماہر گذرے ہیں غرض مسلمانوں نے زمین کا قطر۔ اس کی نوعیت ... ہیئت۔ اور دوسرے سیاروں کی صحیح تعداد دریافت کی رصد گاہیں بنائیں۔ آلات تیار کئے۔ علم الادویہ۔ کیمیا۔ اور دیگر علوم میں از سرنو جان ڈالی۔

فی الحقیقت قرآن مجید وہ گنج گرانمایہ ہے جس میں سائنس۔ فلسفہ۔ ہیئت۔ طبیعات حیوانات۔ نباتات۔ علم البرق۔ علم موالید ... سب کچھ موجود ہے۔

قرآن مجید کی روح پرور تعلیمات سے مستفیض ہونے ہی کا نتیجہ تھا کہ اہل عرب میں عدل پرور فاتح بے مثل مدبر ومقنن۔ لاجواب معلم پیکر اخلاق حسنہ مصلح اور ہر علم کے ماہر پیدا ہوئے۔

اہل مغرب نے سر اسحق نیوٹن کو جر ثقیل کی دریافت کا موجد قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے اظہار کرنے سے پہلے قرآن مجید نے اس حقیقت کا انکشاف اس طرح کیا ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَاءً وَّاَمْوَاتًا ۝

یعنی کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں یا جانداروں اور بیجان چیزوں کو اپنی طرف سمیٹنے اور کھینچنے والا نہیں بنایا۔

محققین نے بڑی کدوکاوش اور جانفشانی سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگر کرۂ ارضی پر پہاڑ نہ ہوتے تو یہ ثقل زمین کم ہو جاتا اور آفتاب کی کشش اس کو اپنی طرف کھینچ لیتی اس کی حقیقت کلام ربانی سے اس طرح واضح ہے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ۔

ہم نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دی ہیں تاکہ وہ جنبش نہ کر سکے اور اپنی جگہ پر قائم رہے۔

علم ہیئت کے ماہرین کا پہلا نظریہ یہ تھا کہ آفتاب اپنی جگہ قائم ہے اور دوسرے سیارے اس کے گرد چکر لگاتے ہیں لیکن فرانسیسی ماہر ہیئت نے اس کی تردید کرتے ہوئے اعلان کیا کہ آفتاب بھی دوسرے سیاروں کی طرح چکر لگا رہا ہے۔ اس امر کی بھی صدیوں پہلے قرآن مجید سے اس طرح صراحت ہو چکی ہے۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

یعنی سورج اپنے مقررہ راستہ پر چلا جا رہا ہے اسکی رفتار وراہ کا اندازہ اس غالب وزبردست کمال علم والے مولیٰ کا مقرر کیا ہوا ہے۔

حدیث شریف میں اس کی مزید وضاحت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ایک روز آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ کیا تم کو خبر ہے سورج غروب ہونے کے بعد کہاں جاتا ہے۔ جواب میں عرض کیا گیا۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهٗ۔ ارشاد ہوا یہ عرش معلی کے نیچے پہنچکر بارگاہ صمدیت میں سجدہ ریز ہوتا ہے۔ اور حسب معمول مشرق سے طلوع ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ قرب قیامت کے وقت جب وہ حسب عادت

درخواست کرے گا اس کو مغرب سے برآمد ہونے کا حکم ہوگا۔ اس وقت کسی کا توبہ کرنا یا ایمان قبول کرنا کام نہ آئے گا۔

سورج اور چاند کی روشنی کے متعلق ماہرین سائنس نے اعلان کیا کہ سورج ذاتی طور پر روشن ہے اور اسی کے انوار سے چاند منور ہوتا ہے۔ اور آفتاب میں دہکتے ہوئے انگارے ہیں اس میں حدت وحرارت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے۔ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا ۝ وہی ذات والاصفات ایسی ہے جس نے سورج کو پر ضیا بنایا۔ اور چاند کو منور کیا۔

ضیا سے مراد وہ روشنی ہوتی ہے جو ذاتی ہے۔ اور حاصل کی ہوئی روشنی نور سے تعبیر کی جاتی ہے سورج کی حقیقت کی نسبت ارشاد ہوا ہے۔ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ ۝ آفتاب میں چشمۂ آتش ہے اسی طرح شمس و قمر کا محور پر گھومنا بھی نئی بات نہیں۔ اس کی تشریح بھی کلام مجید سے اس طرح ہوتی ہے۔ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ سورج اور چاند اپنے محور پر گھومتے رہتے ہیں۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مسئلہ طب اخذ کیا ہے۔ جس کی تشریح مولانا سعدی شیرازی کے اس شعر سے ہوتی ہے۔

گر گلشکر خوری بتکلف زیاں بود ۔۔۔ ور نان خشک دیر خوری گلشکر بود

"علم تناسب"

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۝ مخلوقات الٰہی میں کوئی تفاوت یا غیر مناسبت نہ دیکھ سکو گے یعنی دنیا کی تمام چیزیں اعضاء و مزاج کے لحاظ سے متناسب ہوتی ہیں۔ سرد علاقوں کے رہنے والے انسان حیوان۔ صورت و شکل ہی میں نہیں بلکہ مزاج میں بھی مناسبت رکھتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس گرم ممالک کے رہنے والے بھی۔

اسی طرح زمین و آسمان میں مناسبت ہے۔ شمس و قمر میں تناسب ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم آفتاب رسالت کی ضیا باریوں سے مستفید ہیں۔ تمام علوم و فنون پر عبور تھا۔ اعمال صدیقی رضی اللہ عنہ نظام فاروقی رضی اللہ عنہ۔ عدل عثمانی رضی اللہ عنہ ۔۔۔ ابو تراب رضی اللہ عنہ

اس کے علاوہ وہ کمال علم کہ سرور کائنات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔

ایک روز ایک یہودی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے علم الاعداد کا یہ مسئلہ دریافت کیا۔

وہ کونسا عدد ہے جس کا نصف۔ ثلث۔ ربع۔ خمس۔ سدس۔ سبع۔ ثمن۔ تسع۔ عشر یعنی $\frac{1}{2}$، $\frac{1}{3}$، $\frac{1}{4}$، $\frac{1}{5}$، $\frac{1}{6}$، $\frac{1}{7}$، $\frac{1}{8}$، $\frac{1}{9}$، $\frac{1}{10}$ عدد صحیح ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ہفتے کے ایام کو مہینے کے دنوں سے ضرب دو۔ اور حاصل ضرب کو سال کے مہینوں کی تعداد سے ضرب کرو۔ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ یعنی

۷ × ۳۰ = ۲۱۰ × ۱۲ = ۲۵۲۰ ۔ وہ عدد صحیح ہے جس کے ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰ ہیں یہودی یہ سنکر لاجواب ہو گیا۔ اور امی لقبی کے فیض جاریہ کا کرشمہ دیکھ کر مسلمان ہوا۔

ان کے حضرات کے ایجادات و اختراعات کی طرف مائل نہ ہونے کے اسباب یہ ہیں۔

(۱) صحابہ کرام کو مادی ترقی پسند نہ تھی بلکہ عروج روحانی پیش نظر تھا۔ اگر وہ دنیوی ترقیوں میں الجھ کر رہ جاتے تو نہ صرف ان کی زندگی کا مقصود تشنہ رہ جاتا بلکہ دنیائے اسلام ایسے روشن ستاروں کی ہدایتوں سے محروم رہ جاتی۔

(۲) خلفائے راشدین کے عہد میں منافقین اور کفار کی نت نئی شرارتوں سے ایسے فتنے برپا ہو گئے تھے کہ ان کا استیصال اختراعات کی طرف متوجہ ہونے سے زیادہ اہم تھا۔

(۳) اگر لہو ولعب اور تحقیق و تدقیق کی طرف توجہ مرکوز کی جاتی تو اشاعت دین کا موقعہ نہ ملتا اس لئے رشد و ہدایت و تبلیغ دین حق میں مشغول رہے جب اشاعت اسلام میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اور فتنہ و فساد دب گئے امن و اطمینان کی خوشگوار فضا میں تحقیق و تدقیق کی طرف متوجہ ہوئے۔ قانون قدرت کا یہ اصول رہا ہے کہ جب تک نعمتوں کا بجا طور پر استعمال ہوتا ہے ان میں وسعت و برکات عطا کی جاتی ہے اور کفران نعمت کی صورت میں دوسروں کو نائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا جاتا

مثلاً بہتے ہوئے دریا سے تشنہ لب اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ منہ دھوتے نہاتے۔ دھوتے ہیں نہروں کے ذریعہ اراضیات کو سیراب کیا جاتا ہے۔ لیکن انسان اس سے کام نہ لے تو وحش و طیر کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔

اسی طرح جو ابرِ رحمت مسلمانوں کے صدفِ قلوب کو گوہرِ ایمان سے سرفراز کرنے آیا تھا جس کی گہرفشانی سے متمتع ہو کر مسلمان کائنات ارضی وسماوی میں مایۂ ناز اور لائقِ فخر حیثیت حاصل کر چکے تھے واحسرتا کہ انکی روز افزوں بے اعتنائی اور کوتاہ دامنی کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس ابرِ کرم کا رخ دوسری طرف پھیر دیا۔

مادہ پرستی اور کفر وضلالت کی تاریکیوں نے جن کو بے دست و پا بنا دیا تھا۔ خوابِ غفلت سے چونک پڑے اور اس چشمۂ ہدایت سے فیضیاب ہونے کی ٹھان لی۔

اہلِ مغرب جو آسمانِ عروج پر ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں یہ اوج ورفعت تعلیمات انجیل پر مبنی نہیں بلکہ قرآن مجید ہی کے برکات سے مستفید ہونے کا نتیجہ ہے۔

عیسائیت کے جسمِ بےجان میں لوتھر نے جو نئی روح پھونکی وہ بھی قرآن مجید ہی کی تجلیات کا پرتو ہے۔ اسی سبب سے رومن کیتھولک فرقے کے عیسائی پیشواؤں نے اس خادمِ دین کو "کلبِ محمدی" سے مخاطب کر کے اپنی خباثتِ باطنی کا ثبوت پیش کیا۔ مگر جذبۂ حسد اس حقیقت کے اظہار سے باز نہ رکھ سکا کہ دینِ عیسوی کی اشاعت و ترقی اسلامی اصول کی رہینِ احسان ہے۔

اہلِ ہنود میں آریہ سماج۔ برہمو سماج اور دیگر فرقوں کی تعلیمات پر غائر نظر ڈالی جائے تو واضح ہوگا کہ یہ تعلیمات قرآنی پر پردہ ڈالنے کے لئے نئے نئے رنگ چڑھائے گئے ہیں۔ اور بادۂ معرفت کو شرابِ حبِ وطن کے نام سے بلوریں ساغر میں پیش کیا جا رہا ہے۔

آج بعض حق پرستی کے مدعی ایسے بھی نظر آتے ہیں جو اس منبعِ فیض کی طرف ملتفت ہونے کے عوض یورپ۔ امریکہ۔ روس اور دیگر اقوام کے سربرآوردہ افراد کے اقوال بڑے فخر کے ساتھ پیش کرنے میں اپنی ہمہ دانی اور سرخروئی سمجھتے ہیں۔ مگر ان کے مایۂ ناز اقوال کو قرآن مجید کے آئینہ میں دیکھئے تو یقین ہو جاتا کہ یہ سنگریزے آفتابِ ہدایت کے انوار سے چمک رہے ہیں۔

سائنس کی روز افزوں ترقی سے ایجادات واختراعات کے محیر العقول کرشمے آئے دن ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ اسی کو معراجِ انسانیت قرار دینے والے اس ذہن رسا اور عقل وادراک کی شعبدہ گری پر نازاں ہیں لیکن مادہ پرستی اور ہوا وہوس کی غلامی نے عقلِ سلیم پر ایسے پردے ڈال دئے ہیں کہ مقصدِ تخلیق اور مدعائے حیاتِ انسانی پر بھولے سے بھی غور کرنے کا ہوش نہیں۔

کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اعزاز واکرام کے ساتھ اسی لئے پیدا کیا ہے کہ تباہی وبربادی کے نئے نئے سامان ایجاد کرے۔ ملک گیری کی ہوس میں امن وامان خاک میں ملائے۔ آباد شہروں کو کھنڈر بنائے۔ پرفضا چمنستانوں کو خس وخاشاک کی طرح جلا کر خاکستر کر دے۔ بچے۔ بوڑھے۔ جوان۔ مرد۔ عورت بے دردی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارے جائیں۔ اگر اسی کو مقصدِ حیات تصور کیا جائے تو بہیمیت اور درندگی اور انسانیت میں کیا فرق رہا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان تیرہ باطنوں کو جو یہ فہم وفراست عطا فرمائی ہے۔ اس کی حسب ذیل مصلحتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) ان ایجادات واختراعات پر ناز کرنے کی بجائے انسان کا فرض ہے کہ منعمِ حقیقی کو پہچانے اور ان گنت نعمتوں سے سرفراز کرنے والے مولیٰ کی رضا جوئی کی خاطر سرِ تسلیم خم کرے۔

(۲) ہر نعمت کا شکر مرضیٔ الٰہی کے مطابق استعمال کرنا ہے۔ اسکی خلاف ورزی کفرانِ نعمت ہے اس لئے ان اختراعات سے ایسے کام کئے جائیں جن سے خلقِ خدا کو فائدہ پہونچ سکے۔

(۳) مادہ پرستوں کی کورانہ تقلید میں بعض مسلمان متزلزل ہو رہے تھے۔ اعتقادات میں یقین کے عوض شبہات بڑھتے جا رہے تھے اس لئے ان ایجادات کے ذریعہ کلام ربانی اور تعلیمات اسلامی کی تصدیق مقصود تھی مثلاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی نسبت ضعیف الایمان معترض تھے کہ رات ہی رات میں زمین وآسمان۔ عرش وکرسی اور جنت ودوزخ کی سیر کے بعد ایسی قابلِ تسلیم نہیں اس لئے یہ روحانی معراج تھی۔ (معاذ اللہ)

بقیہ صفحہ ۳۷ پر

سرکار دوجہاں کے ارشاداتِ طیبہ (۲)

خدا کے نیک اور صالحین بندوں سے عداوت معصیت ہے

(۱) وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ قال من عادلی ولیا فقد اذنتہ۔

(بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم صالحین کی بڑی عزت وتکریم وغایت ادب فرماتے تھے اور بارہا ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کے برگزیدہ بندوں سے بغض وعناد رکھتا ہے وہ ایک بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

مجاہد کہلانے کا حقدار و مستحق

(۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن فخر کائنات سید موجودات صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے بارے میں خطبہ دے رہے تھے درمیان تقریر ہی میں ایک یمن کے رہنے والے مسلمان نے بیقراری کے عالم میں سوال کیا کہ یا رسول اللّٰہ ای الناس افضل مجاھد اے اللہ کے پیارے رسول افضل ترین مجاہد کون ہے؟ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کے جواب میں فرمایا مومن یجاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللّٰہ ومن یتقی اللّٰہ ویدع الناس من شرہ (مسلم) صاحب فضیلت وبرتر واعلیٰ وہ مجاہد ہے جو اپنی جان ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے اللہ کا خوف رکھے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے۔

اللہ سے عفو ومغفرت کی امید

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکدن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد ومعبود کے تعلقات پر نہایت ہی دلچسپ اور موثر پیرایہ میں تقریر کی فرمایا کہ حق تعالیٰ کو اپنے بندوں سے بہت محبت ہے ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے گا اور ہمارے گناہوں کو بخش دے گا آقائے دوجہاں مولائے انس وجان علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم نے ارشاد فرمایا۔ "یقول اللّٰہ تعالیٰ للمومنین یوم القیٰمۃ ھل اُحببتم لقائی فیقولون نعم یا ربنا احببتم لقائی فیقولون نرجوا عفوک ومغفرتک فیقول قد وجبت مغفرتی" روز قیامت خداوند قدوس جل جلالہٗ مومنین سے پوچھیگا کہ کیا تم میری ملاقات کو محبوب رکھتے تھے اہل ایمان عرض کریں گے ہاں اے رب ہمارے ہم بیشک تیری ملاقات کو درست رکھتے تھے پھر ارشاد باری ہوگا کہ تم میری ملاقات کو کیوں اچھا سمجھتے تھے مومن بندے عرض کریں گے کہ پروردگار ہم تیرے عفو وکرم کی امید وآس رکھتے تھے حق تعالیٰ فرمائیگا تمہارے لئے مغفرت واجب ہوگئی میں نے تمہارے گناہوں کو اپنے کرم سے بخشدیا۔ اپنے خالق کے یہ مسرت آمیز کلمات سن کر گنہگار خوشی کے مارے جھومنے لگیں گے اور فرط مسرت سے چہرے دمکنے لگ جائیں گے۔

خلاصہ ۔ یہ حدیث پاک خدا اور بندے کے تعلق کو صاف صاف اور بین طور پر ظاہر کر رہی ہے کہ خلاق دوجہاں اپنے بندوں پر کتنا مہربان وشفیق ہے۔ مگر آج ہم لوگوں کی بدبختی وشامت کی یہ کیفیت ہے کہ ہم صاحب اقتدار وی اثر اور صاحب حسن وجمال کی نازبرداری واطاعت شعاری کو زندگی کے اہم فرائض میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن جو ہمارا خالق ومربی ہے منعم وکارساز ہے اس کے فرامین واحکام کی بجاآوری سے غفلت برتتے ہیں دنیاوی کاموں

…مقابلہ میں خدا کے کسی فریضہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ حالانکہ دارین میں تمام تعلقات سے مضبوط کبھی نہ ختم ہونے والا تعلق خالق و مخلوق عبد و معبود کا ہے۔ دنیا و آخرت کا ہر تعلق ہر رشتہ ٹوٹ سکتا ہے لیکن عبد و معبود کا رشتہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔

مسلمانو! پھر کیا ہمارا یہ سب سے بڑا اور اہم فریضہ نہیں کہ ہم خدا کی رضا اور اُس کی خوشنودی کو ماحصل زندگی اور مقصد حیات متصور کریں اور ہر وقت ہر ساعت ہر گھڑی صرف اُس کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے جان و دل سے دنیا کا تمام دھندا چھوڑ کر حاضر رہیں۔ اور اپنے معبودِ حقیقی کے سامنے صدق دل سے سجدہ ریز ہوں اور اُسی کو مصیبتوں میں پکاریں اور اُسی کو ہر حال میں سہارا بنائیں۔

پاسباں میں بزمِ مشاعرہ کا مستقل عنوان

اہل ذوق کے پیہم اصرار احباب کی مسلسل فرمائش کے پیش نظر پاسباں کے چند صفحات بزم مشاعرہ کے لئے جنوری ۱۹۵۴ء سے وقف کر دیا گیا تھا مگر چند مجبوریوں کی بنا پر اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا جس سے ہمارے بعض شعرائے کرام شاکی بھی ہیں۔

اس لئے ہم نے پھر سے اپنے شعرائے کرام کی خاطر بزم مشاعرہ کا مستقل عنوان قائم کر دیا ہے چنانچہ اس مرتبہ ناخدائے سخن فصیح العصر تاج الشعراء حضرت نوح ناروی کا عنایت کردہ مصرع طرح آپ کی طبع آزمائی کے لئے حاضر ہے۔

مصرع طرح۔ سماں جنت کا دیکھا ہے نگاہوں نے مدینے میں

قافیہ۔ مدینے میں ردیف میں

(نوٹ) ۱۵ مارچ ۱۹۵۵ء تک موصول ہونے والی نعت و غزل شریک اشاعت ہو سکے گی۔ ورنہ ہم عدم اشاعت پر معذور ہوں گے۔ شعراء کے نام حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب پائینگے۔ مصرع مذکور پہ نعت و غزل دونوں کہہ سکتے ہیں۔

(انوار احمد نظامی)

غزل

قتیل شفائی

نگاہوں کی خاموش فریاد سن کر کوئی زیرِ لب مسکرانے لگا ہے
…ر شیوۂ دل نوازی یہی ہے تو ہوش اپنے دل کو بھی آنے لگا ہے

ترے پیار سے جورِ اغیار بہتر کہ اس میں کوئی مصلحت تو نہ ہوگی
یہ کیا دل لگی ہے کہ تو ہم سے آنکھیں ملاتے ہی دامن بچانے لگا ہے

…ی جھانجھنوں کے رسیلے چھناکے سلاسل کی جھنکار سے کم نہیں تھے
…ب کوئی حادثہ زندگی کا سماعت سے پردے اٹھانے لگا ہے

تم اپنے جنابار جلووں پہ اب بھی مری حسرتوں کو نہ شامل کرو گے
…جوبن کے بھی میرا اک ایک آنسو تبسم کی جھلک بن کے جگمگانے لگا ہے

…ل آج بھی دوستی کے بھرم میں کچھ اس طرح انسان ملتے ہیں
…کی سرد دست کا ایک ایک سجدہ رہِ جاں پہ تہمتیں اٹھانے لگا ہے

چند خطوط

از۔ انوار احمد نظامی

مولانا سید منیر احمد صاحب دریا آبادی کے نام

محترم مخلص

سلام نیاز۔ آپ کے حضور میں اپنے تعارف کی ضرورت اسلئے نہیں محسوس کرتا کہ آپ سے دو برس قبل فیض آباد ہی میں آپکی ملاقات کا شرف حاصل کر چکا ہوں۔ اس لئے بغیر کسی تمہید و دیباچہ کے ایک ضروری مسئلہ پر آپ کا نیک مشورہ و قیمتی رائے چاہتا ہوں۔

مجھے اس بات کا احساس ہے کہ آپ ہماری جماعت کے اہل قلم و پختہ کار مضمون نگار ہیں۔ علوم عربیہ سے گہرا تعلق رکھنے کے باوجود اردو ادب کے مایہ ناز ادیب ہیں۔ درس نظامیہ کے ساتھ علوم مشرقیہ کے امتحانات میں بھی کامیاب ہو چکے ہیں۔ اور کئی برس سے فیض آباد کی مرکزی درسگاہ کے سکنڈ مدرس بھی ہیں۔ آپ کا علمی معیار بہت ہی اونچا اور پاسباں کا موجودہ معیار اس سے کہیں نیچا۔

اس کے باوجود کیا یہ عرض کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ اب پاسباں کو آپ ہی جیسے فنکار کی ضرورت ہے۔

جواب کا متمنی

انوار نظامی منیجر پاسباں

مولانا ظفر ادیبی کے نام

محترم بندہ

سلام مسنون۔ یہ میری بدقسمتی ہے کہ ابتک آپ کی زیارت سے محروم ہوں۔ مگر غائبانہ تعارف اس قدر حاصل ہے کہ ملاقات سے کم نہیں۔

اڈیٹر پاسباں۔ مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی نہ صرف آپ کے مداح بلکہ آپ کی شاعری سے والہانہ عشق رکھتے ہیں موصوف کی علمی مجالس میں اکثر و بیشتر آپ کا ذکر خیر و نیز آپ کی علمی برتری و سیاسی بصیرت پر تبصرہ رہتا ہے اڈیٹر پاسباں اکثر و بیشتر یہ بھی فرماتے ہیں کہ مولانا ظفر ہماری جماعت کے مایہ ناز مفکر و مدبر ہیں میں ان کی سیاسی بصیرت کا قائل ہوں اس کے باوجود جناب ظفر کی شاعری حسن و عشق کی رنگینیوں سے بھرپور ہے مگر نہ جانے کیوں وہ آج کل پاسباں سے روٹھ گئے ہیں۔

چونکہ آپ پاسباں سے روٹھے ہیں اس لئے مجھے بھی حق ہے کہ اسکی وجہ دریافت کر سکوں۔

امید ہے کہ تشفی بخش جواب سے ممنون کرم فرمائیں گے۔

نیازمند۔ انوار نظامی

اصحاب تنقید کے نام

محترم المقام

سلام مسنون۔ سر دست پاسباں کے حسب ذیل مستقل عنوانات ہیں۔ باب التفسیر۔ معارف حدیث۔ باب الاستفتاء۔ مدنی تاجدار کے لیل و نہار۔ باب الاعمال والنقوش مندرجہ بالا عنوانات پر تنقید فرما کر ادارہ کو مطلع فرمائیں اور اپنی گرانمایہ رائے عالی سے ہمیں شکر گذار کیجئے تنقید نمایاں مقام پر شائع کی جائیگی کیا ہی اچھا ہو تا کہ آپ پاسباں کی موجودہ پالیسی پر بھی تبصرہ فرماتے۔ تاکہ ہمیں صحیح رائے قائم کرنے میں سہولت ہوتی۔

آپ کا انوار

مولانا سید کمیل اشرف صاحب کے نام

صدیق مکرم

سلام نیاز۔ بمبئی میں ہم ایک دوسرے سے مل چکے ہیں۔ وہ بھی رسمی ملاقات نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے آپ مجھے اچھی طرح یاد ہیں ہو سکتا ہے آپ نے کبھی مجھکو یاد رکھا ہو۔ گو میں اس قابل نہیں مگر آپکی عنایتوں سے بعید نہیں۔

یہ صحیح ہے کہ تعلیمی مشاغل قلم اٹھانے کی اجازت نہیں دیتے۔ مگر ایسی بھی کیا عدیم الفرصتی کہ ایک ماہ میں چند سطروں کے لالے پڑ جائیں پاسبان پوری دنیا سنیت کا قیمتی سرمایہ ہے۔ ایسے رسالہ سے آپ کی عدم التفاتی باعث ملال ودرجہ شکایت ہے۔

اس کا جواب کارڈ کی چند سطروں سے نہیں بلکہ مضمون کی دلآویز عبارتوں سے ہے بے تکلفی کی معافی چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ بخیر ہونگے۔

آپ کا دور افتادہ

انوار

پاسبان نواز دوستوں کے نام

کرم فرما بندہ

اسلام محبت۔ مجھے اس احساس سے قلبی دکھ ہے کہ میں ابھی تک پاسبان کو اس معیار پر نہ لاسکا جو ہمارا مطمع نگاہ ہے نہیں معلوم آپ کی نگاہیں پاسبان کے صفحات پر کیا کیا ڈھونڈتی ہیں اور نہ جانے آپکی کتنی تمنائیں پاسبان سے وابستہ ہیں۔

کیا آپ مجھے اپنا ایک مخلص سمجھکر اپنی تمناؤں کا ہرا بھرا گلدستہ نہ کرسکتے ہیں تاکہ آپ کے حسب خواہش پاسبان کو آپ کی تمناؤں کا آئینہ بنادیا جائے۔ کوئی ادارہ اپنے گھر کی بات کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر تقیدات نے دل کی کھٹک مجبور کررہی ہے کہ میں آپ سے کچھ آپ بیتی سناؤں۔ ایڈیٹر پاسبان۔ مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی کا تقرری ہی الزام ہمیشہ ہماری راہ میں حائل ہوتا ہے۔ یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں دو متضاد کاموں کا انجام دینا کسقدر دشوار بلکہ ناممکن العمل بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ہم اپنی مقررہ تاریخ پر رسالہ آپ کی خدمت میں حاضر نہیں کرسکتے۔ مگر اس خبر سے آپ کو مسرت ہوگی کہ اب رسالہ شمس العلما حضرت مولانا حکیم محمد نظام الدین صاحب کی زیر نگرانی آچکا ہے۔ جس سے ہمیں یہ سہولت ہوگی کہ ایڈیٹر پاسبان کی عدم موجودگی میں بھی ہم اپنے مقررہ تاریخ پر رسالہ کی اشاعت کرسکینگے آپ سے گذارش ہے کہ پاسبان سے متعلق اپنی رائے سے ہمیں مطلع کرکے ممنون کرم فرمائیں تاکہ رسالہ آپ کے خاطر خواہ ہو سکے۔

آپ کا انوار

اہل قلم وشعراء کے نام

سلام مسنون۔ ہمیں ضرورت ہے۔ کس چیز کی۔ نیچے لکھی ہوئی سطروں میں ملاحظہ فرمایئے۔

ادبی مقالے۔ اصلاحی افسانے۔ تاریخ اسلام۔ اسلام کا تصور حیات اسلام اور سائنس۔ اسلام اور کمیونزم۔ اسلام کا دیگر ادیان سے موازنہ۔ بچوں کی کہانی دلچسپ معلومات۔ حالات حاضرہ پر تبصرہ انقلابی نظمیں۔ شائستہ غزلیں۔ محبت بھری نعتیں۔

مذکورہ عنوان سے متعلق آپ کا مضمون وشاعرانہ کلام شکریے کے ساتھ شائع کیا جائیگا۔

نوٹ۔ خط کا مستقل عنوان پاسبان میں قائم کردیا گیا ہے۔ آپ کے خطوط بھی شائع ہوسکتے ہیں بشرطیکہ ہماری پالیسی کے خلاف نہ ہو

اچھا رخصت آپ کا انوار

باب الاستفتاء

(از شمس العلماء حضرت مولانا حکیم محمد نظام الدین صاحب قبلہ ناظم جامعہ نظامیہ الہ آباد)

السوال۔ علماء دین و شرع متین اس مسئلہ پر کیا فرماتے ہیں کہ زید کہتا ہے کہ "اگر وہ مردہ گل سڑ جائے تو پھر اس قبر میں دوسرے مردے کو دفن کرنا یا اُس جگہ کھیتی کرنی یا مکان بنانا جائز نہیں ہے اور قبرستان میں جوتیاں پہنکر جانا بھی جائز نہیں ہے" بکر کہتا ہے کہ "اگر مردہ گل سڑ جائے تو پھر اس قبر میں دوسرے مردے کو دفن کرنا یا اسی جگہ کھیتی کرنی یا مکان بنانا جائز ہے اور فتاویٰ عالمگیری کا حوالہ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ قبرستان میں جوتیاں لیکر جانا بھی جائز ہے، از روئے شریعت مطہرہ کتاب کے حوالے کے مطلع فرمائیں کہ زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا بینوا توجروا۔ راقم حاجی عبد الصمد پٹنہ

الجواب۔ صورت مسئلہ میں قبرستان کو کھیت اور اس پر مکان بنانے کی مطلقاً اجازت کے یہ معنی ہیں کہ اُس پر بے تکلف چلنے پھرنے کی شرعی اجازت ہے۔ حالانکہ قبروں پر چلنا پھرنا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا۔ بول و براز کرنا۔ یہ سب مکروہ ہے جیسا کہ شامی جلد اول صفحہ ۶۷۱ پر درج ہے کہ

ویکرہ ان یمشی علی القبر او یقعد او ینام علیہ او یوطی علیہ او یقضی حاجۃ الانسان

قبروں پر چلنا اور اُسی پر بیٹھنا اور اسی پر سونا یا اس پر حاجت انسانی وغیرہ پورا کرنا مکروہ ہے۔

کیونکہ میت ہی کی وجہ سے قبر اور قبرستان دونوں قابل احترام ہیں یہی وجہ ہے کہ علامہ محمد بن احمد حموی حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک صریح روایت موجود ہے کہ مردوں کو جوتوں کی آواز سے بھی اذیت پہونچتی ہے اسی مسئلہ کے ماتحت امام کمال رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس مسئلہ سے تو یہی معلوم ہوا کہ لوگ جو قبروں پر چڑھ جاتے ہیں کہ اُن قبروں کے اندر گردیھو پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں جہاں ان کے اعزا دفن ہیں تو ایسا کرنا احترام کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ (بلکہ دور ہی سے فاتحہ وغیرہ پڑھ لیا جائے)

جیسا کہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے کہ ویکرہ وطؤھا بالاقدام لما فیہ من عدم الاحترام واخبرنی شیخی محمد بن احمد الحموی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ بانھم یتاذون بخفق النعال الخ وقال الکمال حینئذ فما یصنعہ الناس ممن دفنت اقاربہ ثم دفنت حوالیھم خلق من وطائر تلک القبور الی ان یصل الی قبر قریبہ مکروہ جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں قبرستان کی عظمت کا اظہار ان لفظوں میں کیا ہے کہ "اگر قبرستان سے ہوکر کوئی راستہ پایا جائے اور یہ محسوس ہوتا ہو کہ یہ راستہ نیا یعنی دفن کے بعد لوگوں نے قائم کیا ہے تو اس راستے سے ہرگز نہ گذرنا چاہیئے (کیونکہ احترام کے خلاف ہے) جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں میں درج ہے کہ ولو وجد طریقا فی المقبرۃ وھو یظن انہ طریق احدثوہ لا یمشی فی ذالک۔

البتہ مالک زمین سے اجازت لئے بغیر اگر کسی نے میت کو دفن کر دیا تو چونکہ شرعاً حق عباد مقدم ہوتا ہے اس لئے مالک زمین کو حق حاصل ہے کہ اپنی زمین سے میت کو احترام کے ساتھ نکلوا دے یا پھر کھلوتے ہوئے اپنا مالکانہ تصرف کرے جیسا کہ [illegible] میں ہے۔ ولو دفن المیت فی ارض غیرہ بغیر اذن مالکھا فالمالک بالخیار ان شاء امر باخراج المیت وان شاء سوی الارض وزرع فیھا۔

ہاں امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ہے جو عالمگیری میں بھی نقل کیا گیا ہے کہ ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ۔ یعنی اگر میت گل

خاک ہو جائے تو دوسرے میت کو اسکی قبر میں دفن کرنا اور اس میں کھیت کرنا اور مکان بنانا جائز ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ عبارت اور مذکورہ کے جواز کے لئے یہ شرط پیش کرتی ہے کہ یہ چیزیں اسوقت درست ہیں جبکہ میت کے مٹی ہو جانے کا علم بھی ہو جائے کیونکہ بلی المیت وصار ترابا کا حکم بدون علم کے کیسے ہو سکتا ہے؟

• مگر کسی میت کے گل کر مٹی ہو جانے کے علم کی شرط کچھ آسان نہیں ہے کیونکہ صدہا برس کے قبروں سے ہڈیوں کا برآمد ہونا تو ایک عام بات ہے بہت سی ایسی قبریں مشاہدے میں آ چکی ہیں جو سیکڑوں برس کے بعد بھی اسی طرح پائی گئیں جیسے رکھی گئی تھیں۔ لہذا اذا فات الشرط فات المشروط

اگر تحقیق شرط (یعنی گل سڑ جانے کا علم) بھی ہو جائے تب بھی تاتارخانیہ کی روایت اس کے خلاف صریح حکم دیتی ہے کہ یخالفہ ما فی التاتارخانیہ اذا صار المیت ترابا فی القبر یکرہ دفن غیرہ لان الحرمۃ باقیۃ یعنی امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے خلاف تاتارخانیہ کی روایت موجود ہے کیونکہ تاتارخانیہ میں یہ ہے کہ جب میت گل کر خاک ہو جائے تب بھی اس قبر میں دوسرے مردوں کو دفن کرنا مکروہ ہے کیونکہ میت اول کی حرمت ابتک باقی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ کراہت اور عدم کراہت کے اختلاف کے وقت فقہاء کرام کا کیا مسلک ہوتا ہے پھر بھی قاضی شمس الائمہ محمود اوزجندی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ دونوں روایتیں تھیں اور کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالباً وہ محسوس فرما رہے تھے کہ اس درایت قبیح المحذورات جس کی طرف علامہ شامی نے بھی اشارہ کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ امام زیلعی کے فتوے سے غلط فائدہ اٹھائیں خصوصاً سرزمین ہند میں جبکہ اس جزئی کا اجرا عوام کے ہاتھوں سے ہوگا تو اس جزئی کے آڑ میں

عا مسلمانوں کی قبروں کو بلکہ پورے قبرستان کو کھود کھود کر دوسرے ملکوں میں پھینک دینے کی کوششیں کریں گے۔

عا۲ غلے کی گرانی کی وجہ سے ترقی زراعت کی اسکیم کے ماتحت قبرستان میں بھی کھیتی شروع ہوگی

عا۳ اس بہانے سے نہ صرف آدمی بلکہ جانوروں سے بھی قبرستان کو روندوا دیا جائیگا جس سے مسلمانوں کی آنے والی نسلوں کے دل و دماغ سے قبرستان کا احترام (ہمارے ہی فتوے سے) کافور ہو جائیگا

عا۴ ملک میں مردم شماری کی کثرت کے خیال سے قبرستان ہی پر مکانات کی تعمیر شروع ہوگی جو اس کے احترام کے بالکل خلاف ہے۔

تو قاضی صاحب موصوف نے سختی سے جواب دیا تھا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ عالمگیری ہی میں درج ہے۔

سئل القاضی الامام شمس الائمہ محمود الاوزجندی عن المقبرۃ فی القری اذا تدارست ولم یبق فیہا اثر الموتی لا العظم ولا غیرہ ھل یجوز زرعھا واستغلالھا قال لا ولھا حکم المقبرۃ (کذا فی المحیط)

قاضی امام محمود اوزجندی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی دیہات کے مقبرہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جب قبریں گر پڑ جائیں اور اس میں مردوں کا کوئی اثر حتی کہ ہڈی وغیرہ تک بھی باقی نہ رہ جائے تو کیا اس قبرستان میں کھیتی کرنا یا اس کو مالگذاری پر دینا جائز ہے؟ تو قاضی صاحب موصوف نے یہ جواب دیا کہ نہیں کیونکہ اس کا حکم مقبرہ ہی کا ہے (محیط میں بھی یہی لکھا ہے) •

عا۱ اس لئے قبرستان کو کرایہ پر دینا اس پر مکانات بنانا۔ کھیتی وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ہمیشہ ہمیش یہ مقبرہ ہی کے حکم میں رہے گا۔

عا۲ اگرچہ عالمگیری میں جائز بتایا گیا ہے مگر یہاں دون بحقوق النعال کے حکم سے جوتا پہنکر جانا مناسب نہیں ہے۔ جیسا کہ اس کا تفصیلی بیان اوپر ہو چکا ہے۔ فقط محمد نظام الدین عفی عنہ

جامعہ نظامیہ نمبر ۲۲۴ دائرہ شاہ اجمل الہ آباد

سوال۔ اگر فقیر نے منت نہ مانی ہو اور نہ قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہو تو اس فقیر کا قربانی کرنا کیسا ہے؟

جواب۔ تطوع (یعنی نفل) ہے۔

سوال۔ قربانی کے واجب ہونے کا سبب کیا ہے؟

جواب۔ وقت ہے۔

سوال۔ جو جانور شرعی طور پر قربانی کرنے کے لئے مخصوص ہیں اگر کوئی شخص ان کے علاوہ دوسرے جانور مثلاً مرغ بطخ وغیرہ کی قربانی کرے تو درست ہوگا یا نہیں؟

جواب۔ درست نہیں ہے۔

سوال۔ اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو اس کے نام رکھنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

جواب۔ نہیں۔

سوال۔ ایک شخص کا نام عبدالرحمن ہے لوگ اسکو رحمن رحمن کہا کرتے ہیں کیا ایسا کہنا درست ہے

جواب۔ ہرگز نہیں کیونکہ خدا کے علاوہ دوسرے

آمدِ مصطفٰیؐ

جناب راز الٰہ آبادی

بادۂ حبِّ نبی پینے کا موسم آیا
لیکے رحمت کی گھٹا رحمتِ عالم آیا

خشک ہونٹوں پہ مسرّت کی لہر دوڑ گئی
جام وحدت کا لئے ساقیِ عالم آیا

اللہ اللہ رے یہ دائی حلیمہ کا نصیب
انکی آغوش میں سرکارِ دو عالم آیا

ظلمتِ کفر کا پھر آج فسوں ٹوٹ گیا
کالی کملی میں کوئی نورِ مجسّم آیا

انکی دہلیز بھی اشکوں سے مرے نم نہ ہوئی
مجھکو رونا بھی نہ آئے دیدۂ پرنم آیا

باغِ جنت سے پلٹ آیا میں جاتے جاتے
یاد جب روضۂ سرکارِ دو عالم آیا

اب تو بس یاد رہا عرش پہ جانا انکا
قصۂ طور مجھے یاد بہت کم آیا

روشنی چاند ستاروں کو بھی جس نے بخشی
آج دنیا میں وہی نورِ مجسّم آیا

راز یہ رازِ مشیّت ہے کوئی کیا جانے
کیوں غریبوں میں وہ سرکارِ دو عالم آیا

نظر پہلے اپنی نظر دیکھ آئے

از جناب اجمل سلطانپوری

حبیبِ خدا عرش پر دیکھ آئے
گئے اپنے گھر اپنا گھر دیکھ آئے

خدا کو کسی نے نہ آنکھوں سے دیکھا
مگر جا کے خیر البشر دیکھ آئے

حبیبِ خدا کے علاوہ خدا کو
یہ ممکن نہیں ہر بشر دیکھ آئے

محمدؐ کا جلوہ اگر دیکھنا ہے
نظر پہلے اپنی نظر دیکھ آئے

تصوّر میں ہم سبز گنبد کا منظر
ابھی جا کے پیشِ نظر دیکھ آئے

جسے کہتے ہیں سجدہ گاہِ دو عالم
وہ اللہ کا پاک گھر دیکھ آئے

فدا جس پہ ہے صبح و شامِ زمانہ
وہ طیبہ کی وہ دوپہر دیکھ آئے

مدینے کے لیل و نہار اللہ اللہ
وہ پُرکیف شام و سحر دیکھ آئے

مکیں جس میں سرکارِ کون و مکاں ہیں
گئے ہم بھی اجمل وہ گھر دیکھ آئے

غوث الثقلین شاہ جیلان رضی اللہ عنہ

مولینا قاری محمد شفیع صاحب اعظمی

گویم زکمال توجہ غوث الثقلینا
سر در قدمت جملہ بنہادند وگفتند
محبوب خدا ابن حسن آل حسینا
تاللہ لقد اثرک اللہ علینا

اس خاکدانِ عالم میں ضلالت وگمراہی فتنہ وفساد کی تاریکی دور کرنیکے لئے خداوند قدوس کیطرف سے مشعل رشد وہدایت لیکر کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے۔ ہر نبی اپنے اپنے وقت میں آسمان ہدایت پر آفتاب وماہتاب بنکر چمکا اور عالم کو حق پرستی وعرفان الٰہی کے قوانین وضوابط کے انوار سے منور کردیا۔

حجت الٰہیہ قائم کرکے جب ایک نبی حظیرۂ قدس کو سدھار جاتا اور نبا ہرہ شریعت معدوم رہ جاتی تو اسکے قیام واستحکام اور آسمانی فیوض وبرکات سے دنیا کو بافیض بنانے کیلئے فطرت الٰہیہ اسکی جگہ دوسرا نبی بھیجدیتی اسی طرح بعثت کا سلسلہ قائم رہا۔ ہر آنے والا دنیا کو پیغام الٰہی سناکر شاہراہ ہدایت قائم کرکے مقصد بعثت پورا کرتا رہا۔ بالآخر وہ ساعت جاں نواز بھی آئی جسکے لئے ہزاروں برس لیل ونہار نے کروٹیں بدلیں قرنوں سیارگانِ فلک جسکے لئے چشم براہ رہے یہی وہ ساعت سعید ہے جس میں جانِ تمنا روح کائنات خاتم الانبیاء سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا خلیل ونوید مسیحا اور قصر نبوت کا آخری اور تکمیلی پتھر بنکر تشریف لائے۔ آپ نے خاتم النبیین ولا نبی بعدی فرماکر بعثت کے سلسلہ کو قیامت تک کیلئے ختم فرمادیا۔ اور سلسلہ نبوت کی آخری کڑی آپ پر منتہی ہوگئی۔

انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم جو صحیفے اور کتابیں لاتے تھے وہ غیر مکمل کسی خاص قوم وجماعت کیلئے ہوتے تھے۔ اس لئے جب تک ضرورت تھی رہے اسکے بعد اصل برباد ہوگئی۔ انمیں تحریفیں کی گئیں تبدیلیاں اور تبادلے کئے گئے لوگوں نے انکو کچھ سے کچھ بنا دیا مگر جو پیغام ونظام شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔ دائمی وعالمگیر ہو کر آیا۔ تمام بنی نوع انسان کیلئے کامل ومکمل دستور قیامت تک کیلئے لائے انکے بعد کوئی اور پیغام آنے والا نہیں یہی خدا کا آخری ودائمی پیغام ہے اسلئے اللہ تبارک تعالیٰ نے نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (ہمیں نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اسکے حفاظت کے ذمہ دار ہیں) فرماکر اسکی حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی۔

آپ نے اپنے حیات طیبہ میں اسکو اسقدر استحکام وفروغ بخشا اور اس طرح دلوں میں اتار دیا کہ دامن اسلام میں پناہ لینے والوں کے دل ودماغ پر خیر کی قوت اتنی ابھر آئی کہ شر کی قوت بالکل دب کر رہ گئی۔ ہر دل میں نیکی وبھلائی کا جذبہ ہر دماغ میں عفت وپاکدامنی کا سودا ہر طبیعت میں تقویٰ وپرہیزگاری کی امنگ اور زبان پر آوازۂ توحید جاری ہوگیا۔ لیکن آپکے تشریف لیجانے کے بعد چونکہ کسی نئے پیغام کا امکان باقی نہیں رہا تھا اور بعثت کا سلسلہ آپکے بعثت کے بعد قطعی طور پر ختم ہوگیا تھا اسلئے ضرورت تھی کہ وہ مقدس کام جو انبیائے کرام انجام دیتے تھے آپکے بعد کوئی ایسی جماعت ہو جو اسے سنبھالے اور قیامت تک آنیوالے افراد امت کیلئے اسی شکل میں نظام شریعت مل سکے جس شکل میں آپ پر نازل ہوا تھا۔

اس اہم اور مشکل کام کا بار امانت رسالت مآب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان العلماء ورثۃ الانبیاء فرماکر علماء ملت وصلحاء امت کے مبارک کندھوں پر رکھدیا۔ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپکی اسوۂ حسنہ کی پوری پوری تصویر بنکر شریعت اسلام کو کما حقہٗ استحکام رونق وزینت بخشی۔ اور اسلام کی صحیح تصویر باقی رکھنے کی جان توڑ کوششیں کیں۔ ان

نفوس قدسیہ کے بعد بھی آپکی امت میں ایسے ایسے عالم و فاضل غوث و قطب ہادی و حامی شریعت پیدا ہوئے کہ تعلیمات اسلام کو صحیح معنوں میں پیش کر کے امانت گذاری کا حق ادا کیا۔ اور اسلام کی بنیادوں کو استوار و مستحکم بنایا۔

انھیں نفوس قدسیہ میں سے غوث الثقلین شاہ جیلاں پیران پیر سیدی الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں جنھوں نے اپنے زمانہ ارشاد میں وہ کارہائے نمایاں کر کے دکھا دیئے کہ یہ آپ ہی کا حصّہ ہے رشد و ہدایت سے اسلام کی جو بہترین خدمات انجام دین یہ سعادت آپکے لئے ازل ہی میں مقدر ہو چکی تھی۔ آپ اسوقت تشریف لائے جبکہ بنی عباس اور بنی اُمیہ کی سلطنتیں اپنی اپنی خانہ جنگیوں اور جاہ پرستیوں سے شوکت اسلامی کھو چکی تھیں۔ اللہ کے مقدس دین کی حرمت و عزت کو بٹہ لگا چکی تھیں۔ اسلام کی حالت حد درجہ نازک ہو چکی تھی توحید پرستی کا نشہ اتر چکا تھا تقویٰ و پرہیزگاری مفقود ہو گئی تھی۔ آپس کی خانہ جنگیوں نے اسلامی قومیت کی بنیادیں متزلزل کر دی تھیں۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے ملت بیضا کا قصر رفیع دھڑام سے زمین پر آرہے۔ ہر طرف نخوت و تکبر کا بازار گرم تھا۔ قال اللہ قال الرسول سے قلب خالی ہو چکے تھے ایسے وقت میں قدرت خداوندی نے مسلم قومیت کو از سر نو زندہ کرنے اور شریعت مطہرہ کو سنبھالنے کیلئے آپکی ذات والاصفات کو چھانٹ لیا اور آپ نے پھر دنیا کو اس صراط مستقیم پر چلا دیا جسپر تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم امت مسلمہ کو چھوڑ گئے تھے اور قطبیت و غوثیت کی سندیں بارگاہ ربانی سے لیکر اپنے جد کریم کے لائے ہوئے دین حنیف کو اصلی حالت میں پیش کر کے امت محمدیہ میں اسلام کی حقیقی روح پھونک کر از سر نو زندہ کر دیا آپ کی ذات مقدس وہ ذات ہے جس طرح حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سردار انبیاء ہیں آپ سرتاج اولیا ہیں۔ زمانہ صحابہ کے بعد سے آجتک کوئی شخص آپکے مثل پیدا نہیں ہوا۔

آپ کی ولادت باسعادت

آپ کی ولادت رمضان المبارک سنہ ۴۷۰ھ یا سنہ ۴۷۱ھ بمقام گیلان واقع ہوئی عربی میں گاف جیم سے بدل کر جیلان ہو گیا آپ اسکی طرف منسوب ہو کر جیلانی زبان زد ہر خاص و عام ہو گئے۔ (اخبار الاخیار)

آپکی ولادت کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے شعر

ان بار اللہ سلطان الرجال
جاء فی عشق توفی فی الکمال

یعنی آپ وہ برگزیدہ ہستی ہیں کہ ازل سے حالت عشق میں مبتلا اس عالم میں رونق افروز ہوئے اور مرتبہ عشق کو پورے طور پر حاصل کر کے وفات پائی۔ عشق کے عدد ۴۷۰ ہیں جو سنہ ولادت ہے اور کمال کی عدد ۹۱ ہیں جس سے عمر شریف کی طرف اشارہ ہے کہ آپکی عمر ۹۱ سال ہوئی۔

آپکے والد ماجد حضرت ابو صالح جنگی دوست تھے آپ چونکہ مدت سے جہاد فی سبیل اللہ کے شائق واقع ہوئے تھے۔ اسلئے آپ کا لقب ہی جنگی دوست پڑ گیا۔ آپکی والدہ ماجدہ کی کنیت ام الخیر امۃ الجبار نام فاطمہ تھا آپ حضرت عبداللہ صومعی کی دختر نیک اختر اور سراپا خیر و برکت تھیں (نفحات الانس)

آپ کا نسب نامہ

آپ نجیب الطرفین باپ کی طرف سے حسنی اور ماں کی طرف سے حسینی سید ہیں۔ باپ کی طرف سے ۱۲ واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اس طرح پر نسب نامہ ہے شیخ عبدالقادر بن ابو صالح جنگی دوست موسیٰ بن ابی عبداللہ بن یحییٰ بن داؤد بن موسیٰ ثانی بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ ابن محمد بن امیرالمومنین علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین والدہ کی طرف سے ۱۴ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم تک پہنچتا ہے۔

آپ کا نام کنیت اور لقب

آپ کا اسم مبارک عبدالقادر کنیت ابو محمد لقب محی الدین

ایام رضاعت

آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند جب پیدا ہوئے تو رمضان شریف میں دن کو دودھ نہیں پیتے تھے۔ رمضان کی ۲۹ تاریخ کو مطلع صاف نہیں تھا جسکی وجہ سے لوگ چاند نہیں دیکھ سکے۔ صبح کو لوگ میرے پاس آئے۔ اور مجھ سے دریافت کیا کہ آپکے صاحبزادے نے دودھ پیا ہے یا نہیں میں نے کہا ابھی تک بچے نے دودھ نہیں پیا ہے جس سے لوگوں کو بالیقین معلوم ہو گیا کہ آج رمضان کی تاریخ ہے اور دور و نزدیک تمام لوگوں میں شہرہ ہو گیا کہ سادات کے گھر ایک ایسا بچہ پیدا ہوا کہ رمضان میں دودھ نہیں پیتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ولی ہے (نفحات و اخبار)

آپ پیدائشی ولی تھے

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ بچپن ہی سے انکے ناصیہ اقبال میں مستقبل کی جھلک ہوتی ہے اور مستقبل تابناک نظر آتا ہے انھیں ہستیوں میں آپ بھی تھے

ہی میں آثار بزرگی ظاہر تھے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی .... می تافت ستارۂ بلندی

مشیت ایزدی نے پیدا ہوتے ہی آسمان ولایت کا مہر عالم تاب بننے کیلئے چن لیا تھا۔ آپ کے جتنے کمالات تھے۔ جو روحانی مراتب حاصل کئے جو عظمت و بزرگی کی معراج ہوئی سب کے سب خداداد دین ایزدی سے تھے چنانچہ آپ کے فرزند شیخ عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اوائل عمر میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی (الی یا مبارک) اے برکت والے میری طرف آ۔ جب میں اس آواز کو سنتا اور ادھر اُدھر کسی آواز دینے والے کو نہ پاتا۔ تو خوف کے مارے ماں کی گود میں آکر گر جاتا۔ اور اب میں اس آواز کو خلوت میں سنتا ہوں۔ (اخبار الاخیار)

الی یا مبارک آتی تھی آواز خلوت میں
یہیں سے جان لے منکر تو رتبہ غوث الاعظم کا

خود حضور عالی فرماتے ہیں کہ لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے منصب ولایت پر فائز کیا ہے تو میں نے کہا کہ دس سال کی عمر میں مکتب کے لئے گھر سے روانہ ہوتا تو راستے میں میرے ارد گرد فرشتوں کی جماعت ہوتی۔ اور جب مکتب میں پہنچتا تو سنتا کہ لڑکوں سے فرشتے کہہ رہے ہیں اللہ کے ولی کیلئے جگہ خالی کرو۔ ایک روز ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ اسکو کبھی نہیں دیکھا تھا فرشتوں سے پوچھ رہا ہے کہ یہ کون لڑکا ہے جسکی تم لوگ ایسی تعظیم کرتے ہو فرشتوں نے جواب دیا کہ خدا کا ولی ہے سلسلہ ولایت میں اسکی بڑی عظیم المرتبت شان ہوگی۔ یہ ایسی ذات ہے کہ بے روک ٹوک ہر عطا و دین سے سرفراز کیا جائیگا۔ بے حجاب قدرت بخشی جائے گی اور بے شبہ مقرب بارگاہ بنالیا جائیگا (بہجۃ الاسرار) فرشتوں کے جواب کو کسی شاعر نے نظم کیا ہے۔ شعر

...ت می باشد ز الطاف کریم	این جواں را عاقبت شانِ عظیم
...ش تکلیف علی وجہ صواب	کس نباشد ہیچ دل را احتجاب
...ل حق باشد و مجبور سے	قربہا یابد بداں مجبور سے

علامہ جامی علیہ رحمت نفحات الانس میں آپ سے نقل کرتے ہیں کہ ...مرتبہ بچپن میں عرفہ کے دن صحرا کی طرف گیا کھیتی کرنے کی غرض سے بیل کے پیچھے ...بیل نے گھوم کر کہا یا عبدالقادر ما لھذا خلقت ولا بھذا امرت (اے عبدالقادر تجھکو نہ اس کام کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور نہ اسکا حکم دیا گیا ہے)

ڈر کر وہاں سے گھر لوٹ آیا مکان کی چھت پر چڑھا تو دیکھتا ہوں کہ حجاج میدان عرفات میں کھڑے ہوئے ہیں والدہ ماجدہ کے سامنے آکر عرض پرداز ہوا کہ مجھکو خدا کے کام میں لگاؤ۔ اور اجازت دو کہ بغداد جاکر تحصیل علم کروں۔

لقب محی الدین کی وجہ تسمیہ

لوگوں نے آپ سے محی الدین لقب ہونیکا سبب پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ۵۱۱ھ میں جمعہ کے دن بغداد کے جنگل سے آرہا تھا راستہ میں ایک شخص کو نہایت ہی ضعیف و ناتوان دیکھا۔ اس نے مجھے سلام کیا میں نے اسکے سلام کا جواب دیا پھر اس نے کہا ذرا قریب آؤ۔ میں نزدیک گیا۔ تو کہا مجھے اٹھا کر بٹھادو۔ میں نے بٹھادیا۔ اسی وقت وہ شخص توانا و تندرست ہو گیا۔ اور اسکی شکل نہایت خوبصورت رنگ اعلیٰ درجہ کا ہو گیا۔ مجھے کچھ خوف سا معلوم ہونے لگا مگر اس نے کہا تم مجھے پہچانتے ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ تو اس نے کہا میں تمہارے جد کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا دین ہوں۔ نہایت ضعیف ہو گیا تھا اٹھنے کی طاقت نہیں رہ گئی تھی تم نے مجھ کو زندہ کر دیا۔ انت محی الدین (تم دین کو زندہ کرنے والے ہو) پھر میں وہاں سے جامع مسجد گیا تو ہر طرف سے لوگ میری جانب یا محی الدین کہتے ہوئے گھر آئے اور میرے ہاتھ و پیر چومنے لگے جبھی سے یہ لقب ہو گیا (نفحات الانس)

تحصیل علم اور سفر بغداد

ہوش و حواس کی دنیا میں جب آپ نے قدم رکھا تو آپ کے والد بزرگوار نے قرآن کریم شروع کرایا آپ نہایت ذکی اور فہیم تھے قرآن کریم حفظ کر لیا اسکے بعد کچھ ابتدائی کتابیں پڑھیں جب آپ اٹھارہ سال کے ہوئے۔ پدر بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور آپ کو داغ مفارقت دے گئے۔ ایک روز والدہ ماجدہ کے پاس آکر اجازت چاہی۔ کہ میں بغداد جاکر علم حاصل کروں اور بزرگوں کی خدمت میں رہ کر فیضیاب ہوں۔ آپ کی والدہ نے اس ارادہ کا سبب پوچھا آپ نے تمام وہ واقعات جو دیکھے تھے بیان کر دئے آپکی والدہ ماجدہ اس حال میں اٹھیں کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے گھر کے اندر تشریف لے گئیں اور آپکے والد ماجد قدس سرہٗ نے مرنے کے بعد اسّی دینار چھوڑے تھے لائیں چالیس آپکے بھائی کیلئے رکھ دیئے اور چالیس آپکے کرتے میں بغل کے نیچے سی دئے کہ راستہ خطرناک ہے محفوظ رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دروازہ تک والدہ نے مجھکو رخصت کیا اور بوقت رخصت مجھ سے یہ عہد لیا کہ عبدالقادر کبھی جھوٹ نہ بولنا میں نے عہد کیا ایسا ہی ہوگا۔ پھر فرمایا کہ عبدالقادر اب تمہارا ظاہری

دیدار قیامت ہی میں نصیب ہوگا میں والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر ایک چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ بغداد روانہ ہوا جب ہمارا قافلہ ہمدان سے آگے بڑھا تو ۶۰ ڈاکو ہمارے قافلہ پر آن پڑے۔ اور قافلے کو لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو میرے پاس بھی آیا اور مجھ سے پوچھا تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ چالیس دینار ہیں وہ مذاق سمجھکر ہنستا ہوا چلا گیا۔ اتنے میں دوسرا ڈاکو میرے پاس آیا اس نے بھی یہی سوال کیا۔ اسکو بھی میں نے وہی جواب دیا جو پہلے دے چکا تھا وہ بھی ہنستا ہوا چلا گیا آگے بڑھکر دونوں ڈاکو آپس میں ملے اور کہنے لگے اس قافلہ میں ایک لڑکا بڑا دلیر ہے۔ اس موقع پر ہم سے مذاق کرتا ہے جب دونوں ڈاکو اپنے سردار کے پاس پہنچے تو جو کچھ مجھ سے سنا تھا وہ اپنے سردار سے بیان کر دیا۔ اس نے کہا جلد اس لڑکے کو لاؤ۔ کون ایسا دلیر لڑکا ہے دونوں ڈاکو فوراً میرے پاس آگئے وہ مجھ سے کہا چلئے ہمارا سردار آپکو بلاتا ہے میں وہاں پہونچکر سردار سے ملا اس نے بھی یہی سوال کیا کہ تمہارے پاس کیا ہے میں نے کہا چالیس دینار۔ اس نے کہا کہاں ہیں۔ میں نے کہا یہ کرتے میں بغل کے نیچے سلے ہیں سردار نے میرا پیراہن چاک کیا تو چالیس دینار برآمد ہوئے۔ سردار نے بڑے ہی تعجب کے ساتھ مجھ سے پوچھا کہ ایسے موقع پر لوگ اپنا مال چھپاتے ہیں۔ آخر تم نے کیوں ظاہر کر دیا میں نے جواب دیا مکان سے چلتے وقت میری ماں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ عبدالقادر کبھی جھوٹ نہ بولنا۔ اسلئے میں نے ظاہر کر دیا کہ عہد پر قائم رہوں۔ سردار نے جب یہ سنا تو رونے لگا اور کہا کہ آپ جو عہد اپنے ماں سے کر آئے تھے اس پر قائم ہیں اور ہمارا یہ حال ہے کہ اپنے پروردگار سے جو عہد کیا تھا زمانے سے توڑ رہے ہیں اور اس میں خیانت کر رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ سردار نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ اسکے ساتھیوں نے دیکھا کہ سردار توبہ کر رہا ہے تو ان سبھوں نے بھی توبہ کی اور جس کا جسکا مال چھینا تھا سب ہر ایک کو واپس کر دیا۔ (نفحات الانس)

غرض سیر و سیاحت کرتے ہوئے بغداد ۴۸۸ھ میں آپکا ورود مسعود ہوا پوری توجہ و کمال جد و جہد کے ساتھ تحصیل علم میں مشغول ہو کر ابو سعید المبارک بن علی الحنبلی سے فقہ کی تکمیل کی۔ ابو ذکریا ابن یحییٰ تبریزی سے علم ادب۔ اور متعدد مشائخ و محدثین سے علم حدیث کو حاصل کرکے۔ وہ کمال پیدا کیا مرجع خلائق ہو گئے (نفحات)

زمانہ طالب علمی میں آپ نے جن سختیوں میں پڑکر علم حاصل کیا اس سے آپ کا صبر و استقلال اور شغف علمی ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ مجھ پر بڑی سختیاں گذرا کرتی تھیں اگر پہاڑ پر ایسی سختیاں گذرتیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا آپ فرماتے ہیں کہ جب کبھی حد سے زیادہ سختی گذرنے لگتی تو زمین پر لیٹ جاتا اور اس آیتہ کریمہ کی تلاوت کرتا فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا (بیشک ہر سختی کے بعد آسانی ہے) پھر میں آسانی سے سر اٹھاتا میری ساری تکلیفیں دور ہو جاتیں آپ نے فرمایا کہ جب زمانہ طالب علمی میں مشائخ و اساتذہ سے علم فقہ پڑھتا تو سبق پڑھکر جنگل کی طرف نکل جاتا اور بغداد میں نہ رہتا جنگل کے خراب ویران مقامات میں دن رات رہا کرتا اسوقت صوف کا جبہ پہنا کرتا تھا سر پہ چھوٹا سا عمامہ باندھتا ننگے پاؤں پھرا کرتا تھا کاہو کا ساگ اور دیگر ترکاریوں کی کونپلیں کھا لیا کرتا تھا۔

آپکا زمانہ طالب علمی اور بزرگوں سے ارادت

علمائے شام میں سے ایک عالم جنکا نام عبد... تھا بیان کرتے ہیں کہ میں طالب علمی کیلئے ... میں آیا ابن سقا اسوقت میرا رفیق تھا اور ... مدرسہ نظامیہ بغداد میں ہم عبادت میں مشغول تھے بغداد مقدس میں اسوقت ایک عزیز تھے جن کو لوگ غوث وقت کہتے تھے انکی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب وہ چاہتے ہیں غائب ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں موجود ہو جاتے ہیں وہ وقت حضرت شیخ عبدالقادر کی نوجوانی کا تھا انکو بزرگوں کی قدمبوسی کا بہت شوق تھا میں ابن سقا اور شیخ عبدالقادر اس غوث وقت کی زیارت کیلئے چلے ... سقا نے کہا میں تو ان سے فلاں مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں وہ کیا جواب دیتے ... نے کہا میں ان سے یہ مسئلہ پوچھوں گا شیخ عبدالقادر نے فرمایا میں ان کے ... انکا امتحان لینے نہیں جا رہا ہوں بلکہ برکت حاصل کرنے جا رہا ہوں جب ہم ... انکے مکان پر پہونچے تو انکو انکی مسند پر نہیں پایا۔ ہم لوگ تھوڑی ہی دیر ... کہ دیکھا وہ غوث وقت مسند پر تشریف فرما ہیں انھوں نے ابن سقا کی طرف ... سے دیکھکر فرمایا۔ اے ابن سقا تجھ پر افسوس ہے تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھے ... ہے جسکا جواب تجھے نہ آتا ہو سن مسئلہ یہ ہے۔ اسکا جواب یہ ہے میں دیکھ ... جلد تیرے کفر کی آگ بھڑکنے والی ہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ... مجھ سے مسئلہ پوچھنے آئے ہو کہ میں کیا جواب دیتا ہوں۔ سنو مسئلہ یہ ہے۔ جواب یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں تجھے دنیا گھیر لے گی۔ کیونکہ تو نے بے ادبی ... پھر شیخ عبدالقادر کی طرف متوجہ ہوئے اور انکو اپنے پاس بٹھایا۔ اور ... عبدالقادر تم نے ادب کے سبب اللہ و رسول کو خوش کیا میں دیکھتا ہوں ... میں منبر پر کہہ رہے ہو قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ میں تمام ...

مگر میں تمہارے قدم کے نیچے دیکھ رہا ہوں۔ یہ فرما کر نظر سے غائب ہو گئے چنانچہ میری نسبت جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا اور ابن سقا کے کفر کی آگ ایسی بھڑکی کہ ایک نصرانیہ کیلئے اس نے نصرانی بننا قبول کیا۔ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے حق میں جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا کہ تمام اولیا نے ان کے قدم کے سامنے اپنی اپنی گردنیں جھکائیں (نفحات الانس)

مسند تدریس وارشاد اور آپکا متبحر علمی

شیخ موفق الدین فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو دیکھا کہ آپ علمی اور عملی ریاست کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔ آپ واقعی مجمع علوم و فنون ہیں۔ بیشمار منتہی طلبا آپ سے درس لے رہے ہیں آپ چودہ علوم میں مختلف اوقات میں درس دیتے تھے "صبح سے زوال تک اور تیسرے پہر نماز ظہر کے بعد نماز عصر تک۔ اور عصر سے شام تک" بسا اوقات ظہر کی نماز کے بعد قرآن مجید کو قرات کے ساتھ پڑھایا کرتے تھے آپکا فتوی شافعی اور حنبلی مذہب پر ہوتا تھا ایسا فصیح و بلیغ ہوتا کہ بڑے بڑے متبحر علما اسکی فصاحت کو دیکھکر دنگ رہ جاتے"

آپکے متبحر علمی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ علماء عراق اس مسئلہ کے جواب میں سخت متحیر و پریشان تھے۔ ان سے کوئی جواب نہیں بن پڑتا تھا صورت مسئلہ یہ تھی کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت نہ کروں جس میں متفرد ہوں (یعنی اسوقت کسی جگہ دنیا میں کوئی عبادت میں شریک نہ ہو) میری بیوی کو تین طلاقیں جب آپکے سامنے استفتاء آیا تو آپنے دیکھتے ہی لکھ دیا یخلی لہ المطاف اسبوعاً ویحلی بمینۂ۔ یعنی اس شخص کیلئے خانہ کعبہ کے طواف کرنے کی جگہ خالی کرائی جائے تاکہ تنہا طواف کرے۔ اور اسکی قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ ایسی عبادت جے کہ تنہا کرے گا تو اسوقت دنیا میں کوئی اسکا عبادت میں شریک نہ ہوگا (اخبار الاخیار)

آپکے صاحب زادے حضرت عبدالوہاب صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد ہفتہ میں تین مرتبہ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ دو دفعہ اپنے مدرسہ میں جمعہ کی صبح اور منگل کی شب کو اور ایک دفعہ اپنے مہمان خانہ میں بدھ کی صبح کو۔ آپکی مجلس وعظ میں علماء فقہا اور مشائخ بھی بکثرت ہوتے تھے آپکے وعظ و نصیحت کی کل مدت چالیس سال ہے جسکی ابتدا ۵۲۱ھ اور انتہا ۵۶۱ھ ہے اور آپکے افتار کی کل مدت تینتیس ۳۳ سال ہے۔ آپکی تقریر لکھنے کیلئے چارسو دواتیں ہوا کرتی تھیں آپکے منبع علم کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپکی مجلس میں ایک قاری نے ایک آیتہ پاک تلاوت کی تو آپ نے اسکی ایک تفسیر بیان کی پھر دوسری پھر تیسری یہاں تک کہ گیارہ وجہیں بیان فرمائیں۔ یہاں تک تو حاضرین کے علم کی رسائی تھی لیکن اسکے بعد بھی بانواع دیگر چالیس توجیہیں بیان کیں۔ ہر توجیہ کی مفصل سند معقول دلیل اور ہر دلیل کو اس تفصیل سے بیان فرمایا کہ حاضرین مجلس دنگ رہ گئے (اخبار)

کلام میں اثر انگیزی

آپکی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں یہود ونصاری اسلام قبول نہ کرتے ہوں اور قاتل و بد اعتقاد لوگ آکر توبہ نہ کرتے ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں بہت چاہتا ہوں کہ پہلے کی طرح بیابانوں میں رہا کروں۔ نہ میں مخلوق کو دیکھوں نہ اور مخلوق مجھے دیکھے۔ مگر اللہ جل مجدہٗ کو مجھ سے خلق کو نفع پہنچانا منظور تھا۔ چنانچہ میرے ہاتھ پر پانچ ہزار یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا۔ اور ایک لاکھ سے زاید مفسد اور بدکار لوگوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی (اخبار الاخیار)

ایک دفعہ آپ کے پاس تیرہ شخص آئے اور انھوں نے اسلام قبول کرکے کہا ہم لوگ نصاریٰ عرب سے ہیں۔ ہمارا اسلام قبول کرنے کا ارادہ تھا لیکن ہم اس فکر میں تھے کہ کس کے ہاتھ پر اسلام قبول کریں۔ اسی اثنا میں ہاتف نے کہا کہ تم لوگ بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ اسوقت جس قدر ایمان تمہارے دلوں میں ان کی برکت سے بھر جائیگا اور کسی جگہ بھرا جانا ممکن نہیں۔

مجاہدہ اور نفس کشی

آپ نے اپنے نفس کو بڑی بڑی ریاضت اور مجاہدہ میں ڈالا طرح طرح سے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کے واسطے طریقے اختیار کئے۔ حتیٰ کہ پچیس برس تک تنہا عراق کے بیابانوں میں پھرتے رہے۔ غرض تنہائی۔ سیاحت۔ محنت و مشقت مخالفت نفس۔ کم خوری و کم خوابی۔ مجاہدات و ریاضت کی تمام منازل طے کیے۔

آپ فرماتے ہیں کہ چالیس برس تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتا رہا۔ بعد عشاء ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر قرآن کریم شروع کرتا اور نماز فجر تک ختم کر دیا کرتا۔ اور گیارہ برس تک بغداد کے اس برج میں رہا جو میری ریاضت کی وجہ سے برج عجمی کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اس برج میں میں نے اپنے پروردگار سے عہد کیا تھا کہ میں خود نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا۔ جب تک مجھے کھلایا پلایا

نہ جائے۔ جب چالیس دن بے آب و دانہ ہو گئے تو ایک شخص میرے سامنے کھانا رکھکر چلا گیا۔ نفس نے کھانے کی خواہش ظاہر کی۔ مگر میں نے کہا خدا کی قسم عہد نہ توڑوں گا پھر میں نے نفس کی آواز سنی وہ چیخ چیخ کر الجوع الجوع یعنی بھوک بھوک کر رہا ہے میں نے اسکی فریاد بالکل نہ سنی اتنے میں حضرت شیخ ابو سعید مخذومی قدس سرہٗ ادھر سے گذرے انھوں نے بھی میرے نفس کی آواز سنی اور پوچھا عبدالقادر یہ کیا شور ہے میں نے جواب دیا نفس بیقرار ہے مگر الحمد للہ روح اطمینان سے اپنے رب کیطرف متوجہ ہے پھر حضرت نے مجھ سے یہ فرما کر تشریف لے گئے کہ اچھا تم میرے مکان پر چلے آؤ۔ میں نے اپنے دل میں سوچا جب تک حکم نہ ہوگا۔ اس برج سے قدم باہر نہ نکالوں گا اسکے بعد سیدنا حضرت خضر علیہ السلام نے آکر مجھ سے فرمایا کہ تم ابو سعید مخزومی کے پاس چلے آؤ اسوقت میں شیخ ابو سعید مخزومی قدس سرہٗ کے پاس آیا تو شیخ اپنے دروازے پر میرے انتظار میں کھڑے تھے دیکھکر فرمایا عبدالقادر تمہیں میرا کہنا کافی نہ ہوا آخر خضر علیہ السلام کے کہنے سے آئے پھر شیخ نے اپنے ہاتھ سے مجھے یوں کھانا کھلایا کہ ایک ایک لقمہ میرے منہ میں دیتے یہاں تک میں سیر ہوگیا پھر شیخ نے مجھکو خرقہ پہنایا اور میں نے انکی صحبت کو اپنے اوپر لازم کرلیا (اخبار الاخیار و نفحات الانس)

حضرت شاہ جیلان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جلوہ گر ہوئے اور ایک نوری خلعت مجھکو پہنایا میں نے عرض کی یہ خلعت کیسا ہے فرمایا جو اقطاب کیلئے مخصوص ہے۔

شیخ الکل و مقام فردیت

سرکار غوثیت آپ فرماتے ہیں وَ وِلَایَتِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمِیْعًا میں تمام قطبوں پر ولی ہوں ایک مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا کچھ انسانوں کے شیخ ہیں کچھ جنات کے شیخ ہیں اور کچھ فرشتوں کے لیکن میں شیخ کل ہوں۔ اسی لئے بڑے بڑے مشائخ آپ کے مدرسہ میں جھاڑو دینا فخر سمجھتے تھے۔ شیخ ابن نقطہ کہتے ہیں کہ میں نے عراق کے بڑے بڑے مشائخ کو دیکھا کہ جب حضور کے مدرسہ میں آتے تو سب سے پہلے آپ کے مدرسہ کو بوسہ دیتے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ آپ کی حیات طیبہ کا بڑا ہی اہم واقعہ ہے تمام سوانح نگاروں نے اس واقعہ کو لکھا ہے، اگر اسکے متعلق کچھ نہ لکھا جائے تو آپکی معراج کمال کا بہت اہم گوشہ نامکمل اور تشنہ رہ جائیگا۔ ایک مرتبہ سرکار بغداد نے بر سر منبر دوران وعظ میں فرمایا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ (میرا قدم تمام اولیا اللہ کی گردنوں پر ہے) ہمہ ہا اولیاء کرام حاضر مجلس تھے ان میں سے حضرت شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ اٹھے اور گردن جھکائی اور حضور کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ تمام حاضرین نے آپکے قدم مبارک کے سامنے اپنی اپنی گردنیں جھکائیں۔ شیخ عدی بن ابی البرکات کہتے ہیں کہ میں نے چچا شیخ عدی [illegible] مسافر سے پوچھا کہ حضور سے پہلے بھی کسی نے ایسا کہا۔ انھوں نے فرمایا نہیں [illegible] نے پوچھا قَدَمِیْ هٰذِهٖ کے معنی کیا ہیں انھوں نے فرمایا اس سے مقام [illegible] فردیت مراد ہے۔ میں نے پوچھا تو فرمایا۔ یا حکم دیئے گئے تھے۔ فرمایا ہاں ان دو [illegible] فرمانے کے لئے حکم دیئے گئے تھے تمام اولیا نے اپنے اپنے سر انکے آگے جھکائے۔ شیخ ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ [illegible] قدمی ہٰذہ فرمایا تو روئے زمین پر کوئی ایسا ولی نہ تھا جس نے تواضع اور ادب کے ساتھ اپنی گردن آپکے قدم کے حضور نہ جھکائی ہو۔

شیخ مکارم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز آپنے یہ ارشاد فرمایا ہم لوگوں [illegible] کے تمام اولیا نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا جھنڈا حضور غوث پاک کے سامنے گاڑا گیا اور غوثیت کا تاج سر اقدس پر رکھا گیا تصرف تام کا خلعت جو شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا زیب تن کئے ہوئے فرماتے تھے قَدَمِیْ هٰذِهٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ مشرق و مغرب کے تمام اولیا نے ایک ہی آن میں اپنی مجالس میں اپنی گردنیں جھکائیں اور کوئی ولی اپنی گردن جھکانے سے باقی نہ رہا حضرت خواجہ غریب نواز سیدنا معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] شباب میں ملک خراسان کے دامن کوہ میں عبادت میں معروف تھے جس وقت [illegible] تشریف میں آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ حضرت خواجہ نے فوراً اپنا سر جھکا لیا [illegible] اتنا جھکایا کہ سر مبارک زمین تک پہنچ گیا اور فرمایا بل قدماک علی راسی و عینی (حضور کے قدم میری آنکھوں اور سروں پر) جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں آپکے ذات گرامی سلطان الہند ہو کر مرجع خلائق بنی ہوئی ہے اور یہاں کے تمام اولیا پر آپ "سلطان" ہیں۔

کمال قرب الٰہی

حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ کی وہ ذات [illegible] ہے کہ ہمیشہ رحمت الٰہی کے دریا میں مستغرق رہتی [illegible] بارگاہ لایزال میں وہ قرب خاص حاصل تھا کہ کسی غوث و قطب کو حاصل نہ [illegible] آپکے مریدوں میں شیخ علی بن احمد سفر کرتے ہوئے تفسونج پہونچے وہاں [illegible]

بغداد میں ہے شیخ عبدالرحمن تفسونجی بڑے پایہ کے بزرگ تھے انھوں نے شیخ علی سے پوچھا تمہارا شیخ کون ہے؟ انھوں نے بتایا کہ میرے شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں شیخ تفسونجی نے فرمایا کہ مجھکو چالیس برس ہو گئے باب قدرت کے درکات میں ہوں وہاں میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا پھر آپ نے مریدوں سے فرمایا تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدالقادر سے کہو کہ عبدالرحمن آپ کو سلام کہتا کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ مجھکو چالیس سال گذر چکے ہیں میں باب قدرت کے طبقوں میں رہتا ہوں مگر میں نے آپ کو وہاں کبھی نہیں دیکھا نہ اندر نہ باہر ادھر یہ لوگ روانہ ہوئے ادھر حضرت غوث صمدانی نے اپنے کچھ مریدوں سے فرمایا تم لوگ تفسونج جاؤ تم کو شیخ عبدالرحمن کے مرید آتے ہوئے ملیں گے انکو واپس لے جانا اور شیخ عبدالرحمن سے کہنا عبدالقادر آپکو سلام کہتا ہے اور کہا ہے کہ تم نیچے درجے میں ہو جو نیچے درجے میں رہتے ہیں انکو نہیں دیکھتے جو حضور میں رہتے ہیں اور جو حضور میں ہوتے ہیں ان کو نہیں دیکھتے جو پردوں میں رہتے ہیں میں پردوں میں ہوتا ہوا داخل ہوتا ہوں اور اسرار کے دروازے سے نکل جاتا ہوں اسکی نشانی یہ ہے کہ فلاں وقت تم کو جو خلعت پہنایا گیا تھا میرے ہاتھ سے نکلا تھا نیز یہ علامت ہے کہ بارہ ہزار اولیا کے سامنے خلعت ولایت جو سبز رنگ کا اور اس پر سورہ اخلاص نقش ہے تم کو میرے ہاتھ سے پہنایا گیا ہے آپکے مریدین نے جاکر کہا تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی سچ کہتے ہیں بیشک ان کا فرمان حق ہے بیشک وہ سلطان وقت اور صاحب تصرف ہیں (نفحات الانس)

آپ کا حلیہ شریف

آپ نحیف البدن، میانہ قد، فراخ سینہ لمبی چوڑی ڈاڑھی، ابرو ملے ہوئے گندمی رنگ بلند آواز خوبصورت، قدرے لانبے حلیہ کے تھے آپ کا کلام قدرے سرعت کے ساتھ اسقدر بلند ہوتا تھا کہ سننے والے کے دل پر ہیبت و رعب طاری ہو جاتا تھا آپکے کلام مبارک کی یہ کرامت تھی کہ دور و نزدیک سے سننے میں یکساں سنائی دیتا قرب و بعد مکانی سے قطعاً فرق نہ ہوتا۔ آپکے کلام میں اتنی چاشنی ہوتی تھی کہ حاضرین ہمہ تن گوش ہوکر سنتے ہر بات میں نورانیت محسوس ہوا کرتی کہ سامعین بالکل خاموش اور توجہ کامل سے سنا کرتے سنتا ہی کوئی سنگ دل ہو نرم دل ہو جاتا تھا۔
(اخبار الاخیار)

خوش پوشی

آپ نہایت اعلیٰ درجے نفیس کپڑے پہنتے تھے ایک روز آپ کے خادم ابوالفضل بزاز کے پاس گئے اور کہا کہ فی دینار گز کپڑا جو تمہارے پاس ہو لاؤ۔ ابوالفضل بزاز نے پوچھا اتنا قیمتی کس کے لئے خریدنا چاہتے ہو خادم نے کہا اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر کے لئے۔ بزاز کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ پھر بادشاہوں کے لئے کیا رہ گیا۔ جب یہ لوگ اس قسم کے کپڑے پہننے لگ گئے ہیں ابھی یہ خیال پورا بھی نہ ہو پایا تھا کہ غیب سے بزاز کے پیر میں ایک کیل چبھ گئی اتنی اذیت ہوئی کہ معلوم ہوتا تھا دم نکل جائیگا۔ ہر کوشش بے سود رہی آخرکار آپکی خدمت اقدس میں لائے آپ نے فرمایا کیوں ابوالفضل تونے اپنے باطن میں کیوں ہم پر اعتراض کیا قسم ہے میرے معبود کی عزت و جلال کی میں اسوقت تک وہ کپڑا نہیں پہنتا جب تک مجھ سے کہہ نہ دیا جاتا کہ اے عبدالقادر ایک دینار گز والا پہن لے ابوالفضل یہ کپڑا کفن میت ہے اور کفن عمدہ ہونا چاہئے۔ بزاز مدت کے بعد میں نے یہ کپڑا منگوایا ہے دست مبارک درد کی جگہ پھیر دیا بزاز چنگا ہو گیا آپ نے فرمایا کہ اسکا اعتراض کیل کی شکل میں متشکل ہوکر چبھ گیا تھا
(اخبار الاخیار)

اسی طرح ابوصالح نصر اپنے والد عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ عالمانہ لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے بہترین چادر اوڑھتے اور اونٹ کی سواری کیا کرتے تھے زین پوش امراء و سلاطین اٹھایا کرتے تھے۔

عام اخلاق

ابوعبداللہ بن خضر سے منقول ہے حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کسی امیر یا دولت مند کی تعظیم کیلئے نہ اٹھتے تھے اور نہ کسی صاحب ثروت و دولت کے دروازے پر جاتے نہ اسکے فرش پر بیٹھتے نہ اسکا کھانا کھاتے جب کبھی خلیفہ یا کوئی صاحب مرتبہ آپکی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ اٹھکر اندر تشریف لے جاتے اور پھر باہر تشریف لاتے تاکہ انکے لئے قیام نہ ہو آپ باوجود بلندی مرتبہ کثرت علم اور علوئے درجات کے حد سے زیادہ خوش خو مہربان، عالی ہمت کریم النفس وخاکسار دوستی کو نبھانے والے واقع ہوئے تھے چھوٹوں پر شفقت فرماتے۔ بڑوں کی عزت آپ اخلاق پسندیدہ اوصاف پاکیزہ کشادہ دست سخی شرم و حیا کے پتلے تھے آپ کے دسترخوان پر ہمیشہ کوئی نہ کوئی مہمان ضرور ہوتا مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے

اے میرے بندے میں یہاں ہوں

فاضل جلیل مولانا سید محمد منیر صاحب دریا آبادی

نوٹ:۔ شائع شدہ مضمون پاسبان ماہ اگست ۱۹۵۴ء بعنوان "اے میرے اللہ آخر تو کہاں ہے" کے مد نظر لکھا گیا۔

عظمت حسن حقیقی کا بھرم جاتا رہے
• طالب و مطلوب میں حائل اگر پردہ نہ ہو

اے میرے پروردہ پیکر خاکی۔ اے میرے بندے۔ اے میرے پروان چڑھائے ہوئے انسان۔ میں یہاں ہوں میں مہر کمال ہوں اور تابندہ و پائندہ۔ رازداران بندگی نے روز ازل ہی سے میرا عرفان پایا اور ذوق طلب بھی صرف بڑی ہستیاں ہی نہیں بلکہ وہ کہ جنھیں دنیا نے چھوٹا سمجھا۔ بڑوں سے پہلے ہی جو پا اور رسا ہوئے پھر بھی اے لائق رحم انسان تو نہ سمجھا کہ میں یہاں ہوں۔

دنیا نے غلط گوئی کی اور اے پیکر انسانی تو نے نادانی کی کہ مسجد اور مندر، شوالے اور گردوارے اور انسان کے دل میں مجھ کو محصور و مقید سمجھ بیٹھا۔ اور مجھے ہر شے میں مقید تصور کر کے مجھے اپنی خیالی حد تک پارہ پارہ کر ڈالا اور پھر خود اپنی جستجو میں خام اور طلب میں ناکام رہا۔ کیا تو یہ سمجھنے سے قاصر رہا کہ میں لا محدود لا یتصور ہوں پھر تو نے مجھے کیوں حیطۂ تصور میں ڈھونڈا۔ اے جلد باز انسان تصور کے آگے ابھی یقین کی دنیا میں گلگشت کر اور یقین کر کہ میں یہاں ہوں۔

افسوس کہ جس وقت تو میرے وصل سے آشنا ہونے کو تھا خود کو تنہا سمجھ بیٹھا اور مجھے یہاں تک فراموش کر بیٹھا کہ تو خود کو یقین کی حد تک عالم تنہائی میں خیال کرنے لگا۔ بجائے اس کے کہ تیری پریشان خیالیاں آوارہ ہو کر کوہ و دشت شہر و بادیہ دریا و سمندر جا بجا کو بکو گوشہ بگوشہ۔ صرف جستجو ہوتیں اگر اسی طرف جاتیں کہ جہاں سے وہ چلی تھیں۔ جوان کی ابتدا تھی۔ جوان کا مبدا رہتا۔ تو کامیابی کا ترانہ گاتیں اور تجھے آگاہ کرتیں کہ میں یہاں ہوں۔

تو نے میری جستجو میں دین کی سیر کی ہوتی۔ باغ جناں میں فرحاں و خنداں ہوتا۔ جمالیات میں جستجو کرتا۔ عرفان کی ہوا کھاتا۔ بحر طریقت میں غوطہ زنی کرتا۔ شاہراہ قرآن پر خاک بسر ہوتا۔ راہ شہادت میں غلطیدہ بہ خاک و خون رہتا۔ مثل منصور وصل کا شاہکار بنتا۔ تو تجھ پر یہ راز کھلتا کہ میں یہاں ہوں۔

اے انسان تو نے دنیا کی سیر کی ہوگی مگر میری جستجو کے لئے نہیں بلکہ اپنی سیاحت و شہرت کے لئے۔ تو میرے لئے جنگلوں میں سرگرداں پھرا؟ غلط ہے۔ اپنے آرام کے لئے۔ ریگستان کی خاک چھانی ہوگی مگر سیم کی جستجو کے لئے۔ باغوں کی ہوا کھائی ہوگی مگر اپنی فرحت کے لئے دریاؤں میں غوطہ زن ہوا مگر چند موتیوں کے لئے۔ پہاڑوں کی ٹھوکریں کھائیں اپنے تجربہ و صحت کے لئے۔ کیا کہا مثل مجنون ہر جگہ میری تلاش کی! خطا و لغزش ہے اور اے انسان یہ تیری غلطی ہے۔ تو بھول گیا کہ قید پر تیری عقل کا بھوت اس عالم جنوں میں بھی سوار رہا اور آخر نہ پا سکا تیرا سودائے خام مجھے نہ پا سکا۔ یہ سچ ہے کہ اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ تک ہر شے میں میں ہی تو ہے۔ اور میرا رنگ۔ جلوہ عیاں۔ شان ظاہر لیکن تیری نظر نے اے انسان ہر شے میں اپنا عکس دیکھا۔ مجھے نہیں دیکھا اس لئے کہ تیری نظر اس پردے کو نہ ہٹا سکی جو درمیان میں حائل ہے پہلے اے پیکر خاکی اس پردے کو دیکھ کہ وہ کیا ہے پھر تجھ پر منکشف ہوگا کہ میں یہاں ہوں۔

اے نارسا انسان مسجد میں اس وقت تو نے مجھے ڈھونڈا جب تجھے اپنے نمازی ہونے کا گمان تھا۔ جب مندر میں گیا تو اپنی پوجا پر

...کر کے شعلے میں جویا ہوا تو پرستش پر ناز کر کے گوردوارے میں جستجو کی تو ... اپنی جٹادھاری نشان کو مرکز طلب سمجھ کر اپنے دل کے پردوں میں تلاش کیا مگر اپنے محبوب کو محاسن کا جامہ پہنا کر جس کا انجام عبرتناک مایوسی ہے۔ حالانکہ میں نے تجھ سے پہلے ہی کہا تھا لا تقنطو اور پھر تجھے یہ شکوہ! اے میرے طالب انسان کیا تو نے اب بھی نہ جانا کہ میں یہاں ہوں۔

جو بے بہا ہے پیکر خاکی جس کا اور تجھے آگاہ کر ... دل عرش گہوارہ جس کا جگر میرا مرکز جس کا سر میرا مہبط ... جہاں بیں جس کی آنکھیں میری ... بحر طریقت جلوہ گاہ جس کا ... ادرت میں خوابگاہ میرا مستقر ... تو تجھ پر ... ہوتا ہے۔ وہ ... ایسا پریشان ... جستجو کے ... اور جلد باز نہیں ... میں سرگرداں ... کیونکہ وہ ... چھائی ہوگی ... کہتا ہے کہ میں ... کے لئے ... یہاں ہوں۔ میں علیم ہوں ... ہر شخص کے حال سے آگاہ ... بصیر ہوں ہر ایک کو دیکھنے والا۔ ... کریم ہوں سبھی پر کرم و احسان کرنے والا۔ ... سمیع ہوں کہ دل کی بھی سنتا ہوں اور زبان کی بھی۔ ... ہر ایک کی حالت سے باخبر کیفیت سے آشنا حجابات کا راز دار گہرائیوں سے واقف اسی لئے عیاں ہوں نہاں نہیں۔

بے خبر انسان میں ہر ایک کا خبرگیر ہر فرد پر مہربان۔ ہر ایک کا ... ساز۔ تو یقین رکھ کہ تیری آرزو میں پوری کروں گا۔ کہ میں تیرا پالنہار ... تیری تمنا کی تکمیل میری سرکار میں ہوگی۔ کہ میں تیرا رازق ہوں ... مدعا میرے حضور میں مکمل ہوگا۔ کہ میں تیرا خالق۔ معبود خدا داتا اور مالک ہوں مگر تو مجھے ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا جن آنکھوں سے تو مجھے دیکھنا چاہتا ہے کیا تو نے میرا قول لن ترانی نہیں سنا؟ حضرت موسیٰ کو نہیں دیکھا؟ اس لئے تو اپنی ان آنکھوں سے ایک بار بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اگر تو بے حجابی سے حجاب نہیں کرتا۔ تو پھر صدیقؓ کا دل عمرؓ کی آنکھیں عثمانؓ کی حیا۔ علیؓ کی شجاعت حسنؓ کی متانت حسینؓ کی جسارت۔ اکبرؓ کی جوانمردی اصغرؓ کی معصوم ادا۔ زین العابدینؓ کا شکیب۔ شمس تبریزؒ کا رویہ۔ رومیؒ کی ... سی ایثار۔ منصورؒ کی زبان۔ عطارؒ کی خیراندیشی رازیؒ کا چلن۔ غزالیؒ کی تلقین۔ غوث پاکؓ کی صداقت۔ کلیریؒ کا صبر۔ اجمیریؒ کا خلوص کچھوچھویؒ کا زہد۔ ودودیؒ کا ریاض سرمدؒ کی گردن۔ وارثؒ کی خصلت گنج شکرؒ کا طرز کلام غازیؒ کی جرأت اور سرور دو عالم جناب احمد مجتبیٰ حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پیدا کر پھر ڈھونڈھ کہ میں کہاں ہوں اور دیکھ کہ میں یہاں ہوں۔

تجھے میری جستجو ہے تو اے انسان جو میرے ہیں ان کی تلاش کر پہلے ان کی شکل و صورت بن۔ پھر ان کی خصلت و عادت کا جامہ پہن۔ ان کے کردار کا مظہر۔ ان کے ایثار کا مرقع پھر انہیں میں فنا ہو جا خود کو فراموش کر اور ان کی نگاہ و نظر کا حامل بن۔ ہر شے کو ان کی بصیرت و بصارت سے دیکھ جب تو خود کو دیکھے اور تو خود ہی کو نظر نہ آئے۔ بلکہ ہر شے میں تجھے وہ نظر آئیں جو میرے ہیں تو تو سمجھ لے کہ اب تجھے میری جستجو کے راستوں میں سے ایک راستہ ملا پھر ان راستوں کو

نعت شریف

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرسلہ قاری عبدالولی صاحب انجدی جوناگڈھی

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا — ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا — میرے مولا میرے آقا ترے قربان گیا

آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی — ہائے وہ دل جو ترے در سے پریشان گیا

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا — سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام — للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی — نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج سے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے — پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر — بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے — تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

دیکھ جو سیدھا اور صاف نظر آئے وہی فطرتی راستہ جس کو کہ میں اپنا آئے کہہ چکا ہوں اس پر چل اور بھول جا کہ تو اے انسان کہاں جا رہا ہے پھر دیکھ کہ تیری منزل یہ ہے اور میں یہاں ہوں۔

غریبوں کی آہوں میں بے کسوں کی بے کسی میں۔ محتاجوں کی حاجت روائی اور بیچاروں کی چارہ سازی میں غوطہ زنی کر دردمندوں کی حمایت۔ مظلوموں کی دادرسی یتیموں کی پرورش۔ اور بے بسوں کی اعانت میں سرگرم عمل ہو۔ عابد بن عبادت پر ناز مت کر۔ صبر سے کام لے۔ ضبط کا دامن نہ چھوڑ زہد پر کمربستہ رہ لیکن جنت کی ہوس نہ کر دنیادار بن مگر میرے لئے دیندار بن مگر اپنے لئے نہیں۔ شکوہ گردش ایام نہ کر۔ زمانے کو گالیاں نہ دے۔ اپنے نفس کی تکمیل آرزو نہ کر۔ دین کو بہانہ نہ بنا۔ اسلام کی آڑ نہ لے۔ ایمان کو نشانہ نہ بنا یا تو ایک کی جستجو کا دعویٰ نہ کر اور اگر ایک کا تو جویا ہے تو دوئی کو دخل نہ دے۔ دیوانہ بن ہوشمند رہ کر مجھ تک آ جا مگر اے بشر ایک کا وسیلہ لے کر تسلسل قائم رکھ یہ سلسلہ آشنا رہ کر پھر تو بھی دیکھ لے گا میں یہاں ہوں۔ یہاں۔ اس جگہ کہ جو تیری سمجھ سے باہر لیکن تیرے عمل اور جہد مسلسل سے قریب تر ہے یہ وہ مقام ہے جو لامحدود اور غیر منتہی ہے اس کو فنا نہیں۔ دوام کی یہاں سے ابتدا ہے وجود کا یہاں سے فیضان آ جا اے انسان جستجو کرتا ہوا یہاں آ جا انھیں راستوں سے جو میری جستجو کے ہیں جن سے میں نے تجھے آشنا کر دیا۔ جن کے نشانات میں نے بنا دئے۔ آ اے ابن آدم آ پہونچ اے خلیفہ ابن خلیفہ مجھ تک پہونچ کہ یہی تیری حیات جاوداں بقائے سرمدی اور دوام لازوال ہے آ جا کہ میں یہاں ہوں۔

بقیہ غوث الثقلین شاہ جیلاں

انکی بدخوئی برداشت کرتے برائیوں سے درگذر فرماتے اگر کوئی ملنے آتا تو انتہائی مہربانی سے حال دریافت کرتے آپ کے اخلاق کریمانہ ہم نشین یہی خیال کرتا کہ مجھ سے زیادہ عزیز دوست شیخ کے نزدیک کوئی نہیں ہے میرے ساتھ جو برتاؤ ہے کسی اور کے ساتھ نہیں۔

ابو عبداللہ محمد فرماتے ہیں کہ آپ کے رفیق القلب خوش اخلاق اور مستجاب الدعوات تھے اپنے نفس کی خاطر کسی پر غضب و غصہ نہ فرماتے الحب اللہ والبغض للہ کے نمونہ تھے فحش اور بیہودہ باتوں سے سخت متنفر تھے حق کیطرف زیادہ راغب تھے کسی سائل کو اپنی جود و سخا سے رد نہ فرماتے تھے۔

حضرت بو علی شاہ قلندر رح کی وفات پر جھگڑا

از جناب صوفی ضمیر الدین صاحب جمشید پوری
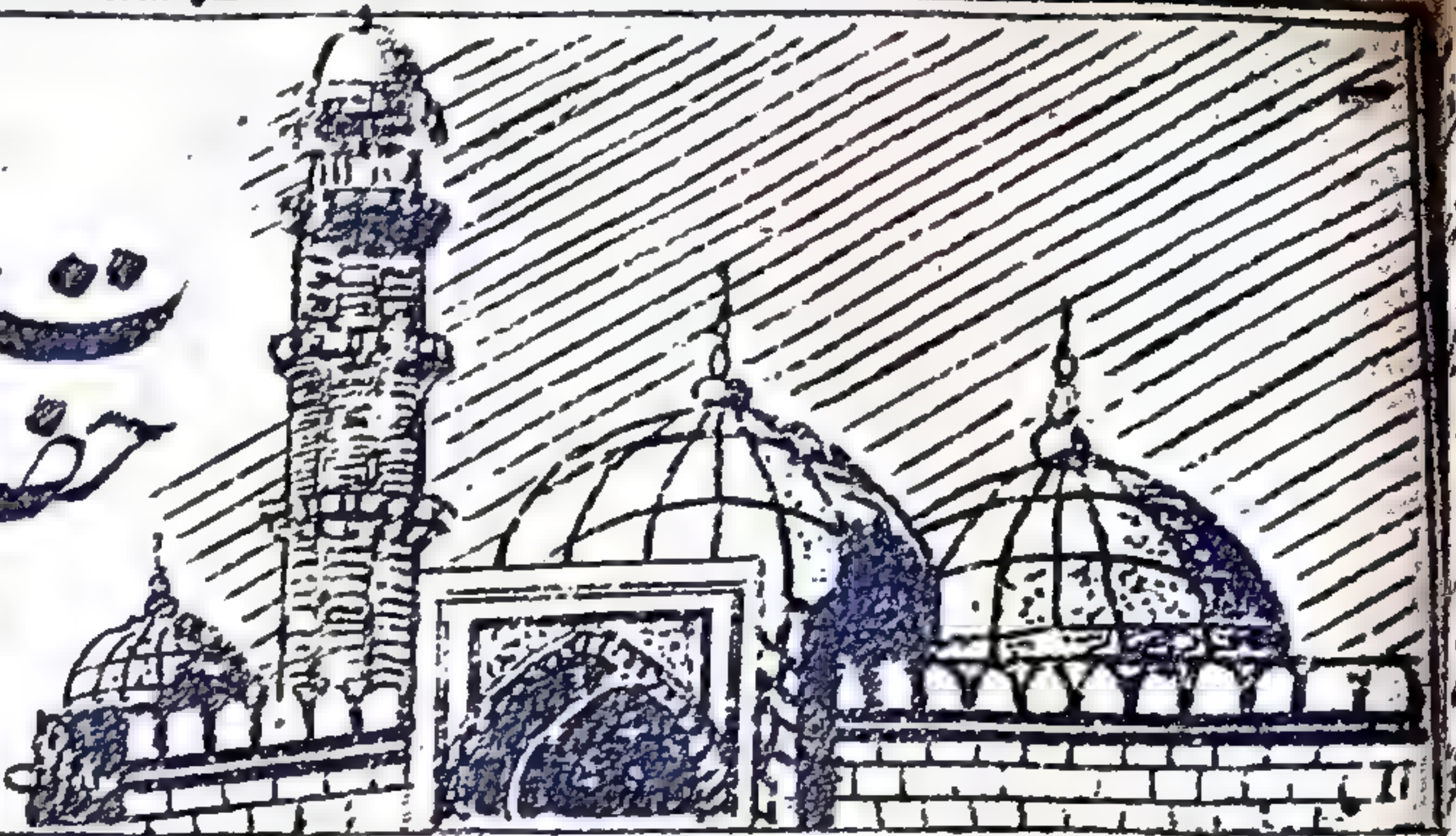
حضرت کی زندگی کے واقعات جس طرح بیحد حیرت انگیز ہیں اسی طرح آپکی وفات کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے کہ حضرت کرنال سے دو میل کے فاصلہ پر قصبہ بوڑہ کھیڑہ میں تھے کہ ۹ رمضان المبارک ۷۲۴ھ (۱۳۲۴ء) کو ۱۲۲ سال کی عمر میں ایکایک رحلت فرما گئے۔ وفات کے وقت آپ کے قریب کوئی بھی نہ تھا۔ آپ بالکل تن تنہا تھے تیسرے روز جب بعض عقیدت مند قدمبوسی کیلئے حاضر ہوئے تو انکو پتہ چلا کہ حضرت رحلت فرما چکے ہیں۔ انھوں نے فوراً جاکر کرنال والوں کو خبر دی کرنال والے ۱۲ رمضان المبارک کو قصبہ میں آئے اور نعش مبارک کو اٹھا کر لے گئے اور کفن دفن کی تیاریاں شروع کر دیں

ایک طرف تو کرنال والے آپکی تجہیز و تکفین کی تیاریوں میں مصروف تھے دوسری جانب پانی پت کے ایک بزرگ مولانا سراج الدین نے حالت غنودگی میں دیکھا کہ حضرت ان سے فرماتے ہیں ہم دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ کرنال والوں سے ہمیں چھڑاؤ۔ ہم پانی پت میں اپنے دوست شاہ مبارک کے پہلو میں لیٹنا چاہتے ہیں جہاں چھتری نما گنبد ہمارے لئے تیار ہے۔

مولانا سراج الدین نے فوراً اس بشارت کی خبر حضرت کے بھتیجے شیخ زندہ پیر کو دی اور پانی پت کے دوسرے بزرگوں کو بھی مطلع کیا سب ملکر کرنال کیلئے روانہ ہو گئے جس وقت یہ کرنال پہنچے تو نعش مبارک کو غسل دیا جا رہا تھا حضرت شیخ احمد زندہ پیر اور دیگر بزرگوں نے کہا کہ ہم نعش کو پانی پت میں دفن کرینگے لیکن کرنال والوں نے یہ کہکر نعش دینے سے انکار کر دیا کہ یہ انکی ولایت ہے اور ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضرت کا انتقال کرنال ہی میں ہوا۔ مولانا مکی نے ان کو بہت سمجھایا کہ ہم حضرت مرحوم کے فرمان کے بموجب حاضر ہوئے ہیں تم اس معاملہ میں قیل و قال نہ کرو۔ اسکے علاوہ شیخ احمد زندہ پیر

انکے جائز وارث موجود ہیں انکو اختیار ہے کہ وہ حضرت کو جہاں چاہیں دفن کریں۔ لیکن کرنال والے نہ مانے اور انھوں نے کہا کہ ہم سب مسلمان انکے وارث ہیں۔ ہم انکو کرنال ہی میں دفن کریں گے۔

جب یہ معاملہ کسی طرح بھی طے نہ ہوا تو مولانا مکیؒ نے کہا کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ نعش مبارک ہی سے دریافت کر لیا جائے جو جواب ملے اس پر عمل کیا جائے چنانچہ رات کو طرفین کے آدمیوں نے نعش کے گرد بیٹھکر درود۔ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تلاوت شروع کی۔ اسکے بعد مولانا مکیؒ نے نعش مبارک سے مخاطب ہو کر کہا "اے عاشق الٰہی کچھ ارشاد فرمایئے تاکہ اس پر عمل کیا جائے"۔ آواز آئی "کرنال اور پانی پت میں ہمارا ہمیشہ گذر رہا ہے۔ اور اب بھی رہیگا۔ ہم یہاں اور وہاں ہر جگہ حاضر ہیں لیکن ہم پانی پت ہی میں قیام رکھنا چاہتے ہیں"۔

حضرت کے اس ارشاد کے بعد اگرچہ معاملہ قطعی طور پر صاف ہو گیا تھا۔ مگر کرنال والے پھر بھی نعش دینے پر آمادہ نہ ہوئے۔ اسی دوران میں حضرت کا منظور نظر قوال بلادل ال کوس راگنی گانے لگا۔ جب قوالی پورے شباب پر تھی تو حضرت کا ہاتھ کفن سے باہر نکل آیا اور جسم مبارک جنبش کرنے لگا۔ مولانا مکی نے شریعت کو ملحوظ رکھکر گانا فوراً بند کرا دیا۔ اور پھر نعش کیلئے بحث و مباحثہ شروع ہوا۔ آخر مولانا مکی نے تنگ آکر کرنال والوں سے کہدیا کہ اچھا نعش کو اٹھا کر لیجاؤ۔ کرنال والوں نے نعش مبارک کو اٹھانا چاہا مگر کسی سے ہل بھی نہ سکی۔ اب کرنال والے لاچار ہو گئے۔ اسکے بعد جب پانی پت والوں نے جنازہ کو اٹھایا تو جنازہ پھول سے بھی ہلکا معلوم ہوا۔ غرضکہ حضرت کی ہدایت کے مطابق پانی پت لاکر مجوزہ گنبد میں دفن کر دیا گیا۔

سلطان احمد شاہ والئ گجرات کا انصاف

از مورخ اسلام حضرت مولنا سلطان احمد صاحب مرآبادی ؔ

جہاں نے یوں تو بنائے ہزار ہا معبود

نوٹ ۔ صحبت امروزہ بلحاظ نمبر صحبت سب سے پہلی حاضری اپریل ۱۹۵۶ء پاسبان میں " عدل جہانگیری کی ایک جھلک " کے عنوان سے ہوئی دوسری مرتبہ جون ۱۹۵۶ء میں " سلطان محمود غزنوی کے دور معدلت کی ایک مثال بعنوان " سلطان محمود غ

لیکر حاضر ہوا ہوں اور آج بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کے فرائض کا منصفانہ خاکہ بعنوان " احمد شاہ والئ گجرات کا انصاف " پیش کر رہا ہوں ممکن ہے بسند خاطر احباب منصف مزاج ہو؛ درمیانی غیر حاضریوں کی معافی چاہتا ہوں منجملہ دیگر وجوہات کے میری علالت اس کا ایک معقول سبب ہے ؛

(سلطان !)

(۱) سنہ ہجری کا آغاز ہے اور جان نثار اسلام سلطان احمد شاہ والئ گجرات کی تخت نشینی کو بھی آج پورے آٹھ سال ہوگئے ہیں ! آراکین سلطنت اس مناسبت وقتی سے قدرتی طور پر جیات افزا مسرت مجبور کر رہے ہیں ! کسی خاص جذبہ سے متاثر ہو کر حلقہ بگوشان بارگاہ سلطانی متفقہ طور پر جبکہ دربار ابھی پورہی' آب و تاب کے ساتھ منعقد ہے اپنے اپنے الفاظ میں اسی مقصد کی ترجمانی کرتے ہیں !

(پہلا) الحمد اللہ " حضرت ظل اللہ کے زیر سایۂ عاطفت غلامان بارگاہ عالی کی زندگی میں سنہ کا آغاز ہو رہا !

(دوسرا) خدائے عز وجل راس لائے ۔

(تیسرا) بفضلہ تعالیٰ " ہمارے شہنشاہ جم جاہ کے دور معدلت کو بھی آٹھ سال ہو رہے ہیں ۔

(چوتھا) ہم جملہ وابستگان مسند عالی کی طرف سے آنجناب کو آٹھویں صدی ہجری کا آغاز مبارک ہو !

(پانچواں) ریزہ خواران مائدۂ کرم درخواست گذار ہے ہیں کہ ظل اللہ غلامان بارگاہ سلطانی کو امسال ان کی امنگوں کے مطابق جشن سالگرہ منانے کی اجازت مرحمت فرمائیں !

(پہلا) ع (تبسم کہ عمر امان ندہد تا دم دگر)

(دوسرا) یہ فال نیک ہے انشاء اللہ العزیز الحکیم تخت گجرات پر آنحضور کے ورثاء ... سال تک رونق افروز ہونگے

(سب یک زبان ہو کر) آمین ثم آمین " یارب العالمین

(۲)

دو شہنشاہ اسلام " حضرت احمد شاہ والئ گجرات نہایت سلیم الطبع " عدل پرور " عبادت گذار " نیک طینت " بلند خیال گذرے ہیں تاریخ بھی ان کی ممنون احسان ہے !

صفات حسنہ و اخلاق عظیم کے مالک نے امراء و وزراء کی کو مسترد نہیں فرمایا ! بلکہ کسی خاص حد تک جشن منانے کی اجازت دیدی ؛

" آخر کار " وہ مبارک گھڑی آہی پہونچی تمام شہر میں چراغاں کیا گیا یتیموں بیواؤں کو خاص طور سے نوازا گیا حق العباد مفہوم کو بجا طور پر ادا کیا گیا ! قیدی رہا ہوئے عطیات شاہی حد بندی حد امکان سے باہر تھی ۔ مسجدوں " مندروں " خانقاہوں مدرسوں " کو اوقاف عنایت ہوئے ! شاہی الطاف و عنایات سے یگانہ و بیگانہ سبھی فیضیاب ہو رہے تھے دیگر مذاہب کو مطلق نظرانداز نہیں کیا گیا ! " بہر تقدیر "

ع (زمین سے آسمان تک نور تھا رحمت برستی تھی)

(۳)

آج صبح کی نماز کے بعد شہنشاہ گجرات بعد فراغت از وظائف و تلاوت کلام اللہ شریف ؛ فوراً دیوان عام میں چلے آئے ہیں امراء سلطنت اپنی عقیدت کے پھول مختلف انداز سے اپنے شہنشاہ پر نچھاور کر رہے ہیں زر و جواہر کے انبار لگ

مسافرین کو بخش دئے گئے!

ہر شخص بجائے خود سراپا فرح و سرور نظر آ رہا تھا! شہر میں چہل پہل تھی مسجدوں مندروں میں اپنے شہنشاہ کے لئے دعائیں مانگیں جا رہی تھیں بازاروں میں شہنشاہ گجرات زندہ باد" بادشاہ عادل پائندہ باد" کے نعروں سے خلا گونج رہا تھا! کتنا پر کیف سماں ہوگا کاش ہماری زندگی کو بھی ایسے ہی پر خلوص دپر امن لمحات نصیب ہو سکے۔ مگر! ع (ایں خیال است و محال است و جنوں)

ابھی آفتاب اپنی چوتھائی منزل طے کرنے نہ پایا تھا کہ چند فریادی داخل دربار ہوتے ہیں! ان میں سے ایک شخص جو ان سب کا گھریلو مکھیا ہو سکتا ہے! اس طرح بادشاہ سے مخاطب ہوتا ہے۔

(فریادی) عالیجاہا! "جہاں پناہ" کے داماد نے ہمارے خاندانی فرد فلاں ابن فلاں کو بغیر کسی قصور کے قتل کر دیا! یہ ظاہر ہے کہ قاتل عالم پناہ کا اکلوتا داماد ہونے کے علاوہ شاہی خاندان کا ایک اہم جزء ہے! مگر کیا اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ غریب اور کمزور انسان جو حضور کی سلطنت میں آباد ہیں ان کی جانیں کوئی وقعت نہیں رکھتی ان کی عزت کی کوئی قیمت نہیں؟ اگر ایسا ہے تو ہمیں بتلا دیا جاتا کہ ہم اپنے خدا کی دہائی دیتے ہوئے کسی دوسری جگہ چلے جائیں۔

چنداں بنگر کہ چند دستہ بردستہ گل گیاہ دستہ

(احمد شاہ) فریادی! ہمارے یہاں "امیر و غریب" "بعید و قریب" کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا! ہمارا نصب العین انصاف ہے تم ہمارے انصاف سے امید رکھو ہم تمہارے ملزم کیساتھ صرف اس لئے کہ وہ ہمارا داماد ہے کوئی رعایت نہیں برتیگے۔! ہم قاتل سے مقتول کا قصاص لیکر چھوڑیں گے خواہ وہ ہمارا بیٹا ہو یا ہم خود ہوں؟ (فریادیوں کا بادشاہ کو دعائیں دیتے ہوئے چلا جانا ہے) چند منٹ بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ حکم سلطانی کے بموجب قاتل گرفتار کرکے عدالت کے ماتحت سپرد کر دیا گیا مقدمہ کی تحقیق تفتیش ہوتی ہے گواہان کے بیانات کے مطابق ملزم کا جرم قتل عمد ثابت ہوا عینی شہادتیں گذریں حالات خطرناک شکل اختیار کر گئے! قاضی شہر کے پاس محل سرائے سلطانی سے درپردہ سفارشیں پہنچتی ہیں نیز دیگر عمائدین مملکت بھی اس امر کے کوشاں ہیں کہ کسی طرح بادشاہ کی چہیتی بیٹی بیوہ ہونے سے بچ جائے! ان تمام حالات کے پیش نظر قاضی شہر نے کسی نہ کسی طرح مقتول کے ورثاء کو خون بہا لینے پر آمادہ کر لیا ۲۲ اشرفیاں خون بہا دینا طے پائیں مقتول کے ورثاء نے راضی نامہ پر دستخط کر دئے مثل مکمل ہونے پر شاہی معائنہ کے لئے بھیج دیجاتی ہے۔

(۴)

واقعہ کے چوتھے روز مثل شاہی معائنہ سے گذرتی ہے مضمون مثل درج ذیل ہے؟

بملاحظہ گرامی

(مضمون مثل) خسرو دادگران حضرت ظل اللہ شہنشاہ گجرات خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ۔

عالم پناہا! غلام بارگاہ نے مقدمہ کی تحقیق و تنقیح کے سلسلہ میں نہایت حزم احتیاط سے کام لیا گواہان کی عینی شہادتوں اور مجرم کے بیانات کے نتیجہ میں مجرم پر قتل عمد کا جرم ثابت ہوتا ہے لہذا مجرم پر از روئے قانون شریعت حد قصاص کا جاری ہونا ضروری ہے! مگر مقتول کے ورثاء جو مدعی کی حیثیت رکھتے ہیں بغیر کسی ترغیب و تحریص کے از خود خون بہا لینے پر تیار ہیں جو کہ میں نے ان کے مشورہ سے ۲۲ اشرفیاں رائج الوقت طے کر دی ہیں! اب مثل کو اجلاس معلی میں پیش کرنے کی عزت حاصل کر رہا ہوں تاکہ فرمان شاہی کی تعمیل کیجائے؟

مثل معائنہ فرما کر سلطان حکم قطعی صادر فرماتے ہیں! جس کا مضمون درج ذیل ہے؟

(۵)

(فرمان شاہی)

اس میں شک نہیں کہ مقتول کے ورثا خون بہا لینے کے برضا و رغبت آمادہ ہیں مگر یہ فیصلہ ہمارے نزدیک عالم مثال کیلئے ایک مبہم و مستحفن طریقۂ کار ہوگا اس میں چند پہلو پائے جاتے ہیں۔

(۱) مقتول کے ورثا غالباً یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح بادشاہ ہمارا ممنون کرم ہوگا! (ہمارا ضمیر اس چیز سے نفرت کرتا ہے۔

کرم کی مجھ پہ ہو جائے نظر محبوب سبحانی

پروفیسر سید عابد علی صاحب عابد بریلوی

کرم کی مجھ پہ ہو جائے نظر محبوب سبحانیؒ
بدل جائیں مرے شام و سحر محبوب سبحانیؒ

پڑا ہو آس حسِ دکا، ہوش کا بیگانہ کر ڈالا
پڑے پھر جذب و مستی میں نظر محبوب سبحانیؒ

رہوں گا تا بہ کے، ہیں مبتلائے دردِ پنہانی
کبھی ہوگی شبِ غم کی سحر محبوب سبحانیؒ

جلا دے برق بن کر جو مری خاشاکِ ہستی کو
عطا ہو وہ محبت کا شرر محبوب سبحانیؒ

تڑپتی ہے یہی اک آرزو دل میں مرے ہر دم
جبیں میری ترا ہو سنگِ در محبوب سبحانیؒ

خدا کے واسطے اب دستگیری رہنمائی کر
بھٹکتا پھر رہا ہوں دربدر محبوب سبحانیؒ

تو قادر ہے توانا ہے، توانائی عطا کر دے
بہت مجبور ہوں بے بال و پر محبوب سبحانیؒ

نہیں پرواز ممکن بے زبان عرش کی اُس جا
تمہاری جس جگہ ہے رہگزر محبوب سبحانیؒ

کرامت تھی کہ قدرت تھی نظر حیران تھی سب کی
جدھر دیکھا ادھر آئے نظر محبوب سبحانیؒ

حکومت تیری قاہر ہے ترے سب زیرِ فرماں ہیں
زمین و آسماں و بحر و بر محبوب سبحانیؒ

جبیں فرمائیں روشن لئے کاسہ گدائی کا
گدائے آستاں شمس و قمر محبوب سبحانیؒ

اگر میری محبت جاگزیں ہے قلبِ عاشق میں
گل و گلزار ہے نارِ سقر محبوب سبحانیؒ

ادھر دیکھو تجلی طورِ سینا عرشِ اعظم کی
کہیں بغداد میں جلوہ گر محبوب سبحانیؒ

گدائے بینوا کی یہ تمنا تھی، پڑا رہتا
ترے ہی آستاں پہ عمر بھر محبوب سبحانیؒ

مجھے کیا خوفِ محشر ہو کہ ہیں سایہ فگن سر پر
ادھر خواجہ معین الدینؒ ادھر محبوب سبحانیؒ

گدائے بینوا عابد نہیں ہے طالبِ دنیا
یہ تم سے مانگتا ہے اک نظر محبوب سبحانیؒ

کرے کیا عرض حالِ دل تمہارا خستہ حال عابد
تمہیں روشن ہے سب ہو باخبر محبوب سبحانیؒ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ حَبِیْبِكَ وَخَیْرِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَاٰبَائِیْ اِنَّكَ لَا تَقْبِضُ رُوْحَ مُرِیْدِیْ لَا ذُوْبِیْ اِلَّا عَلَی التَّوْبَةِ۔

یعنی اے اللہ میں تیری بارہ میں تیرے حبیب اور بہترین خلق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ میرے مریدوں کی اور مریدوں کے مریدوں کی جو مجھ سے وابستہ ہو جائیں بغیر توبہ روح قبض نہ کرنا۔ آمین۔ اسی کی توضیح آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ارشاد ہوتی ہے۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اللّٰهُ رَبِّیْ
عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالَ

ارشاداتِ غوثیہ رضی اللہ عنہ

اے فرزند۔ شانِ فقر کا دار و مدار معمولی سے معمولی لباس اور غذا پر نہیں بلکہ زہد و تقویٰ شانِ فقر ہے جب فقیروں کو آلائش دنیا سے پاک کرتا ہے اور لباسِ فقر اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور رحمت و احسان کا ہاتھ اسکی طرف دراز ہوتا ہے۔ اور اس کا غم و فکر کا لباس اتار کر شادکامی و کامرانی کا خلعت عطا کرتا ہے۔ تنگدستی فارغ البالی رنج و ملال کو عشرت و شادمانی سے خوف و ہراس کو امن و اطمینان سے بُعد کو قربت سے بدل دیتا ہے اور مقبولیت کا تاج [illegible]تا ہے۔

اے فرزند زہد کے ہاتھ سے روزی حاصل کر رغبت کے ہاتھ سے زلیل شخص کھاتا ہے اور قسمت کو روتا ہے۔ اس شخص کے برابر نہیں جو [illegible]تا ہے اور ہنستا ہے۔ روزی کھاتا ہے تو روزی دینے والے سے [illegible]کتے رہو۔

افسوس! لوگوں کے دل کتنے سخت ہو گئے۔ رحم دلی جاتی رہی۔ [illegible]ت کی پابندی اٹھ گئی۔ یاد رکھو شریعت کے احکام تمہارے پاس [اللہ] تعالیٰ کی امانت ہے۔ اگر تم نے اس میں خیانت کی اور سرکشی اختیار

تو وہ زمانہ قریب ہے کہ تیرے دست و پا میں زنجیر ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا دروازہ تجھ سے بند کر لیگا۔ ایسی حالت میں ندامت و پشیمانی اور طلب مغفرت بے سود ہوگی انبیاء و مرسلین اور سلف صالحین نعمتوں کا شکر کرتے تھے اور مصیبتوں میں صبر سے کام لیتے تھے۔ اے احکام الٰہی کی نافرمانی کرنے والو اس کی عطا کی ہوئی روزی نہ کھاؤ۔ کیونکہ یہ خوانِ نعمت اس کے فرمانبردار اور اطاعت شعار بندوں کا حق ہے اسی طرح اگر نعمتوں میں اضافہ ہونے لگے تو شکر ادا کرو اور خوشنودی الٰہی کے طالب رہو۔ اگر مصیبت و پریشانی کا سامنا ہو تو گناہوں سے توبہ کرو۔ موت اور قبر کی کس مپرسی پیش نظر رکھو۔

اے امت محمد اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ کہ وہ تم کو قیامت کا خطاب بخشتا۔ تمہاری تھوڑی سی عبادت کا بے حساب اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

بر اینا نداد کے لئے یہ تین باتیں بہر صورت ضروری ہیں۔ (۱) احکام الٰہی کی تعمیل بلا عذر و حیلہ کرے (۲) موانعات سے پرہیز کرے۔ (۳) مقدرات پر صابر و شاکر رہے۔

آنحضرت سرور کائنات رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ آخرت کی فکر میں رہنے والے کو دنیا عطا کرتا ہے لیکن دنیا کے طلبگار کو آخرت کی فلاح و سرخروئی محروم رکھتا ہے۔ اگر کوئی خلوص کے ساتھ عقبیٰ کی سرخروئی حاصل کرنی چاہیئے اور مطیع و منقاد رہے تو خاصان خدا میں شامل ہو۔ اور نعائم بہشت کے علاوہ قرب الٰہی حاصل کرے۔ ایسی حالت میں دنیا اور دنیا کی ہر چیز تابع فرمان ہو جائے ے

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد

کمسن ولی!

از رفیق ادارہ جناب سید صوفی ابو الفرح حبیب صاحب رجہتی

حضرت سیدنا عبد الغفور صاحب المعروف بہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن صوبہ سرحد (جو شہر مظفر پور صوبہ بہار میں قیام پذیر تھے) سے مولانا سراج الاسلام صاحب نے اپنے اوپر دائر کئے ہوئے ایک مقدمہ کے متعلق کہا اور آخر میں دعا کی درخواست کی۔ ابھی سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی زبان سے کچھ فرمانا ہی چاہتے تھے کہ ایک مختار صاحب نے مولانا سے کہا "جناب یہاں کہنے سے کیا ہوگا؟..... جائیے مقدمہ کی پیروی کیجئے اب دیکھئے کیا ہوتا ہے؟" اس پر سید صاحب نے فرمایا "تم کیا جانو؟ کہ لوگ کیا کیا نہیں کر سکتے ہیں!....." پھر مولانا سے فرمایا "جائیے کچھ نہیں ہوگا..... آپ اطمینان رکھیں (اور آخر ش وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا)......

اس کے بعد فرمایا:-

ایک شخص کی بیوی کے پانچ یا چھ بیٹیاں ہوئی ہوئیں جب پھر حمل ہوا تو شوہر نے کہا کہ "اگر اب کی بار بیٹی ہوئی تو میں تجھے طلاق دیدوں گا" بیوی یہ سنکر بہت گھبرائی۔ روئی دھوئی اور بڑی منت سماجت کی۔ تاکہ اپنے خیال سے باز آئے کیونکہ یہ تو ہمارے بس کی بات نہیں یہ قدرت کا عطیہ ہے وہ جو چاہے عنایت فرمائے۔ مگر اس کا شوہر بھی عجیب انسان تھا۔ اپنی ضد پر اڑا رہا۔

آخر ایک دن یہ عورت ایک بزرگ کے یہاں گئی۔ ... مگر جب وہاں پہنچی تو معلوم ہوا کہ حضرت مشغول عبادات ہیں۔ بہت دیر کے بعد جب حضرت کو فراغت ہوئی تو باہر تشریف لائے، اس نے باادب سلام کیا اور پورے اظہار واقعہ کے بعد یہ کہا کہ "ذرا اس کا بھی پتہ لگ جاتا کہ اب کی بار بیٹی ہوگی یا بیٹا؟"

حضرت نے مراقبہ کیا جب سر اٹھایا تو فرمایا "اب کی بار بھی بیٹی ہوگی۔" عورت یہ سن کر واپس ہوئی مگر اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر اور چہرہ مایوسیوں کا مظہر تھا۔ عورت نے آدھی راہ طے کی ہوگی کہ اس نے چند بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا...... کیا سوچا کہ ذرا رک گئی..... اور اتنے میں ایک بھولا بھالا معصوم بچہ اس کے پاس دوڑتا ہوا آیا اور اس نے بیساختہ سوال کیا "مائی! اتنی اداس کیوں ہو؟"

"کچھ نہیں لال!"

"نہیں! کوئی بات ہے ضرور، بولئے نا.....!" بچے نے کہا۔

"تم سے کیا کہوں میرے لال!" عورت بولی۔

"کہئے کہئے! کیا بات ہے؟ شاید میں آپ کا کام کر سکوں!" بچے نے ہنستے ہوئے کہا۔

غزل

(از حضرت عبد الحمید عدم)

محبت بڑی شعبدہ کار ہے
ٹھہرنا مناسب نہیں راہ میں
نظر دام خوش رنگ میں جا پھنسی
مجھے کیا خبر تھی مرے چارہ گر
خرابات میں بھی ہیں رہزن بہت

تری چشم میگوں بھی بیمار ہے
زمانہ بڑا گرم رفتار ہے
مجھے وہم تھا گیسوئے یار ہے
کہ چارہ گری بھی اک آزار ہے
یہ رستہ بھی تھوڑا سا دشوار ہے

عدم آدمی کی حقیقت نہ پوچھ
نہ سویا ہوا ہے نہ بیدار ہے

"تم سے کہنے کی بات نہیں ہے بابو!" عورت نے روتے ہوئے کہا۔
"آپ مجھ سے ضرور کہئے۔۔۔ کسی طرح کے حجاب کی ضرورت نہیں ہے ماں!"
بچے نے عاجزی سے کہا۔

جب عورت نے دیکھا کہ یہ بچہ کسی صورت سے مانتا ہی نہیں ہے اور اس سے کہنے میں کچھ حرج بھی نہیں ہے تو بہت شرماتے اور لجاتے ہوئے سارا قصہ سنایا تو بچے نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"تو آپ ان بزرگ کے یہاں سے واپس کیوں جا رہی ہیں؟ آپ کا کام تو ہوا ہی نہیں۔"

"حضرت نے تو فرما دیا کہ بیٹی ہی ہوگی۔۔۔ تو اور کیا کہتی؟ اور کس لئے وہاں رہتی؟" عورت نے بہت مایوسی کے ساتھ کہا۔

"نہیں! آپ ان کے پاس پھر جائیے اور ان سے کہئے کہ حضرت مجھے صرف یہ نہیں معلوم کرنا تھا کہ بیٹا ہے یا بیٹی؟۔۔۔ میرا تو مقصد یہ بھی تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے کہ میرے شوہر کا مقصد پورا نہ ہو سکے۔" بچے نے بہت سمجھا بجھا کر کہا۔

"تو پھر جاؤں؟" عورت نے سوال کیا۔

"ہاں ہاں! ضرور جائیے اور ان سے کہئے کہ حضرت میرا کام تو ہوا ہی نہیں!" بچے نے جواب دیا۔

بچے کی بات نے عورت کے دل پر بڑا اثر کیا اور وہ اُلٹے پاؤں واپس ہوئی اور حضرت کی توجہ کی امیدوار بنی۔ کچھ دیر کے بعد جب حضرت کی نظر اس عورت پر پڑی تو سوال کیا۔ "اب تو کیوں آئی ہے؟۔"

"حضرت! مجھے صرف یہ نہیں معلوم کرنا تھا کہ بیٹا ہے یا بیٹی۔۔۔۔ میرا مقصد تو یہ بھی تھا کہ آپ خدا تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے کہ میرے شوہر کا مقصد پورا نہ ہو سکے۔" عورت نے بڑے اطمینان سے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کو کس نے سکھایا؟" حضرت نے دریافت فرمایا۔

"۔۔۔۔۔۔۔۔"

"بولتی کیوں نہیں؟ کس نے سکھایا؟" حضرت نے پھر پوچھا۔

"۔۔۔۔۔۔۔"

"میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ یہ کہنے کے لئے کس نے سکھایا؟" حضرت نے ذرا تیز لہجہ میں فرمایا۔

اس کے جواب میں عورت نے ساری باتیں من وعن بیان کر دی۔ حضرت کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار نمودار ہو گئے۔ اور آپ نے خدام میں سے ایک کو فرمایا۔ "جاؤ! فلاں جگہ پر بچے کھیل رہے ہیں وہیں وہ بھی ہیں۔ انہیں بلا لاؤ!"

خادم نے تعمیل حکم کی اور بچے کو بزرگ کے سامنے لا کھڑا کیا۔ حضرت نے غضبناک ہو کر فرمایا۔ "تو نے ایسا کیوں کیا؟" بچے نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔ "ابا جان اس کا کام نہیں ہوا تھا! اسی لئے میں نے کہا۔" اس جواب پر حضرت نے تنبیہ فرمائی تو یہ معصوم بچہ رونے لگا۔ اور اسی عالم میں بولا "مائی! جا تیرے بیٹا ہی ہوگا۔۔۔ اور سب بیٹے ہو گئے!"

عورت یہ مژدہ سن کر واپس آئی، مگر گھر پہونچی تو اس کی مسرت اور حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کی لڑکیوں کو قدرت نے بنا دیا ہے!۔۔۔۔۔ اور پھر کچھ دنوں کے بعد ولادت ہوئی تو وہ بھی لڑکا!

میرے دینی اور ملی بھائیو! جانتے ہیں یہ بزرگ کون تھے؟ یہ بزرگ تھے حضرت سید صالح رحمۃ اللہ علیہ اور معصوم بچہ؟ حضرت غوث الاعظم غوث صمدانی قطب ربانی سیدنا محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی البغدادی رضی اللہ عنہ!

غزل ۔ عالیجناب سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب نصرت تنا گیروی

حرف مطلب کا زباں پہ کبھی لایا نہ گیا
سامنے تھے وہ مگر حال سنایا نہ گیا

ہو نہ جائے کہیں بدنام محبت ان کی
اسلئے ہجر کا منہ مجھکو دکھایا نہ گیا

مجھکو افسوس اگر ہے تو کس اس بات کا ہی
اپنی آہوں سے نشیمن کو جلایا نہ گیا

اُف وہ منظر رُخ روشن کا جو دیکھا تھا کبھی
حشر تک وہ مری آنکھوں سے بھلایا نہ گیا

انکے جلووں کی جہاں سوزی مسلم نصرت
میری نظروں کے مقابل نگر آیا نہ گیا

قصیدہ

تاج الشعراء عالیجناب محمد حشمت اللہ صاحب
ریاضی برہان پوری

مطلع اوّل

ہوگئی مخلوق جب خود کور باطن بدصفات
اور بن بیٹھے خدا عزیٰ ہبل لات ومنات

قافلے کیا قافلہ سالار تک گم کردہ راہ
آنکھ تھی لیکن نظر آتی نہ تھی راہِ نجات

جوہر انسانیت مفقود تھا انسان سے
آدمیوں میں نمایاں تھیں بہیمانہ صفات

آگیا دریائے رحمت پھر یکایک جوش میں
ہوگئی منشائے حق میلادِ فخرِ کائنات

روز و شب لگنے لگے میلادِ مبارک کیلئے
بارگاہِ کبریا میں پیش کی یہ عرضداشت

دن یہ کہتا تھا کہ یا رب دے سعادت یہ مجھے
دور میں میرے الٰہی مفتخر ہو کائنات

جلوہ گر ہو میرے دامن میں امام المرسلیں
گڑگڑا کر ملتجی تھی خالقِ اکبر سے رات

تھی خوشی منظور دونوں کی مشیت کو ضرور
ہو مسرت کا سبب میلادِ فخرِ کائنات

خلق میں اس وقت ہو نورِ محمد جلوہ گر
رات سے نادم نہ ہو دن - دن سے شرمائے نہ رات

جب ہویدا شرق سے ہونے لگے آثارِ صبح
اور رخصت ہو رہی تھی لیکے تاریکی کو رات

مطلع دوم

ہر طرف فردوس منظر تھا جمالِ کائنات
حسن کی رنگینیوں میں مسکراتی تھی حیات

جھٹپٹے میں صبح کے انگڑائیاں لیتا تھا نور
مضطرب آغوشِ مشرق میں تھا پیغامِ نجات

تھی ازل سے آنکھ سے اوجھل مشیت اس طرح
جس طرح ہو پردۂ ظلمات میں آبِ حیات

ہر شعاعِ مہر جوئے شیر کے تھی روپ میں
مشرقِ انوار بنتی جا رہی تھیں شش جہات

تھا طلوعِ صبحِ صادق کا نظارہ اس طرح
چرخ گویا کر رہا تھا کچھ زمیں سے جھک کے بات

صبحِ میلادِ مبارک تھی کہ تھے رطب اللساں
ہمصفیرانِ گلستاں ڈالی ڈالی پات پات

ہر طرف شبنم گلوں کے منہ دھلانے لگ گئی
لائی گلشن میں نسیمِ صبح پیغامِ حیات

ہو مبارک خلق کو میلادِ فخر المرسلیں
ہو مبارک عاصیوں کو شافعِ روزِ نجات

یا شفیع المذنبیں یا رحمۃ للعالمیں
امتِ عاصی کی ہم چشموں میں بگڑے نہ بات

ملتجی ہے یہ ریاضیؔ از طفیلِ آلِ پاک
مشکلیں آسان میری حل المشکلات

واقعات الصالحین

از رفیق ادارہ مولانا سید اکبر حسینی صاحب آرزو

۱
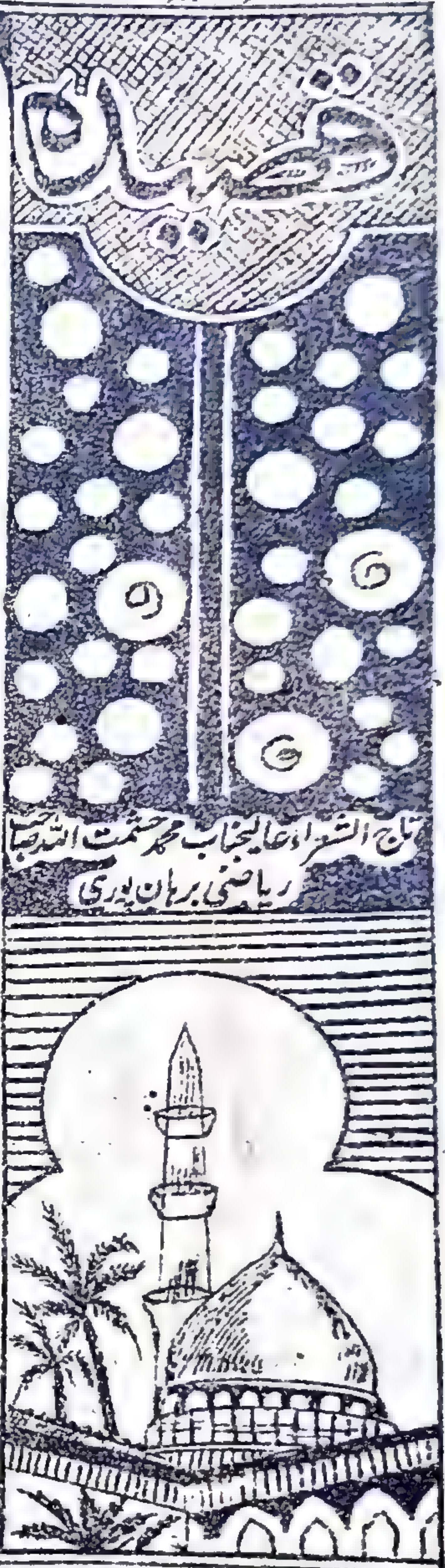
حضرت قطب الاولیا ابراہیم بن شہریار رحمۃ اللہ علیہ ایک روز مجلس میں وعظ فرما رہے تھے ایک خراسانی عالم بھی شریک تھا۔ مجمع کثیر پر ذوق و شوق کی وجدانی کیفیت طاری تھی۔ اس عالم نے خیال کیا میں عالم ہوں مفسر ہوں۔ محدث ہوں۔ ہر حیثیت سے شیخ سے زیادہ قابلیت رکھتا ہوں پھر کیا سبب ہے کہ میرے کلام میں یہ جاذبیت اور میرے بیان کو یہ قبولیت حاصل نہیں۔

حضرت نے فراست ایمانی سے اس عالم کا گمان معلوم کرکے قندیل کی طرف نظر کرتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو اس چراغ میں جو پانی نظر آرہا ہے وہ تیل سے پوچھتا ہے اے روغن میں تجھ سے زیادہ لطیف اور ہر دلعزیز ہوں تمام حیوانات و نباتات کی زندگی میرے دم سے ہے۔ پھر تجھکو یہ فوقیت کیسے ملی کہ میرے سر پر سوار ہے۔ روغن نے جواب دیا۔ تیرا خیال ایک حد تک درست ہے لیکن تو نے کبھی غور کیا کہ مجھکو کن مشقتوں اور مصیبتوں کا سامنا رہا۔ کیسے کیسے رنج و سہے۔ بویا گیا۔ کاٹا گیا کوٹا پیسا گیا۔ پھر کولھو میں پیلا گیا پھر طرفہ یہ کہ خود جلتا ہوں اور دوسروں کو روشنی پہنچاتا ہوں۔ بغیر ریاضت و مشقت عزت و عظمت نہیں ہوسکتی۔ جب وعظ ختم ہوا عالم مذکور نے معذرت چاہی اور سوءظنی سے [illegible]ی۔

۲

حضرت ابو عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک معتقد نے دریافت کیا اس شخص کے متعلق حضور کا کیا خیال ہے جسکی اٹھکر تعظیم کی جائے تو خوشی کا موجب ہوتا ہے ورنہ اپنی توہین سمجھ کر ناراض ہو۔ حضرت نے اسوقت خاموشی اختیار کی۔ دوسرے روز جب مجلس وعظ میں وہ تعظیم طلب بھی حاضر تھا ارشاد فرمایا۔ مجھ سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ اس شخص کا انجام کیا ہوگا جو تعظیم و تکریم کا متمنی ہو اس کی سر وقد تعظیم کیجائے تو خوش ہو ورنہ ناراض۔ اسکا جواب یہ ہے۔

یہ خواہش غرور و تکبر پر مبنی ہوتی ہے اس لئے اس کا انجام بخیر نہیں۔ وہ وہ ترسا ہوکر مریگا یا یہودی۔

۳

حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شب مجھے خواب میں دو فرشتے نظر آئے اور دریافت کیا "صدق" کیا ہے؟ میں نے جواب دیا الوفاء بالعہود یعنی وعدوں کا ایفا کرنا۔ انھوں نے کہا۔ صدقتَ تو نے سچ کہا۔

دوسری رات میں نے ابلیس کو خواب میں دیکھا اور اسکو مارنے کیلئے اپنا عصا اٹھایا غیب سے آواز آئی شیطان عصا سے نہیں ڈرتا بلکہ وہ نور ایمان سے خائف رہتا ہے جب میں نے ابلیس کو قریب طلب کیا اس نے کہا میں تمہارے پاس آکر کیا کروں جس چیز سے میں لوگوں کو دلم تزویر میں پھانستا ہوں تم نے اسی کو دور کر دیا ہے میں نے پوچھا کیا چیز ہے۔

اس نے جواب دیا۔ "حب دنیا"

کفر کی حرکت اور نور ایمان

از قلم ... حضرت مولانا حافظ ... سید سبط الحسن
صاحب ... خطیب ... آستانہ ...

گذشتہ سے پیوستہ

کر وہ تو سب کا رب ہے پھر آپ باہر تشریف لائے شام کا وقت تھا چاندنی رات تھی چاروں جانب نظر فرمائی فلما جن علیہ اللیل را کوکباً قال ھذا ربی پس پھر چاندنی رات غائب ہو گئی دیکھا آپ نے تارے کو چمکتا ہوا فرمایا یہ میرا رب ہے فلما افل قال لا احب الافلین پس جب وہ تارہ بھی چھپ گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں چھپ جانے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

فلما را القمر بازغاً قال ھذا ربی پس جب ملاحظہ فرمایا روز دوم چاند روشن کو طلوع کردہ فرمایا یہ میرا رب ہے فلما افل قال لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین۔ پس جب چاند بھی چھپ گیا فرمایا اگر نہ ہدایت فرمائی میرے پروردگار نے مجھ کو تو البتہ میں ہو جاؤں گا از گروہ گمراہان۔ فلما را الشمس بازغۃ قال ھذا ربی ھذا اکبر پس جو ملاحظہ فرمایا روز سوم سورج کو روشن طلوع کردہ فرمایا یہی میرا پروردگار ہے اور یہی سب سے بڑا ہے فلما افلت قال یا قوم انی بری مما تشرکون پس جب چھپ گیا تو فرمایا اے میری قوم میں بتحقیق بری ہوں (اور بیزار ہوں) اس چیز سے کہ شریک کرتے تم (ساتھ رب اپنے کے) انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین بتحقیق پھیرا میں نے منہ کو اپنے اس ذات کے پیدا کیا جس نے آسمان اور زمین کو منہ پھیرنا خلوص دل سے اور نہیں ہوں میں مشرکوں سے ان باتوں سے آپکی خدا پرستی اور باطل سے نفرت کا چرچا جا بجا ہو گیا ایک روز اتفاق سے آپکی والدہ آپ کو نمرود کے پاس لے گئیں نمرود مردود ایک مرد بد شکل تھا آپ نے دیکھا کہ تخت کے اوپر بیٹھا ہے اور غلام اور کنیزیں حسین وجمیل صف بستہ آس پاس کھڑی ہیں آپ نے اپنی والدہ سے فرمایا یہ کون ہے جس کے پاس مجھ کو لائی ہے ماں نے جواب دیا کہ بیٹا یہی ہم سب کا خدا ہے آپ نے فرمایا واہ خوب اے ماں یہ کیسا خدا ہے کہ بندوں کو تو خوبصورت پیدا کیا اور آپ خود اتنا بدصورت ہے کہ دیکھنے سے نفرت معلوم ہوتی ہے۔

اے ماں بندوں سے تو خدا کو خوبصورت ہونا چاہیئے پس کہ شان شیئ اسکے مثل کوئی شئے نہ ہو۔

آپکی والدہ بھی ان پیاری اداؤں والی باتوں پر ہنسنے لگیں اور وہاں سے لے آئیں آپکی اس وحدت پرستی کا اثر بڑھتا چلا گیا۔ آذر کے گھر میں تجارت ہی بتوں کی تھی جب بت بنکر تیار ہو جاتا تو ابراہیم علیہ السلام سے کہا جاتا کہ لو اسکو لیجا کر بازار میں فروخت کر آؤ۔ آپ اپنے باپ کا کہنا ٹال تو سکتے نہ تھے تیار ہونا پڑا حضرت ابراہیم علیہ السلام بت فروشی کے لئے نکلتے مگر کس طرح؟ بت کو رسی سے باندھ کر ایک سرا اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے اور بت کو گھسیٹتے ہوئے بازار تک لاتے صنم پرست جب اپنے معبودوں کو اس حال میں دیکھتے فوراً خرید لیتے حضرت ابراہیم علیہ السلام دام لیکر واپس چلے آتے کچھ عرصہ تک تو اصنام پرست حضرت خلیل کے اس رویہ کو بنگاہ فکر دیکھتے رہے مگر جب انھیں ہر روز یہی تماشہ نظر آیا تو انھوں نے آذر کے پاس آکر شکایت کی کہ تمہارا فرزند ہمارے معبودوں کی کرتا ہوا بازار میں لاتا ہے اسے سمجھا دینا ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ آذر نے قوم سے وعدہ کیا کہ تمہارے کہنے کے مطابق اسے ضرور سمجھاؤنگا چنانچہ جب آپ بازار سے تشریف لائے تو آذر نے آپکو بہتر اسمجھایا۔ مگر بھلا ایک توحید پرست قلب پر مشرک پدر کی پند و نصیحت کیا اثر کر سکتی تھی؟ الٹے آپ نے باپ کو نہایت عمدہ پیرایہ میں سمجھایا اور فرمایا اذ قال لابیہ یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیأ جبکہ فرمایا آپ نے اپنے باپ سے اے باپ کیوں پرستش کرتے ہو اسکی جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے اور نہ کوئی شئے وہ تم کو دے سکتا ہے (یعنی نہ سنے نہ دیکھے نہ کفایت کرے تجھ سے کچھ) یا ابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا اے پدر تحقیق ہر آئینہ آیا ہے میرے پاس ایسے علم سے جو کچھ کہ نہیں آیا تیرے پاس پس پیروی کرو میری میں دکھلاؤنگا تجھ کو راہ سیدھی یا ابت لا تعبد الشیطان ان الشیطان

[illegible]ت بالرحمٰن عصیاً۔ اے پدر من نہ عبادت کر شیطان کی تحقیق شیطان ہوا ہے
اپنے اللہ سے نافرمان یاابت انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمٰن فتکون
شیطان ولیاً۔ اے پدر بہ تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ تو گرفتار ہو جاوے اللہ کے
عذاب میں اور ہو جاوے شیطان کا دوست قال اراغب انت عن الھتی یاابراھیم
لئن لم تنتہ لارجمنک واھجرنی ملیاً۔ کہا آذر نے کہ اے ابراہیم اگر تو رو
کرتا ہے ہمارے معبودوں سے تو البتہ سنگسار کرونگا تجھ کو
(ورنہ تو چلا جا) اور چھوڑ جا مجھ کو ایک مدت
[illegible] قال سلام علیک
[illegible] سا ستغفر لک ربی انہٗ
[illegible] بی حفیاً۔ فرمایا
[illegible] سلامتی ہو تجھ پر
[illegible] تیرے لئے
[illegible] بخشش
[illegible] مانگونگا اپنے رب
[illegible] تحقیق وہ مجھ پر
[illegible] اعتزلکم وما تدعون من
[illegible] ن اللہ وادعو ربی عسیٰ ان
[illegible] کون بدعاء ربی شقیاً۔ اور کنارہ
[illegible] ہو جاونگا میں تم سے اور اس چیز سے کہ پکارتے
[illegible] سوائے اللہ کے اور میں تو پکاروں گا اپنے رب
[illegible] ید ہے کہ میں اپنے رب کے پکارنے سے بے نصیب
[illegible] رہونگا۔

اس کے بعد پے در پے نمرود کے پاس شکایتیں پہونچیں
[illegible] نمرود نے آپ کو دربار میں بلا بھیجا اور اپنے کو سجدہ کرنے کا حکم دیا
[illegible] نے فرمایا خدائے واحد کے سوا کسی دوسرے کے سامنے نہ سجدہ ہوتا ہے نہ سر
[illegible] جھکایا جاتا ہے۔ نمرود بولا رب کون ہے فرمایا وہو یحیی ویمیت وہ جلاتا
[illegible] اور مارتا ہے نمرود نے دو قیدی بلائے ایک کو مار ڈالا اور دوسرے کو چھوڑ
[illegible] دیا کہا میں جلاتا ہوں اور مارتا ہوں (نعوذ باللہ) آپ اسکی حماقت کو سمجھ
[illegible] فرمایا میرا رب سورج کو پورب سے نکالتا ہے تو پچھم سے نکال کر بتلا تو جانوں

نمرود مردود مبہوت ہوگیا اور نہ لوگوں میں ان باتوں کا شہرہ ہوا قوم کے عید کا روز آیا
اور سب میلے کو خوشیاں منانے نکلے آپ کو انکی ہمراہی پسند نہ آئی معقول بہانہ فرماکر
رک گئے جب سب قوم خوشیاں مناکر واپس ہوئی پھر آپ بت خانہ میں تشریف لے گئے
ملاحظہ فرمایا ہر قسم کے کھانے رکھے ہوئے ہیں۔ فرمایا یہ کھانے کیوں نہیں کھاتے۔
صنم کیا بولتے آپ نے توڑنا شروع کیا جب سب توڑ چکے تو بڑے صنم کے ہاتھ میں
تیر دیکر واپس تشریف لے آئے دوسرے وقت جب قوم گئی اپنے معبودان باطل
کا یہ حال دیکھکر کہنے لگی ہو نہ ہو یہ ابراہیم کا فعل ہے نمرود کے پاس شکایت
کی نمرود نے آپ کو بلا بھیجا اور دریافت کیا کہ تم نے یہ کیا کیا فرمایا
ان کے بڑے نے ایسا کیا ہے اسی سے پوچھ لو یعنی ابراہیم
علیہ السلام نے غلط یا جھوٹ نہیں فرمایا ان سب میں آپ
بڑے تھے اور جواب دے سکتے تھے لوگوں نے سر
جھکالیا پھر فرمایا ایسے کی پرستش کرتے ہو نہ
نفع کا مالک نہ ضرر کا کھسیانے ہوکر
کہنے لگے ان سے اپنے معبودوں
کا بدلہ ضرور لینا چاہیے
اور ان کو آگ میں
جلا دینا چاہیے
نمرود نے
بھی
قوم کے
فیصلے کی
تائید کی اور آپ
کو ڈرایا دھمکایا سمجھایا
بجھایا۔
مگر اس عاشق توحید الٰہی نے جسکو عنقریب
خلیل اللہ کا لقب دربار خداوندی سے عطا ہونے والا تھا اس
اس سرسری واقعہ میں جس کی استقامت کا امتحان ہو رہا تھا صاف صاف آپ
نے فرما دیا۔
اے بادشاہ سن تو میں صرف اس خدائے واحد کی پرستش کرتا ہوں جسکا کوئی

غزل

جناب شفیق الہ آبادی

وقت آخر بھی وہ آکر بالیں پہ عیادت کر نہ سکے
اک بیکس مرنے والے پر اتنی بھی عنایت کر نہ سکے

تھے جور و ستم بھی عین کرم کبھی اسکی شکایت کر نہ سکے
دل سے تو بغاوت کی لیکن ہم ان سے بغاوت کر نہ سکے

دن رات یہی غم رہتا ہے کیا یاد کریں گے لوگ ہمیں
دنیا میں کوئی بھی کام اے دل ہم تیری بدولت کر نہ سکے

یہ مانا دوزخ کے شعلے اشکوں سے بجھ تو گئے لیکن
افسوس ہے اسکا جی بھر کر ہم شرح ندامت کر نہ سکے

عظمت سے نہ واقف تھے شاید کرتے تھے جو ہر دم طعنہ زنی
میخانے میں آکر ناصح بھی رندوں کو نصیحت کر نہ سکے

ناصح کی نصیحت پر ہم نے سوچا تھا کہ توبہ کر ڈالیں
ساقی سے نگاہیں ملتے ہی انکار کی جرأت کر نہ سکے

کیا کیا تھیں تمنائیں دل میں کیا کیا نہ خیال آئے تھے
افسوس کہ ہم اپنا گلشن ہم پایۂ جنت کر نہ سکے

وَیُزَکِّیْھِمْ

مولانا محمد عثمان اعظمی
خطیب جامع مسجد
گونڈیا (ایم پی)

پیغمبر اسلام، دلوں کی بگڑی ہوئی دنیا سُدھارتے ہیں

آفتاب و ماہتاب اگر اپنی چمک دمک سے بادلوں پر طرح طرح کے نقش و نگار اور رنگ برنگ کے قوس قزح ابھار کر ہمیں دعوتِ نظارہ دیتے ہیں، تو یقین کیجئے کہ بادلوں کی یہ زنگار نگی آفتاب و ماہتاب کی حقیقی جلوہ نمائی نہیں ہے۔ بلکہ درحقیقت یہ قدرت کی فیاضی ہے کہ اس نے انھیں لاکھوں حقیقی مقاصد کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ ...... ہزاروں ضمنی مقاصد کی جلوہ نمائی کی بھی صلاحیت بخشی ہے آفتاب و ماہتاب کے حقیقی مقاصد تو وہ ہیں جن کے لئے وہ ہر شب و روز ابھرتے اور چمکتے ہیں یعنی دنیا کو روشنی پہونچانا کھیتوں کو پکانا پودوں کو اگانا، پھلوں کو بڑھانا وغیرہ وغیرہ اور یہ خصوصیت کچھ آفتاب و ماہتاب ہی کی نہیں، بلکہ دنیا کی تمام چیزوں کا یہی حال ہے کہ اگر وہ ایک طرف قدرت کے تفویض کئے ہوئے ہزاروں حقیقی مقاصد انجام دیتے ہیں، تو دوسری طرف قدرت کے لاکھوں ضمنی مقاصد کی بھی انجام دیکر اُس کی فیاضی اور کرم گستری کا خطبہ پڑھتے ہیں۔

رسالت کا حقیقی مقصد

قادرِ مطلق اپنے محبوب بندوں یعنی رسولوں کو اپنی کرم فرمائیوں سے پوری فیاضی کے ساتھ نوازتا ہے۔ وہ انھیں حُسن و جمال بھی عطا فرماتا ہے اور معجزات کی قوت لازوال بھی۔ وہ غیب و شہود پر انھیں قدرت بے مثال بھی بخشتا ہے اور تسخیر قلب و روح کے لئے حکمتِ باکمال بھی ...... لیکن آپ یقین کیجئے کہ اس کے محبوب بندوں اور رسولوں کے یہ حقیقی مقاصد نہیں کہ وہ اپنے حُسن و جمال سے انسانوں کے دلوں کو موہ لیں، اور نہ ان کا یہ حقیقی منشاء بعثت ہے کہ معجزات و مغیبات کی قدرتی طاقتوں سے لوگوں کے قلوب و ارواح کو دم بخود بنا دیں۔ ان کے پروردگار کی شانِ کریمی ہے کہ ان کو حقیقی مقاصد کے ساتھ ساتھ ان ضمنی مقاصد سے بھی سرفراز فرماتا ہے جو ان کے حقیقی مقاصد کے لئے ممدّ و معاون ہیں، و نیز ان کے ذریعہ پروردگار اپنے محبوبوں کی برتری کو اور بلند تر کر دکھاتا ہے۔

رسولانِ عظام اور انبیاء کرام کے حقیقی مقاصد درحقیقت وہ ہیں جن کی طرف قرآن نے جگہ جگہ اپنے واضح بیانات کیساتھ ہمیں متوجہ کیا ہے۔ ایک مقام پر قرآن پاک اپنے "پاک رسول" صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں مدح سرائی کرتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔

بلاشبہ اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں انھیں سے رسول مبعوث کیا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتے اور ان کے دلوں کو پاک فرماتے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

اس وقت رسالت و نبوت کے حقیقی مقاصد پر آیات قرآنی کا احاطہ مقصود نہیں، اور نہ ان کے تمام مقاصد حقیقیہ کی تفصیل پیش نظر ہے۔ بلکہ ان سطروں میں رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مقاصد حقیقیہ میں سے صرف اُس ایک مقصد پاک پر الفاظِ سعادت جمع کرنے کا خیال ہے۔ جو وَیُزَکِّیْھِمْ کے مختصر سے قرآنی جملہ میں مستور ہے

دُنیا کے بگڑے ہوئے انسانوں کو پیغمبر اسلام نے کس طرح سُدھارا!!

پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت اس دنیا کو اپنی تشریف آوری سے سرفراز فرمایا تو اسوقت کے انسان صرف اپنے پیدا کرنے والے معبود کو ہی نہیں بھولے ہوئے تھے، بلکہ انسوقت کی پوری دنیائے انسانیت اپنے انسانی خصائل و شمائل بھی فراموش کر چکی تھی۔ اسوقت کا ہر انسان ظالم یا مظلوم میں بٹا ہوا تھا۔ وہ درحقیقت انسانی شکل و صورت میں درندے تھے، ایسے درندے تھے، ایسے درندے جنگی درندگی سے جنگلوں کے درندے اور بھیڑیئے بھی شرمار ہے تھے۔ آبرو لوٹ لینا، عزت ریزی کرنا، قتل و غارتگری اسوقت کے انسانوں کا تفریحی مشغلہ تھا۔ امن وامان کا کہیں نام نشان تک نہ تھا، ہر جگہ انسانیت پر حیوانیت نے چھایا اور رکھا تھا، مختصر یہ کہ پورا انسانی سماج از سرتاپا حیوانی سماج میں تبدیل ہو چکا تھا۔

ایسے تاریک ماحول اور حیوانی سماج میں اللہ کے برگزیدہ اور امی لقب رسول صلی اللہ علیہ وسلم انسان کامل بنکر دنیا کو اخوت و محبت اور درندہ خصلت انسانوں کو انسانیت کا پیغام سنانے کے لئے تشریف لائے۔۔۔۔۔۔ یہ رہبر اعظم جنکو دنیا "محمد رسول اللہ" (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام نامی و اسم گرامی سے یاد کرتی ہے، ان کے اوصاف نبوت و رسالت کا قرآن و حدیث اور تاریخ میں ذکر ملتا ہے وہ بہرحال نبوت و رسالت کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ لیکن ان کمالات نبوت سے قطع نظر کر کے صرف آپ کی "انسانیت کبریٰ" پر نگاہ ڈالئے تو انسانیت کے اس محسن اعظم کے سامنے احسانمندی کی ادا سے گردنیں جھکنے پر مجبور نظر آئینگی۔۔۔۔۔۔۔ آپ نے "انسان کامل" کی حیثیت سے دنیا کو انسانیت کا جو پیغام دیا تو اس نے درندہ خصلت انسانوں میں صرف احساس انسانیت پیدا کیا بلکہ اس حیوانی سماج کی اسطرح کایا پلٹ کر رکھدی کہ وہی اب انسانیت کے محافظ اور پناہ گاہ بن گئے جو کہ قتل و غارتگری میں جن کے ہاتھ اپنے لیکن گندگی تھی وہی خانہ ابد مظلوموں اور کمزوروں کے دست و بازو ہو گئے۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اس انسان کامل کے اسوۂ حسنہ نے ساری دنیا کو انسانیت کے نور سے معمور کر دیا۔

آخر یہ کسطرح ہوا؟

قدرتی طور پہ یہ سوال پیدا ہوگا کہ آخر یہ عظیم الشان کام کسطرح شاندار کامیابی کیساتھ (قلیل مدت میں) انجام پذیر ہوا؟ تو آیئے ہم قرآن کے اس مختصر سے جملہ کی طرف متوجہ ہوں جس نے اس راز کو کھولا اور "اسوۂ رسول" کی طرف رہنمائی کر کے ہمیں تبلیغ اور تعمیر انسانیت کا اصلی گر بتایا ہے۔

وہ مختصر سا جملہ "وَيُزَكِّيهِمْ" ہے۔ اس پاک جملہ میں قرآن نے یہ بتایا کہ وہ "انسان کامل" جو دنیا کو آدمیت اور انسانیت کا پیغام سنانے آیا تھا اس نے اس سرچشمہ کو بند کیا جس سے سارا تالاب گندا ہو رہا تھا۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ اس نے اس مچھلی پر قابو حاصل کیا جو تنہا اپنی حرکتوں اور شرارتوں سے سارے تالاب کو گندا کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔ یعنی "پیغمبر اسلام دلوں کی بگڑی ہوئی دنیا سدھارتے ہیں" (قرآن) درحقیقت پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دلوں ہی کے بنانے میں ساری مصیبتیں جھیلیں اور درندہ خصلت انسانوں کے قلوب و ارواح میں ہی انسانیت کا احساس اور اس کی حقیقی قدر و قیمت پیدا کرنے کے لئے شب و روز دل کی پوری لگن کے ساتھ متوجہ رہے۔ یہاں تک کہ جب دل کی دنیا بدل گئی سارا حیوانی اور شیطانی سماج بدل گیا۔ تو کس قدر حقیقت آگیں ہے یہ حدیث پاک:

ان فی الجسد لمضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله۔ الا وھی القلب

بیشک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے کہ جب وہ درست رہتا ہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور جب وہ نادرست اور بے راہ رو ہو جاتا ہے تو سارا جسم فاسد اور بے راہ رو ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ آگاہ ہو کہ وہ ٹکڑا "دل" ہے پس دل اگر سدھر گیا تو سمجھئے کہ سب بن گیا۔ اور یہ حقیقت از سرتاپا حقیقت ہے کہ کسی قوم اور ملک کے بناؤ اور بگاڑ میں دل اور ذہن ہی دخیل ہیں۔

آج کی دنیا میں لاکھوں جماعتیں اور سیکڑوں سلطنتیں ملک و قوم کے بنانے اور سنوارنے میں لگی ہوئی ہیں۔ لیکن یہ ملک و قوم میں اگر کوئی تبدیلی ہوتی ہے تو صرف یہ کہ ہمارا انجینیئر ہزاروں عمدہ عمارتوں سے شہروں کو آباد کرتا رہے اور قوم نیچے سے اٹھکر اوپر پہونچ جاتی ہے

ہماری سائنسی ترقی ہمیں اڑنا سکھا دیتی ہے اور ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم
جیسے سیکڑوں محیر العقول ایجادات سے اپنی ترقی کا سکہ دلوں پر بٹھا
دیتی ہے اور اسٹیل [illegible] کے لاکھوں تعمیر و ترقی کے کام سارے ملک میں ہماری
قوم کر رہی ہے، مگر حقیقت میں نگاہوں سے دیکھیے تو موجودہ ترقی کی
بدولت ہر جگہ انسانیت نہ صرف معدوم ہے بلکہ وہ جاہلیت کی ساری
درندگی آج کی تمدن آب دنیا پر چھا چکی ہے ...... پہلے ساری درندگی
جہالت اور بربریت کا نتیجہ تھی اور آج کی یہ درندگی تعلیم، آرٹ اور ٹیکنیکل
ترقی اور تمدنی و تہذیبی دور کی پیداوار ہے، پہلے کی "جاہلی درندگی" معیوب
تھی اور آج کی "تعلیمی اور تمدنی درندگی" مطلوب و محبوب ہے اس لئے
کہ اس کا شریف نام "ترقی ہے"۔ بلا شبہ ساری دنیا ترقی کی معراج پر پہنچ
چکی ہے لیکن اس طرح کہ ساری دنیا میں انسانی خصائل و شمائل معدوم
ہیں۔ اگر دنیا چاہتی ہے کہ انسانیت پروان چڑھے تو آج کی سائنسی
اور مادی ترقی کے ساتھ ساتھ پیغمبر اسلام کے اس اسوہ کا مطالعہ ناگزیر
ہے جس میں ہمارے لئے قصر انسانیت کی تعمیر کے بہترین اصول موجود ہیں
اور وہ ہیں دلوں کی ویران دنیا کو انسانی خصائل و شمائل سے آباد کرنا
...... اور اس کی تعلیم حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اسوہ حسنہ سے ملتی ہے جس سے ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہ جیسے ہزاروں
وہ انسان فیضیاب ہوئے جنھوں نے دنیا کو اپنی زندگی پیش کر کے
صحیح انسانیت کا سبق دیا جس کو آج بھی انسانیت پسند افراد [illegible]
[illegible] ہے ------

بس کو یہ صحیح ہے کہ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کر دیتی ہے
تو پھر ان تعلیمی اور ترقی مچھلیوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے
جو ہمارے انسانی تالاب میں اپنے عفریتی کردار اور بہیمانہ قوتوں کے
آمد و رفت بھاگ دوڑ اور توڑ پھوڑ سے بنی ہوئی ہیں؟ ------
کیا ہے کوئی جو ملک اور قوم جو اپنی سائنسی طاقتوں سے ان عفریتی
مچھلیوں کو انسانیت کے تالاب کو گندا کرنے سے روکے اور دنیا
میں انسانیت کا معیار رکھنے کے لئے ان درندہ خصلت انسانوں کے
دلوں میں انسانیت کی قدر و قیمت بٹھا کر صحیح معنوں میں تعلیم و ترقی
کا نام روشن کرے ...!

ماہنامہ پاسبان الہ آباد کی خصوصیات

عصر حاضر میں اردو رسائل کی کساد بازاری کا حال محتاج تشریح
نہیں بالخصوص اردو کے وہ رسائل جو مذہب و ملت کے ترجمان
بعض مذہبی رسائل کو اپنی مقررہ پالیسی سے کنارہ کش ہو کر
تصویر، فوٹو، معمہ بازی جیسے وسائل کو اختیار کرنا پڑا۔ حالانکہ خود
رسالہ کا باب الاستفتا اس کی اجازت نہیں دیتا۔

مگر ایسے نازک دور میں ماہنامہ پاسبان "جس شائستہ پالیسی
اپنے کو باقی رکھکر شاہراہ ترقی پر گامزن ہے یہ صرف پاسبان
ہی کا حق ہے پاسبان اصلاحی ادبی تاریخی مضامین کا گہوارہ اور
و عقیدت سے بھری نعت شریف و انقلابی نظم و شائستہ غزلیات
کا مجموعہ ہے قرآن عزیز کی تفسیر حدیث پاک کی تشریح، فقہی مسائل
کی توضیح صحابہ کرام و اولیاء عظام کے حالات پر تبصرہ، اردو ادب
میں زریں مقالے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے ہر ماہ کی ملکی خبروں
کا تجزیہ پیش کرنا پاسبان کا نصب العین ہے۔

پاسبان کے ۷۲ صفحات محض مضامین کے لئے وقف ہیں اس
حیثیت سے کوئی دوسرا رسالہ "پاسبان" کا ہم پلہ نہیں۔
ملک کے عمائد و مشائخ و علماء اسلام "پاسبان" کے ہمنوا
ہیں۔ ہندوستان، پاکستان، افریقہ عراق، بغداد، حجاز، مدینہ
وغیرہ تک ماہنامہ "پاسبان" کی رسائی ہے۔

پروردگار عالم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایسی پالیسی
پر استقامت و استقلال بخشے جو شریعت اسلامیہ کے موافق و مطابق
ہو۔ اور شریعت کے خلاف ہمیں ایک انچ بھی آگے بڑھنے سے
محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

منیجر پاسبان

نوائے امروز

(از حاجی جوہر چاندوڑی)

اے قدامت کے پرستار! بدل اپنا نظام | محوِ عشرت نہ ہو سن قوم و وطن کا یہ پیام
وقت آیا ہے کہ لے جذبۂ ایثار سے کام | دیکھ نزدیک ہے آزادیٔ ملت کا مقام

کس لئے عزم ترا مائل پرواز نہیں
آج تو کس لئے مصروفِ تگ و تاز نہیں

محوِ حیرت ہوں، تجھے کیوں نہیں کچھ قدرِ وجود | تیری ہستی پہ مسلط ہوا کیسا یہ جمود
بندۂ عیش نہ بن، شیفتۂ رقص و سرود | کہیں برباد نہ کردے یہ تجھے تیری نمود

وقت کا سخت تقاضا ہے کہ بیدار ہو تو
ہیں وہ آثار کہ مٹ جائیگا ہشیار ہو تو

تجھ میں صدیقؓ سا کیوں جذبۂ ایماں نہ رہا | تجھ میں کیوں رعبِ عمرؓ شیوۂ عثماںؓ نہ رہا
تجھ میں کیوں زورِ علیؓ مردِ مسلماں نہ رہا | تجھ میں کیوں ولولۂ خالدؓ و سلماںؓ نہ رہا

کیوں عمل سے ترے ہوتی نہیں تائید سلف
تجھ سے رخصت ہوئی کیوں عادتِ تقلید سلف

دل میں وہ حوصلۂ حیدرؓ کرار نہیں | تیرے اطوار میں وہ عظمتِ احرار نہیں
تجھ میں اگلی سی کوئی ندرتِ کردار نہیں | ہو گئے سست قدم تیزیٔ رفتار نہیں

بادشاہوں سے بھی بڑھکر کبھی تھا تیرا وقار
غالباً تیری نظر میں نہیں اپنا معیار

بزمِ امکاں میں جلا، جلد عزائم کا چراغ | یہ بھی ممکن ہے کہ کھو جائے نہ منزل کا سراغ
منزلِ اوج پہ آجائے اگر تیرا دماغ | غیر ممکن ہے میسر نہ ہو تسکین و فراغ

فکرِ بہبودیٔ ملت ہی رہا ہے تیرا شعار
باعثِ فخر ہو جوہر کے لئے تیرا وقار

سیرۃ المصطفیٰ

از فقیہ اعظم سلطان المناظرین حضرت مولانا الحاج مفتی محمد اجمل شاہ صاحب مفتی سنبھل

ابن حاتم وغیرہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ كُنْتُ اَوَّلَ الْاَنْبِيَاءِ خَلْقًا وَّاٰخِرَهُمْ بَعْثًا۔ میں باعتبار خلق کے اول انبیا اور باعتبار بعث کے آخر انبیا ہوں۔

ابن سعد بطریق مرسل حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ كُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ ۔ میں پیدائش میں لوگوں سے اول اور بعث میں ان سے آخر ہوں۔

ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا میں سب سے اول باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُكْسٰى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ اَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِيْ۔ میں سب سے اول زمین سے باہر تشریف لاؤں گا۔ پھر مجھے جنتی لباسوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا۔ میں عرش کی داہنی طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں تمام مخلوق میں سے میرے سوا کوئی بھی وہاں کھڑا نہ ہو سکے گا۔

ترمذی وابن ماجہ ومسند امام احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ۔ میں اول شفیع اور اول وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔ اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا۔

ابن نجار حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّدُقُّ بَابَ الْجَنَّةِ میں سب سے اول جنت کا دروازہ کھولوں گا۔

مسند امام احمد میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّؤْذَنُ لَهٗ فِي السُّجُوْدِ میں ہی سب سے اول وہ شخص ہوں جس کے لئے سجدہ کی اجازت دی جائے گی۔

مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ میں ہی سب سے اول جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

ابونعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَا فَخْرَ میں ہی سب سے اول جنت میں داخل ہوں گا اور کچھ فخر مقصود نہیں۔

ترمذی۔ دارمی۔ ابونعیم بسند حق حضرت عبداللہ بن عباس سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ میں ہی سب سے اول دروازہ جنت کی زنجیر ہلاؤں گا۔

بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ يُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ صراط پشت جہنم پر رکھی جائے گی تو میں ہی سب رسولوں سے اول اپنی امت کو لے کر گذر فرماؤں گا۔

ملا علی قاری شرح شفا میں راوی کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَوَّلُ مَنْ قَالَ بَلٰی فِی الْمِیْثَاقِ میں ہی سب سے اول ہوں جو میثاق کے دن بلٰی کہا۔

ملا علی قاری شرح شفا میں راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو سب سے اول پیدا فرمایا۔

مواہب لدنیہ میں بسند عبد الرزاق حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے سب سے پہلی وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے پیدا فرمایا تعلیم فرمائیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر یہ نور بقدرت الٰہی جہاں جہاں اس کی مشیت ہوئی دورہ فرماتا رہا اور اس وقت نہ لوح و قلم تھے نہ جنت و دوزخ۔ نہ کوئی فرشتہ تھا۔ نہ آسمان و زمین تھے نہ آفتاب و ماہتاب نہ جن تھے نہ انسان۔ الخ

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوم میثاق اقرار ربوبیت میں اول۔ ایمان[۲] بالبعد میں اول۔ نبوت[۳] میں اول۔ روز[۴] قیامت بعث میں اول۔ قبر[۵] سے اٹھنے میں اول۔ طلب[۶] شفاعت میں اول۔ قبول[۷] شفاعت میں اول۔ دروازہ[۸] جنت پر داخل ہونے میں اول ۔۔۔ بالسجود میں اول۔ پل[۱۰] صراط پر گذرنے میں اول۔ خلق[۱۱] و ایجاد عالم میں اول۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت ناقابل انکار ہے اور آخر کی حدیث سے ثابت ہو گیا کہ حضور تخلیق و ایجاد میں ایسے اول ہیں کہ آپ سے پہلے عرش و کرسی۔ لوح و قلم۔ جنت و دوزخ۔ آسمان و زمین۔ آفتاب و ماہتاب۔ جن و انس حور و ملک میں سے کچھ بھی نہ تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مخلوق اول ثابت ہوئے۔

اب باقی رہیں وہ احادیث جن سے عرش و آب یا قلم کا اول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جیسے ترمذی شریف میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ (یعنی اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا) یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث قَدَّرَ اللّٰہُ مَقَادِیْرَ الْخَلْقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ وَّکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَاءِ اللہ نے آسمان اور زمین کے پیدا فرمانے سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوق کی مقداریں مقرر کیں اور اس وقت عرش پانی پر تھا۔

یا یہ حدیث اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَخْلُقْ شَیْئًا مِّمَّا خَلَقَ قَبْلَ الْمَاءِ یعنی اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں سے پانی سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی تو ان احادیث کے مابین تعارض کا کیا جواب ہے۔ اور سب احادیث کے مضامین میں توفیق کس طرح ہوگی۔

لہٰذا توفیق احادیث سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اولیت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک اولیت حقیقیہ۔ دوسری اولیت اضافیہ۔ اولیت حقیقیہ یہ ہے کہ وہ تمام چیزوں سے پہلے ہو اور وہ کسی چیز کے اعتبار سے بعد میں نہ ہو۔ یعنی اسے ہر طرح حقیقی اولیت حاصل ہو اور کسی اعتبار سے اسے بعدیت کا خطرہ لاحق نہ ہو سکتا ہو۔ اور اولیت اضافیہ یہ ہے کہ وہ ہر چیز سے تو اول نہیں ہے بلکہ بعض چیزوں کے اعتبار سے بعد میں بھی ہے۔ تو اس کی اولیت بعض کے اعتبار سے ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا اول حقیقی کبھی اول اضافی کے معارض نہیں ہوا کرتا ہے جیسے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اول الانبیا ہونا اور سید آدم علیہ السلام کا اول الانبیا ہونا تو ان ہر دو حضرات کے اول الانبیا ہونے میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت تو اولیت حقیقیہ ہے کیونکہ آپ کی نبوت کسی نبی کے بعد میں نہیں بلکہ آپ تمام انبیا میں نبی اول ہیں تو آپ کی اولیت تو اولیت حقیقیہ ہوئی۔ اور سیدنا آدم علیہ السلام کی دراصل درحقیقت اولیت اضافیہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور انبیاء کے اعتبار سے اول الانبیا ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے اول الانبیا نہیں کہ انھیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت عطا کی گئی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے خود حضور نے فرمایا۔ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ میں نبی تھا اور آدم ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(باقی آئندہ)

سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیشگوئیاں

(از مداحِ رسول مولوی محمد اسمٰعیل صاحب قادری رضوی)

"تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی"

(۱) ایک شخص ایمان کے بعد مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا حضور نے فرمایا: "اس شخص کو زمین قبول نہ کرے گی" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب وہ شخص مرا۔ اس کو زمین میں کئی دفعہ دفن کیا گیا۔ ہر دفعہ زمین اُسے باہر پھینک دیتی تھی۔ یہاں تک کہ کفار نے تنگ آکر اُسے باہر ہی پڑا رہنے دیا۔ (بخاری شریف)

(۲) حضور دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسلمانوں کی ایک جماعت شاہِ فارس کے اُس خزانہ کو کھولے گی جو سفید محل میں ہے" چنانچہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمانوں نے کسریٰ کے سفید محل سے خزانہ نکالا۔ (مسلم شریف)

(۳) ایک شخص حضور علیہ السلام کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا آپ نے اُسے داہنے سے کھانے کو فرمایا اس نے شرارت یا کذب سے کہا، میں دائیں سے کھا نہیں سکتا۔ حضور نے فرمایا اچھا تو اس سے نہ کھا سکے گا۔ اس فرمودہ کے بعد وہ شخص کبھی اپنا داہنا ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (مسلم شریف)

(۴) حضور نے فرمایا۔ آج شب کو ایک سخت ہوا چلے گی جو شخص اس میں کھڑا ہو گا اس کو ضرر پہونچے گا۔" چنانچہ اسی شب ہوا چلی اور ایک شخص جو ہوا میں کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کو ہوا نے اٹھا کر دو پہاڑوں میں جا پھینکا۔ (بخاری و مسلم)

(۵) حضور علیہ السلام نے فرمایا "تم مصر کو فتح کروگے۔ ابوذر سے فرمایا کہ جب تو دو شخصوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتا دیکھے تب تو وہاں سے نکل آنا۔ ابوذر فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا مسلمانوں نے مصر کو بھی فتح کیا۔ اور میں نے عبدالرحمٰن بن شرجیل اور اس کے بھائی کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے بھی دیکھا۔ تب میں وہاں سے نکل آیا۔ (مسلم شریف)

یہاں غور فرمائیے: مصر سے مصر مراد ہے۔ فتح سے فتح ایک اینٹ کی جگہ سے مراد ایک اینٹ کی جگہ۔ جھگڑنے سے جھگڑا۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کی ہر پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔

(۶) حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے وصال شریف کے بعد زمین اُمّتم کی بیتابی جاتی رہیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (مدارج شریف)

(۷) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ میرے بعد میرے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے تو مجھے ملے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا (بیہقی شریف)

(۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی۔ جو اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردیگی۔" (بخاری شریف) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس آگ کے معنی کے متعلق الگ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ شیخ صفی الدین بصری نے شہادت دی۔ کہ جس روز اس آگ کا ظہور ہوا اسی شب بصریٰ کے بدوؤں نے آگ کی روشنی میں اپنے اپنے اونٹوں کو دیکھا اور شناخت کیا۔ آگ یکم جمادی الثانی کو پھوٹ پڑی تھی زلزلہ بھی ساتھ تھا۔ ساتھ ہی گرج کی آواز بھی تیز دھوئیں نے زمین و آسمان کو چھپا دیا تھا۔ آگ شعلے بلند ہونے لگے۔ پتھر پگھلنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ سے نہر احمر بہہ رہی ہے اس آگ کا رُخ مدینہ منورہ کو بھی ہوا تمام آبادی مسجد نبوی میں جمع ہو کر تفرع وزاری کیساتھ دعا کی تو آگ کا رخ پلٹ گیا اور اعجاز نبوی یہ کہ مدینہ میں اس شدت کے وقت بھی ٹھنڈی نسیم چل رہی

جھوٹے کی جھوٹی پیشگوئیاں ـــ ـــ ـــ!

"آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ"

(۱) ۱۸۸۶ء میں مرزا صاحب کی بیوی حاملہ تھی اسوقت آپ نے یہ پیشگوئی کی۔ کہ خدائے رحیم و کریم نے جو ہر چیز پر قادر ہے مجھکو اپنے الہام سے فرمایا۔ کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں ایک پاک اور وجیہہ لڑکا تجھے دیا جائیگا (تلخیص "اشتہار" ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱ صفحہ ۵۸)

مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کا حشر یہ ہوا کہ آپ کے گھر لڑکی پیدا ہوئی اور وہ بھی بہت جلد مر گئی۔ مزید افسوس یہ کہ اس کے بعد مرزا صاحب کے ہاں کوئی لڑکا ایسا نہیں ہوا جو اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا گیا ہو۔

(۲) مذکورہ بالا اشتہار کے حاشیہ پر مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی لکھی تھی۔ خداوند کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ خواتین مبارکہ سے جن میں تو بعض کو اس (اشتہار) کے بعد پائیگا۔ تیری نسل بہت ہوگی اسیطرح حکم اخیار واخبار میں لکھا ہے۔

"اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دیکر کہا کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئینگی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی۔"

مرزا صاحب نے پیشگوئی تو بڑے مزے میں کر دی۔ مگر نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۸۸۶ء کے بعد مرزا صاحب کے نکاح میں "خواتین" تو کیا ایک خاتون بھی نہ آئی۔

(۳) مرزا صاحب کی عادت تھی کہ جب کبھی آپ کی بیوی حاملہ ہوتی آپ قبل از وقت اولاد کی پیشگوئی جڑ دیتے۔ اگر بیوی کو حاملہ معلوم کرتے تو بیٹا ہونے کی پیشگوئی گھڑ لیتے اور اگر کسی مرید کی بیوی حاملہ معلوم کر لیتے تو اُسی کے حق میں لڑکا یا لڑکی کی پیشگوئی کر دیتے۔ چنانچہ فروری ۱۹۰۶ء میں مرزا صاحب کے ایک مرید میاں منظور محمد کی اہلیہ باردار تھیں تو جناب مرزا صاحب نے یکمال کرو فر فرمایا۔ ۱۷ جون ۱۹۰۶ء بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر یعنی محمدی بیگم (زوجہ منظور محمد) کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے دو نام ہوں گے۔ بشیر الدولہ۔ عالم کباب (ریویو ماہ جون ۱۹۰۶ء)

اس پیشگوئی کا انجام بھی وہی ہوا جو مرزا صاحب کی ہر پیشگوئی سے مخصوص تھا یعنی اس پیشگوئی کے ایک ماہ دس دن کے بعد میاں منظور کے گھر ۲۷ جولائی ۱۹۰۶ء کو لڑکی پیدا ہوئی۔ مزید یہ کہ منظور محمد کے ہاں بعد میں بھی کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا بلکہ اس کی بیوی مر گئی۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے اس برے انجام کی تصدیق خود مرزائیوں نے ان الفاظ سے کی۔ "اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ پیشگوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی۔ گو حضرت اقدس نے اس کا وقوعہ محمدی بیگم کے ذریعہ سے فرمایا تھا۔ مگر چونکہ وہ فوت ہو چکی ہے۔ اس لئے اب نام کی تخصیص نہ رہی۔" (المختصر "عالم کباب" صاحب تشریف نہ لائے اور مرزا کو جل بھن کر "کباب" بننے کے لئے چھوڑ دیا۔) (البشریٰ صفحہ ۱۱۶)

(۴) جنوری ۱۹۰۳ء میں جبکہ مرزا صاحب کی بیوی حاملہ تھی مرزا صاحب نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ پر یہ پیشگوئی کی کہ الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اربعۃ من البنین وبشرنی بخامس۔ سب تعریف خدا کو ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں چار لڑکے دیئے اور پانچویں کی بشارت دی۔

افسوس کہ مرزا صاحب کی مراد پوری نہ ہوئی اور اس حمل سے ۲۸ جنوری ۱۹۰۳ء کو لڑکی پیدا ہوئی۔ جو چند ماہ زندہ رہ کر

...کر فوت ہو گئی۔ (ذکر ۲ ستمبر ۱۹۰۷ء)

(۵) ... مرزا صاحب کی بیوی حاملہ تھی۔ آپ نے الہام شائع کیا شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا۔ (البشری صفحہ ۹۱ جلد ۲) مگر ایک ماہ بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امت الحفیظ رکھا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۸) (مستفاد از محمدیہ پاکٹ بک)

(۶) محمدی بیگم کے متعلق مرزا صاحب کی مشہور پیشگوئی کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی اور پھر اس پیشگوئی کا سب سے زیادہ عبرت ناک انجام زبان زد عوام ہے کہ مرزا صاحب بیچارے محمدی بیگم کی انتظار میں رہے اور وہ کسی دوسرے کے نکاح میں چلی گئی۔ اس حسرت ناک انجام کا تذکرہ شاعر نے اس طرح کیا ہے کہ مرزا صاحب گویا یہ شعر پڑھتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔

میں منتظر وصال وہ آغوش غیر میں
قدرت خدا کی درد کہیں اور دوا کہیں

یہ چند ایک مرزا صاحب کی پیشگوئیاں نموناً درج کی گئی ہیں ان سے اندازہ کر لیجیے کہ مرزا صاحب کی ہر پیشگوئی کا یہی انجام وحشر ہوا اور مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کے مرکزی نقطہ کو بھی دیکھیے جس کے گرد آپ کی تمام پیشگوئیاں گھومتی نظر آرہی ہیں۔ عورت کا نکاح میں آنا اور اس کے نتائج حمل اس سے آپ کو مرزا صاحب کے متبنیانہ ذوق کا بھی بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے ؎

مٹی کا بنایا کبھی پتلا کبھی توڑا!!
طفلی میں بھی ہم کھیل جو کھیلے تو صنم کا

بقیہ معاونین

(۱۳) مولوی محمد امین صاحب اشرفی	مالیگاؤں
(۱۴) قاری محمد زکریا صاحب	دربھنگہ
(۱۵) مولانا شائق احمد صاحب نعیمی	گھوڑہ
(۱۶) جناب عبدالوحید صاحب	جمشید پور
(۱۷) مولانا غلام محمد صاحب	کشمیر
(۱۸) مولانا محمد محبوب صاحب اشرفی	کانپور
(۱۹) مولانا الحاج غلام مصطفےٰ وارثی	کانپور
(۲۰) مولوی فیض الہدیٰ صاحب گیاوی	دھنباد
(۲۱) مولوی محمد نسیم صاحب	مظفرپور
(۲۲) جناب حافظ ضیاء حسین صاحب	اندور
(۲۳) مولانا عبدالباری صاحب شمیم	کٹنی
(۲۴) قاری محمد یحییٰ صاحب	سیتاپور
(۲۵) مولوی مختار علی صاحب	بنارس

ہماری پر خلوص دعا۔ پروردگار عالم پاسباں پہ بزرگوں کے ظل عاطفت کو قائم ودائم فرمائے آمین۔ اور دوستوں کو اپنے مقاصد میں کامیاب وکامران۔

پاسباں کے مخلص خریداروں سے ہماری نیازمندانہ ... ہے کہ وہ کم از کم اپنے یہاں سے ایک خریدار بنا کر حمایت دین اور تبلیغ اسلام میں ہمارا ہاتھ بٹائیں پروردگار عالم انہیں اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے میں فلاح دارین عطا فرمائے ...

اہل کلکتہ خوش ہوں۔ لیجیے ہم نے آپکی آسانی کی خاطر کلکتہ میں بھی رسالہ پاسباں کے چند پیپر ایجنٹ مقرر کر دیئے ہیں کہ اگر آپ ... دوستوں سے محبوب رسالہ کے خریدار نہیں تو آپ اپنے قریب ہی سے خرید کر اسکے جواہر پاروں سے فیضیاب ہوں۔ پتے یہ ہیں۔

نمبر ۱۔ جناب عبدالمجید محمد صدیق نیوز پیپر ایجنٹ زیر شاہی مسجد نمبر ۱۸۵ دھرم تلہ اسٹریٹ کلکتہ۔

نمبر ۲۔ جناب حیدر علی صاحب نیوز پیپر ایجنٹ نمبر ۲۲ ویلسلی اسٹریٹ۔ مالابار ریسٹورنٹ کلکتہ۔

نمبر ۳۔ جناب محمد الیاس صاحب نیوز پیپر ایجنٹ نمبر ۱۹ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ۔

نمبر ۴۔ جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب قادری رضوی لائن نمبر ۲ نمبر ۲۲ پوسٹ آفس ہگلی۔

اردو شاعری

مشتاق احمد نظامی

آپ ہی بتائیے اظہار حقیقت میں تکلف کو کیا دخل اور سچ پوچھئے
تو وہ اظہار حقیقت ہی نہیں جس پر تصنع یا بناوٹ کا دبیز پردہ پڑا ہو۔
میں اپنی افتادہ طبع سے مجبور ہوں تصنع میرے بس کا روگ نہیں احباب
سے بے تکلف بولتا ہوں اور ان کی بے تکلفی کو بنظر تحسین دیکھتا ہوں
اب اگر آپ مجھ سے پوچھئے کہ کیا تم شاعر ہو تو ایک بار نہیں سو بار کہتے
میں کوئی تامل نہیں کہ نہ شاعر ہوں اور نہ شاعری سے دور کا رشتہ
البتہ دوسروں کے اشعار سے دل بہلا لیتا ہوں کبھی کبھی تو یہ حال
ہوتا ہے کہ ایک ہی شعر ہفتوں گنگنا تا رہتا ہوں مولانا ابوالوفا صاحب
فصیحی کا یہ نعتیہ شعر ہفتوں میری زبان پر رہا۔

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

مجھے اتنا یاد ہے کہ سنہ ۱۹۴۲ء میں شعر و شاعری کا ہلکا سا ذوق
ہوا پنسل کا ایک ٹکڑا اور کاغذ کے چند پرزے ہر وقت میری جیب
میں رہتے۔ اگر مصرع اول کہہ لیتا تو مصرع ثانی کی تک بندی میں
گھنٹوں بیت جاتے اور دماغ اسی ذہنی کشمکش میں الجھا رہتا۔ یہ اس
وقت کی بات ہے جبکہ استاد محترم حضرت مولانا محمد نظام الدین صاحب
مفتی پاسباں کی درسگاہ میں ترمذی شریف کا درس ہو رہا تھا ایسا
بسا اوقات ایسا ہوتا کہ استاد محترم پوری تقریر فرما جاتے مگر ردیف و قافیہ کی
گانٹھ میں میرے پلے کچھ نہ پڑتا۔ طبیعت کا بگڑتا ہوا رنگ دیکھ کر اساتذہ
اصلاح کرنی پڑی یہاں تک کہ دماغ کا رخ بدل دیا۔ اور فطرت کے
ابھرتے ہوئے جذبات سرد پڑ گئے۔

پھر میں اپنی تعلیمی سرگرمیوں میں منہمک ہو گیا سنہ ۱۹۴۳ء سے
سنہ ۱۹۴۷ء تک عالم۔ منشی۔ کامل۔ فاضل ادب۔ اعلیٰ قابل کے امتحانات
میں شریک ہوتا رہا الہ آباد یونیورسٹی سے فاضل ادب کی کامیابی پر تکمیل بدایونی
کی غزل پر ایک طرحی مشاعرہ کی نشست میں نے طلب کی طرح۔

شراب مست نظر سے پلائی جاتی ہے

میرا یہ خیال تھا کہ ساتھیوں میں سب سے کامیاب غزل کہوں گا
مگر میرے بعض دوستوں نے پانسہ جیت لیا اکرام گورکھپوری حلیم بھاگلپوری
کی غزل بہت کامیاب رہی۔ مجھے اپنی غزل کا ایک شعر یاد ہے۔

کسی کے عارض و رخ پر بکھر گئیں زلفیں
بیاض صبح پہ ظلمت سی چھائی جاتی ہے

نہیں جانتا کہ یہ شعر کس بحر میں ہے اور کیا تقطیع ہے اور واقعہ تو
یہ ہے کہ ہم لوگوں کی شاعری بحر و تقطیع سے بے نیاز ہے۔ ابھی تھوڑے
دنوں کی بات ہے (پرشدے پور) ضلع رائے بریلی میں مسئلہ قیام میلاد
پر عبدالسلام لکھنوی سے مناظرہ تھا جس میں میں بھی شریک تھا پرشدے پور
کی کسی نشست میں مفتی اعظم کانپور مولانا رفاقت حسین صاحب نے اپنا
ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ہم لوگ طالب علمی کے زمانے میں خود بزم مشاعرہ
منعقد کرتے اور دوسرے مشاعروں میں بھی شریک ہوتے سید العلماء
مولانا سید غلام جیلانی صاحب میرٹھی بھی نعت و غزل پر طبع آزمائی فرماتے
مگر ایک ہی شعر کا کوئی مصرع چھوٹا ہوتا کوئی بڑا جب لوگ مولانا سے یہ
عرض کرتے کہ فلاں مصرع بڑھ گیا تو مولانا بڑی بے تکلفی سے جواب دیتے کہ
کیا مضائقہ ہے بڑھ گیا ہے چھوٹا تو نہیں ہے سید العلماء میرے سلسلہ اساتذہ میں ہیں

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

بات بہت دور پہنچ گئی کہنا یہ ہے کہ آج میز پر بکھری ہوئی کتابوں

دو گھڑی قرب کو خاطر ان محبت جانیں

کا بے ترتیبی سے مطالعہ کر رہا تھا کہ حسن اتفاق سے سید مسعود حسن رضوی کا ایک چھوٹا سا ادبی مقالہ میری نظر گذرا جس کے بعض حصے مجھے پسند آئے خیال آیا کہ اپنی مسرت میں قارئین پاسبان کو شریک کروں ہو سکتا ہے ذیل کی چند سطریں آپ کو بھی پسند آئیں۔

دنیا میں جو کچھ رونق اور چہل پہل ہے وہ جذبات کی بدولت ہے۔ اگر خوشی غم۔ محبت۔ عداوت۔ نفرت۔ خوف۔ ہمدردی وغیرہ یہ سب جذبے نابید ہو جائیں تو دنیا میں ایک سناٹا چھا جائے۔ نہ گلاب کے چمن سے فرحت ہو نہ ببول کے کانٹوں سے وحشت۔ نہ بلبل کے سحری نغموں سے روح بیدار ہو نہ کوئے کی بے ہنگام صدا کانوں پر بار ہو نہ کسی سے ملنے کا اشتیاق ہو نہ کسی سے چھٹنا شاق ہو۔ ایک بے امتیازی و بے تعلقی عالم پیدا ہو جائے۔ مختصر یہ کہ اگر جذبات فنا ہو جائیں تو رشتے ٹوٹ جائیں۔ تعلق چھوٹ جائیں زندگی کی دلچسپیاں مٹ جائیں۔ سوسائٹی کی بنیادیں ہل جائیں معاشرت کی کلیں بگڑ جائیں تہذیب و تمدن کے کارخانے بند ہو جائیں اور انسانیت و حیوانیت کے بیچ میں ایک دھندلا سا خط فاصل باقی رہ جائے۔ عقل کے علاوہ جذبات بھی انسانیت کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہی جذبات جب لفظوں کا لباس پہن لیتے ہیں تو شعر کہلاتے ہیں۔ جو حضرات شعر شاعری کو محض بیکاری کا مشغلہ جانتے ہیں۔ ان کی خدمت میں مولانا صفی لکھنوی کا شعر حاضر ہے۔

شاعری کیا ہے؟ میری جذبات کا اظہار ہے
دل اگر بے کار ہے تو شاعری بے کار ہے

علمی دنیا میں ڈارون کا نام کون نہیں جانتا ابتداء عمر میں اسے شعر و سخن سے بہت دلچسپی تھی مگر بعد کو مسئلہ ارتقاء کی تحقیق نے اسے ایسا محو کر لیا کہ کسی اور طرف توجہ کا موقع نہ دیا۔ آخر عمر میں جب اسے اس تحقیق سے فرصت ہوئی تو اس نے اپنی سوانح عمری میں خود لکھا اس میں اپنے جذبات کے مردہ ہو جانے پر اظہار افسوس کیا کہ ۳۰ برس کی عمر تک بلکہ اس کے بعد تک شاعری کی اکثر صنعتوں میں مجھے بہت لذت ملتی تھی جب میں مدرسہ میں پڑھتا تھا اس وقت بھی سکپیر کے کلام میں خاص کر اس کے تاریخی ڈراموں میں بہت لطف آتا تھا لیکن اب کئی سال سے ایک مصرع بھی پڑھنا میری قوت برداشت سے باہر ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میرے دماغ کا وہی حصہ کیوں بیکار ہو گیا جس پر احساسات لطیف کا دار و مدار ہے اگر مجھے اپنی زندگی پھر سے مل جاتی تو کم سے کم ہفتے میں ایک دفعہ کچھ شعر پڑھ لینا اور کچھ موسیقی سن لینا اپنا معمول کر لیتا۔ امریکہ کا مشہور ماہر نفسیات پروفیسر جیمس کہتا ہے کہ ڈارون کے اس بیان سے لوگوں کو سبق لینا چاہئے اور ہر شخص کو کم سے کم دس منٹ روز شاعری کے لئے وقف کر دینا چاہئے تاکہ جذبات مردہ نہ ہونے پائیں۔ میری نگاہ میں اس قول کو یوں بھی اہمیت ہے کہ وہ کسی شاعر کے زبان سے نہیں نکلے بلکہ ایک مشہور فلسفی کے غور و فکر کا نتیجہ اور ایک مشہور سائنس داں کے ذاتی تجربوں کا خلاصہ ہیں۔ اور یہ واضح رہے کہ فلسفہ و سائنس یہی دو شعر کے سب سے بڑے دشمن ہیں مگر انھیں بھی شعر شاعری کے مفید ہونے سے انکار نہیں۔ شاعری بے حس قوتوں کو چونکاتی ہے سوئے احساس کو جگاتی ہے۔ مردہ جذبات کو جلاتی ہے۔ دلوں کو گرماتی ہے حوصلوں کو بڑھاتی ہے۔ مصیبت میں تسکین دیتی ہے۔ مشکل میں استقلال سکھاتی ہے۔ بگڑے ہوئے اخلاق کو سنوارتی ہے۔ اور گری ہوئی قوموں کو ابھارتی ہے۔ اس موقع پر میں نے شعراء متقدمین کے چیدہ چیدہ اشعار کو بھی قلمبند کیا تھا مگر دفتر کا پورا سامان انوار احمد نظامی کے ساتھ الٰہ آباد منتقل ہو چکا ہے غالباً وہ اشعار بھی جاتے رہے اس لئے آج کی تقریب میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں الٰہ آباد پہنچ کر اگر وہ کاغذات دستیاب ہو گئے تو کسی دوسری قسط میں حاضر کروں گا۔ آخر میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری زبان کا بہت ہی نازک دور ہے ہم اس وقت ایک صبر آزما اور کٹھن منزل سے گذر رہے ہیں ضرورت ہے کہ پاکیزہ اخلاق اور شائستہ ادب سے اردو کے دامن کو بھرپور کر دیا جائے زبان کی موت محض زبان کی نہیں بلکہ اپنے کلچر و تہذیب و تمدن کی موت ہے۔ ہمیں پورے استقلال و ثبات قدمی سے زبان اردو کے تحفظ و بقا کی صورتیں پیدا کرنی چاہئیں۔

بقیہ۔ اسلام و سائنس۔

آج کوئی ہوائی جہاز پر سفر کرنے والا یہ بیان کرے کہ مغرب کے وقت لندن سے نکلا اور راتوں رات جاپان میں اپنے دوست سے مل کر واپس ہوا تو بغیر کا خیال کئے بغیر یقین آ جائے گا۔ اور اس کو خیالی پرواز سے تعبیر کرنے کی جرأت غور طلب یہ امر ہے کہ ناقص علم۔ محدود فہم و ادراک کے ذریعہ مجبور انسان ایسے کرشمے دکھا سکتا ہے تو وہ قادر ذو الجلال جس کے ارشاد "کن" سے کائنات کی کایا پلٹ ہو جاتی ہے۔ تعمیر و تخریب میں طرفۃ العین کی دیر نہیں لگتی کیا اپنے

باب الاعمال والنقوش

از ناشر العلوم اسد السنہ الحاج حضرت مولانا محمد صدیق صاحب اشرفی اعظمی صدر مدرس مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم برہانپور

خواص حروف مفردہ

الف

اگر آپ چاہتے ہیں کہ امراء وسلاطین ہر کس وناکس میری عزت وحرمت کریں تو باوضو شب جمعہ کو زعفران سے کاغذ پر ایک سوگیارہ الف لکھیں اور لکھتے وقت یاحنان یا اللہ پڑھتے رہیں پھر اسکو تعویذ بنا کر موم جامہ کر کے داہنے بازو پر باندھ لیں انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہونگے۔

اگر آپ کسی سے جائز محبت کرنا چاہتے ہیں تو نقش حرف الف کو جبکہ قمر برج حمل میں سیسہ کی تختی پر کندہ کرا کے گلے یا بازو پر باندھ لیں مالک مولیٰ کو منظور ہو تو ضرور کامیابی ہوگی۔ نقش یہ ہے۔

٧٨٦

٨١	٨٦	٧٩
٨٠	٨٢	٨٤
٨٥	٨٧	٨٣

فلاں ابن فلاں علی حب فلاں ابن فلاں

ہر حاجت اور مطلب کیلئے روزانہ ایک تعویذ لکھکر سات روز تک دریا میں ڈالیں وہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بسم اللہ الملک الحق المبین من العبد الذلیل الی رب الجلیل انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین نہایت مجرب ہے۔

اگر آپ کو افلاس نے پریشان کر رکھا ہے تو بعد نماز عشا مع اول و آخر ١١-١١ بار درود شریف سو بار لاالٰہ الا اللہ الملک الحق المبین پڑھا کریں انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑے دنوں میں تنگدستی دور ہو جائیگی خوشگری قدم بوسے گی۔

اگر آپ بیکار ہیں ملازمت نہیں ملتی تو یہ نقش لکھکر بازو پر باندھ لیں۔

ہو الرزاق علی الاطلاق ١١١٩ بطہ ١١ ھو ولعہ

دولت وثروت کیلئے! جو شخص بعد نماز فرض فجر بشرطیکہ کلام نہ کیا ہو ہزار بار مع اول و آخر ١١-١١ بار درود شریف یاالف پڑھا کرے مالدار ہو جائیگا! اور اگر ہزار بار الف لکھکر اپنے پاس رکھے یہی خاصیت پیدا ہو۔

آسانی وضع حمل کیلئے! جس وقت وضع حمل ظاہر ہو جائے کہ اسوقت وضو کریں جب تری وضو کی خشک ہو جائے اسوقت زن حاملہ کے ہاتھ اور پاؤں کے سب ناخنوں پر ایک ایک الف لکھ دیں انشاء اللہ تعالیٰ باسانی بجلدی وضع حمل ہوگا۔

ہر مرض کیلئے! ڈھائی سو الف زعفران سے کاسہ چینی پر لکھکر دھو کر مریض کو پلائیں اور لکھنے کے وقت یارحمٰن یارحیم پڑھتے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ مریض صحت پائے گا۔

محبت کیلئے! جب قمر برج حمل میں یا ثور میں ہو کر ناظر بسعود وساقط از نحوس ہو اسوقت ایک دائرہ بایں طور کھینچیں اور اس میں نام مطلوب مع مادر لکھیں اور ایک سوگیارہ حرف الف لکھیں

فلاں ابن فلانہ یا فلانہ بنت فلانہ

اور چولھے کے پاس اس طرح سے لٹکائیں کہ آگ کی گرمی تعویذ کو پہونچے انشاء اللہ محبوب محبت میں بے چین و بے تاب ہوگا۔

دفا منزل غازیپور

میں

تقریب عرس

سحبان الہند مولانا ابو الوفا صاحب فصیحی کے حلقہ مریدین و متوسلین میں یہ اعلان بڑی عقیدت سے دیکھا جائے گا کہ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۵۵ء کو مولانا شاہ محمد فصیح رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شاہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کا عرس سراپا قدس جسکو ہر سال باشندگان موضع غوثیہ کلاں ضلع شاہ آباد تمام مراسم عرس و آداب عرس بڑی عقیدتمندی سے بجا لاتے رہے ہیں زیر اہتمام مولانا ابو الوفا صاحب فصیحی منعقد ہوگا۔

پروگرام ۔ بعد نماز ظہر۔ قرآن خوانی و مجلس قل

بعد نماز مغرب۔ چادر پوشی

بعد نماز عشاء۔ میلاد و فاتحہ

دفا منزل　　خدائی پورہ　　غازیپور

ایک معلمہ کی ضرورت

مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کے درجۂ بنات کے لئے ایک حنفی المذہب سنی العقیدہ معلمہ کی ضرورت ہے جو عربی۔ فارسی، حساب و کتابت اور امور خانہ داری میں مہارت رکھتی ہوں مندرجہ ذیل پتہ پر معاملات طے کریں۔

مہتمم مدرسہ فیض العلوم۔ دھتکی ڈیہہ جمشید پور ٹاٹا نگر۔

اشک ندامت

جناب راز الہ آبادی کی نعت و غزل و قطعات کا مجموعہ [illegible] کے نام سے مکتبہ پاسبان کے زیر اہتمام شائع ہو رہا ہے [illegible] کاغذ نفیس کتابت دیدہ زیب ٹائٹیل ۔ مگر قیمت صرف [illegible] شائقین کے لئے یہ بہترین موقع ہے کہ اپنی پہلی فرصت میں آرڈر روانہ کردیں۔ ۲۵ فروری تک اشک ندامت [illegible] اڈیشن تیار ہو جائے گا۔

قیمت عمر　محصولڈاک　بذمہ خریدار

مکتبہ پاسبان نمبر ۲۲۵ الہ آباد نمبر ۳

عرس رضوی سلامی ۔

حضرت مولنا مفتی شاہ محمد عبد السلام ضیا صدیقی قادری رضوی علیہ الرحمہ کا عرس سراپا قدس زیر اہتمام مولنا مولوی محمود احمد صاحب قادری خلف حضرت مفتی اعظم سی۔پی۔ برہان الحق صاحب نہایت عظیم الشان طریقہ پر خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا مندرجہ ذیل علماء کرام نے شرکت فرمائی۔

حضرت مفتی اعظم۔ مولنا حشمت علی۔ مولنا حبیب الرحمن [illegible] مولنا عبد الرشید خاں صاحب ۔ مولنا عبد العزیز خاں صاحب مولوی رجب علی صاحب مولنا محمد نظام الدین صاحب مولنا مشتاق احمد صاحب نظامی۔ و دیگر علماء و مشائخ۔

۱۲ و ۱۳ جمادی الاولیٰ کو جملہ مراسم عرس انجام پائے۔

محمد محمود رضوی جبلپوری

اہل کانپور کے پیپر ایجنٹ و نیز خریداروں کیلئے خوشخبری۔ ادارہ پاسبان کی سول ایجنسی جناب محمد سمیع صاحب بکسیلر کو دیدی گئی ہے کانپور کے وہ پیپر ایجنٹ حضرات جو اپنے بک اسٹال کو پاسبان سے مزین کرنا چاہتے ہیں و نیز وہ حضرات جو پیپر ایجنٹ سے خرید کر پاسبان کا مطالعہ کرتے ہیں پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

محمد سمیع بکسیلر ۔ طلاق محل ۔ شہر کانپور

استعانت و استمداد از اولیاء کرام

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسے پاک نفوس بھی پیدا فرمائے ہیں۔ جن کی وجہ سے امت پر رحمت فرماتا ہے ان کے صدقے میں بارشیں کی جاتی ہیں قحط سالیوں کی مصیبتیں دفع ہیں۔ انہیں کی بدولت دشمنوں پر نصرت و ظفر حاصل ہوتی ہے انہیں کی برکت سے عذاب اور آفات دفع کئے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔

یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَ یُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ۔

[illegible] کرے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے قلب آدم پر ہیں اور چالیس ایسے ہیں کہ ان کے قلوب قلب موسیٰ پر اور سات ایسے جن کے قلوب قلب ابراہیم پر اور پانچ ایسے جن کے قلوب قلب جبریل پر اور تین ایسے کہ ان کا قلب قلب اسرافیل پر ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام جب ان ایک کا وصال [illegible] ہے اللہ تعالیٰ ان تین میں سے کسی کو ان کا قائم مقام کرتا ہے۔ اور جب [illegible] تین میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان پانچ میں سے کسی [illegible] کی جگہ عنایت فرماتا ہے۔ اور جب پانچ میں سے کسی ایک صاحب کی [illegible] ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سات میں سے کسی کو ان کے رتبہ پر فائز کرتا ہے اور [illegible] میں سے کوئی صاحب پردہ فرماتے ہیں تو ان کی جگہ اللہ تعالیٰ چالیس میں سے کسی صاحب کو ممتاز فرماتا ہے۔ اور جب چالیس میں کوئی صاحب [illegible] اجل کو لبیک کہتے ہیں تو ان تین سو میں سے کوئی ان کی کرسی پر متمکن [illegible] ہیں اور جب ان تین سو میں سے کوئی صاحب پیغام اجل ظاہر کو لبیک کہتے [illegible] سے منحرم فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کا مقام عام مسلمانوں [illegible] کو نصیب کو مرحمت فرماتا ہے۔

یہ وہ گروہ ہیں جن کی بدولت اس امت کی بلائیں رفع ہوتی ہیں [illegible] ستان کی زمین میں ہزاروں اولیاء آسودہ ہیں جن کی ذات سے فیوض و برکات کے سلسلے جاری ہیں۔ اہل حاجت ان کے وسیلہ سے دعائیں کرتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی برکتوں سے قبول کرتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

قَبْرُ مُوْسَی الْکَاظِمِ تِرْیَاقٌ مُجَرَّبٌ لِاِجَابَۃِ الدُّعَاءِ

موسیٰ کاظم کی قبر دعا کے لئے مجرب ہے۔

امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کُلُّ مَنْ یُسْتَمَدُّ بِہٖ فِیْ حَیَاتِہٖ یُسْتَمَدُّ بِہٖ بَعْدَ وَفَاتِہٖ۔

جس کسی سے اس کی حیات میں استمداد کی جا سکتی ہے اس سے بعد وفات بھی کی جا سکتی ہے۔

سیدی احمد بن فاروق رحمۃ اللہ علیہ جو اعاظم فقہا و علما و صوفیاء میں سے ہیں فرماتے ہیں۔

قَالَ الشَّیْخُ اَبُو الْعَبَّاسِ الْحَضْرَمِیُّ یَوْمًا هَلْ اِمْدَادُ الْحَیِّ اَقْوٰی اَمْ اِمْدَادُ الْمَیِّتِ قُلْتُ اِنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِمْدَادُ الْحَیِّ اَقْوٰی وَاَنَا اَقُوْلُ اِمْدَادُ الْمَیِّتِ اَقْوٰی فَقَالَ نَعَمْ لِاَنَّهٗ فِیْ بِسَاطِ الْحَقِّ۔

شیخ ابو العباس حضرمی نے ایک روز فرمایا کہ زندہ کی امداد قوی ہے یا مردے کی میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ زندہ کی امداد قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی قوی تر ہے۔ فرمایا کہ ہاں اس لئے کہ وہ بساط حق پر ہیں۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ خیرات الحسان میں فرماتے ہیں

لَمْ یَزَلِ الْعُلَمَاءُ وَذَوُو الْحَاجَاتِ یَزُوْرُوْنَ قَبْرَ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَیَتَوَسَّلُوْنَ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ قَضَاءِ حَوَائِجِهِمْ وَیَرَوْنَ اَنُجْحَ ذٰلِکَ [illegible] الْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ یَقُوْلُ اِنِّیْ اَتَبَرَّکُ بِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَجِیْءُ اِلٰی قَبْرِهٖ زَائِرًا فَاِذَا عَرَضَتْ لِیْ حَاجَۃٌ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَجِئْتُ اِلٰی قَبْرِهٖ وَسَئَلْتُ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَتُقْضٰی [illegible]

...روا القبور فانه تذکرۃ الموت۔ (مسلم شریف)
قبروں کی زیارت کرو یہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے۔
قال من زار قبر ابویه او احدهما فی کل جمعة غفر له وکتب برا۔ (بیہقی)

آدابِ زیارت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے والدین یا اُن میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کرے اُس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور وہ نکوکار لکھا جاتا ہے زیارت کے آداب میں سے یہ ہے کہ پائیں کی جانب سے داخل ہو اور قبر کی جانب منہ کر کے قبر سے جانب قبلہ کھڑا ہو اور بطریق سنت اس طرح سلام کرے۔ السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا ان شاء الله بکم للاحقون نسال الله لنا ولکم العافیه صاحب قبر اگر حیات ہوتے اندازہ کرے کہ ان کے مرتبے کے لحاظ سے یہ کتنی دور بیٹھتا ہے۔ قبر سے اتنی ہی دور رہے اور صاحب قبر کے لئے دعا و استغفار کرے قرآن پاک کی تلاوت کا انہیں ثواب پہنچائے اور اُن کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کی دعا کرے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء کی زیارت کے لئے سالانہ تشریف لے جایا کرتے تھے جیسا کہ کتب دینیہ میں مذکور ہے یہی عرس کی اصل ہے۔

خلاصہ یہ کہ اولیاء کے نفوس قدسیہ حیاتِ ظاہری میں اور بعد وفات اہل عالم کے لئے رحمت و برکت ہیں اور اُن سے استفاضہ برابر جاری ہے کتب دینیہ میں اس کے دلائل اس قدر مذکور ہیں۔ جن کی شمار مشکل ہے۔

استمدادِ اولیاء

مذکورہ بالا حوالوں سے ثابت ہوا کہ اولیائے کرام سے ان کی حیات میں اور بعد از وصال مدد مانگنا استغاثہ کرنا عقیدۂ حقہ ہے۔ اور مزارات پر توسل ائمہ مجتہدین کا طریقہ رہا۔ خود حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کے پیران عظام میں سے ہیں۔ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:۔

باید فہمیدہ۔ کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بر آں غیر باشد و او را عون الٰہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و او را یکے از مظاہر عون الٰہی۔ دانستہ و لکارخانہ اسبابی و حکمت او تعالیٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و روا است۔

جاننا چاہیئے کہ اولیاء سے مدد مانگنا بھروسہ کے طور پر اور یہ سمجھ کر کہ یہ مددِ الٰہی نہیں ہے (بلکہ یہ اولیاء مستقل بالذات مدد کرتے ہیں) حرام ہے اگر توجہ حقیقی خدا کی طرف ہو اور پھر اولیائے کرام کو اللہ کی مدد کا مظہر جان کر اور اللہ کی حکمت اور کارخانۂ اسباب سمجھ کر اُن سے ظاہری طور پہ مدد مانگی جائے تو عرفاں سے دور نہیں اور شریعت میں جائز ہے۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔
(۱) کل من یستمد فی حیاته یستمد بعد وفاته (حاشیہ مشکوٰۃ)
جس سے زندگی میں مدد لی جا سکتی ہے بعد از وفات بھی مدد مانگی جا سکتی ہے۔
(۲) در انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت تعبیر کردہ در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ بحضرت حق است۔
اور اسی کو اولیاء انبیاء سے مدد مانگنا کہتے ہیں۔ لیکن یہ مدد در حقیقت غیر اللہ سے نہیں بلکہ اللہ عز وجل سے ہے۔

ان عبارات سے بالکل واضح ہو گیا کہ اولیاء اللہ کا بڑا مرتبہ ہے اور انہیں مشکلیں حل کرنے اور امداد و استعانت کی طاقت اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ اولیاء اللہ سے مانگنا خدا ہی سے مانگنا ہے۔ کیونکہ یہ مظہر عون الٰہی ہوتے ہیں اور اللہ کی رحمت و بخشش کا سبب ہیں۔ ان کی دعائیں قبول ہیں۔ ہر مومن مسلمان کا یہی عقیدہ ہونا چاہیئے کہ او[لیاء] حکم خدا ایک تنکا بھی نہیں ہلا سکتے۔ ورنہ انہیں مشکل میں [کام آنے کی] کوئی طاقت ہے۔ بلکہ اولیاء کرام خدا کی مدد کے مظہر اور اس کے [فیض کا] وسیلہ ہیں۔ ان کی تمام طاقتیں عطائی ہیں۔ اللہ نے اُن کو [اپنی مدد کا ذریعہ] اور اپنا مظہر بنایا ہے۔ یعنی فاعل حقیقی اللہ عز وجل ہے [اولیاء] سبب ہیں اور جو کچھ بھی امداد و اعانت فرماتے ہیں وہ اللہ کے حکم اور اللہ کی دی ہوئی طاقت سے فرماتے ہیں۔ مثنوی میں مولانائے روم نے فرمایا ہے

اولیاء را ہست قدرت از اللہ ۔۔۔ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

بقیہ سلطان احمد شاہ والی گجرات کا انصاف

(۲) ہماری یہ واشت امیروں کو غریبوں کی عزتیں اور جانیں پامال کرنے کا زبردست ذریعہ بنیگا! ؟

(ہم انصاف کی گردن پر تلوار رکھنا پسند نہیں کرتے)

(۳) اس میں شک نہیں کہ ملزم ہمارا داماد اور خاندانی جزو ہے تو کیا شاہی خاندان کے افراد ہماری غریب رعایا کو قتل کر دیا کریں اور ۲۲ اشرفیاں خون بہا ادا کر دیا کریں ؟

(یہ کسی طرح ممکن نہیں ہو سکتا)

ہم سمجھتے ہیں کہ اس واقعہ میں شاہی داماد ہونے کے زعم کو بہت زیادہ دخل ہے۔ (ہم اس زعم کو نیست و نابود کر دینا چاہتے ہیں)

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہماری نازنین بیٹی کا نازک دل اس صدمہ سے ضرور مجروح ہوگا اس کو بیوگی کا دکھ سہنا پڑیگا۔ (مگر قانون کسی کو معاف نہیں کرتا)

ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ اس فیصلہ میں شاہی رعایت کارفرما ہے۔

(ہمیں خدا کو منہ دکھانا ہے)

ہمارے نزدیک بائیس ہزار اشرفیاں بھی ایک مظلوم کی جان کی قیمت نہیں ہو سکتیں اس فیصلہ سے دولتمندوں کو کافی ڈھیل ملےگی

(ہمارا مقصد زندگی تعمیر ہے نہ کہ تخریب)

ہمیں عدالت ماتحت کے فیصلہ سے اختلاف ہے ہم فیصلہ کو منسوخ کر کے حکم دیتے ہیں کہ علی الصبح ملزم کو دار پر لٹکایا جائے! اور یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ ملزم کی لاش کو ایک شبانہ روز وسط شہر میں لٹکا دیا جائے تاکہ دوسروں کے لئے عبرت بن سکے!

دوسرے دن صبح کو حکم شاہی کی تعمیل کی گئی محل میں ایک قیامت برپا تھی تمام بیگمات اور شہزادی سلطان سے رحم کی درخواست کر رہی تھیں مگر اس قسم کی کسی درخواست پر غور نہیں کیا گیا!

کیا آج بھی دنیا میں غریب کی جان و عزت کی کوئی قیمت ہے؟

کیا آج بھی دنیا میں کہیں انصاف کیا جاتا ہے؟

کیا آج بھی غریب اطمینان کا سانس لے سکتا ہے؟

خدا رحمت کرے ان عاشقان پاک طینت کو فرشتے رشک کرتے ہیں جنکی قسمت پر

ناظرین اہل جھریا جھوم اٹھیں۔ ہمیں یہ بڑی خوشی ہے کہ ادارہ کے رفیق اعلیٰ حضرت مولانا مصباح الدین صاحب فریدی ناظم مدرسہ اصلاحیہ نے آپکی آسانی کی خاطر پاسباں کی ایجنسی لے لی ہے لہذا ناظرین کرام جو پیپر ایجنٹ ہی سے لیکر پاسباں کا مطالعہ کرتے ہیں اس پتہ کو یاد رکھیں۔ پتہ یہ ہے۔ مولانا مصباح الدین صاحب فریدی۔ ناظم مدرسہ اصلاحیہ عربی کلاں روڈ جھریا (مانبھوم)

اسکے علاوہ مونگیر میں حافظ عبدالمجید صاحب۔ رائے پور میں حکیم بک اسٹال۔ پورنیہ میں محمد اسحاق صاحب۔ سنبھال پرگنہ میں مولوی رفیق صاحب گیا میں کتب منزل لوبرنگ آباد بکڈپو۔ پالی میں مولانا غلام محی الدین صاحب۔ کارنجہ میں توکل اسٹورس۔ برن پور میں منشی ریاض الحسن صاحب عقیق دواما اینڈ برادرس پٹنہ میں نقی نیوز ایجنسی۔ اودے پور میں جناب نور محمد صاحب۔ جودھپور میں بشیر احمد صاحب نیوز پیپر ایجنٹ۔ شولاپور میں [illegible] معین صاحب۔ گوبند پور (مانبھوم) میں ایم۔ اے نواز کنسٹر (مانبھوم) میں عبدالحلیم صاحب بک سیلر۔ گریڈیہہ میں شاہ اینڈ برادرز مالک [illegible]) میں اے ایس روالی نیوز پیپر ایجنٹ شیخ وراثت علی صاحب نیوز پیپر ایجنٹ جعفری بک ڈپو۔ مراد آباد میں مولانا حکیم نذیر الاکرم صاحب تعالیٰ عنہ کتاب استاد خادم صاحب و امین نیوز ایجنسی۔ رائے چور میں بھارت لائبریری مالیگاؤں میں قاضی عبدالرشید صاحب لائبریری۔ پاکستان [illegible] صاحب جامعہ رضویہ منظر الاسلام جھنگ بازار کراچی میں مولانا ظفر علی صاحب پرنسپل دارالعلوم امجدیہ آرام باغ۔ گنگاپور میں جناب منشی مبارک حسین صاحب احمد آباد میں عزیز بک ایجنسی۔ جبلپور میں۔ جناب تاج الدین صاحب دائم خلیل الرحمن صاحب گوہری۔ راجنا ند گاؤں میں جناب احمد شفیع صاحب۔

آپ کو ان تمام پتوں سے ماہنامہ "پاسباں" دستیاب ہو سکتے ہیں۔ نیز اسکے علاوہ آپ اپنے شہر کے ہر پیپر ایجنٹ و بک اسٹال سے رسالہ پاسباں طلب کر سکتے ہیں۔